سیرتِ سیدۃ النساء
سیدہ
فاطمۃ الزہراء
رضی اللہ عنہا

مکتبہ اہلِ سنت

مُصنّف

سیرت سیدۃ النساء
سیدہ فاطمۃ الزہراء
رضی اللہ عنہا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

درودِ ابراہیمی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ
حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ
وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ؕ

ناشر ——— جاوید اختر

سنِ اشاعت ——— جون 2010

سرورق ——— سُندر کمپیوٹرز فیصل آباد

قیمت ——— 180 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہلِ سُنّت

امین پور بازار فیصل آباد

041-2002111

0321-6639552

فہرس

انتساب

میری یہ کوشش کونین کے شہنشاہ ﷺ کے توسط سے

ان کی لاڈلی شہزادی خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی بارگاہ میں بصد عقیدت نظر ہے

اور جملہ اہل بیت، تمام صحابہ کرام، سارے اولیاء عظام رحمہم اللہ اور ہر

مسلمان مرد و عورت کے لئے

خصوصاً میرے تمام اساتذہ کے نام کہ جنہوں نے اس ناچیز کو کوئی

چیز تیار کرنے کے قابل بنایا

اور خاص کر خاص کر میرے والد مرحوم کے نام کہ جن کے ایصال

ثواب کی خاطر میں نے یہ محنت کی

بارگاہ رب العزت جل جلالہ میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو ہر عام و

خاص میں مقبول بنائے تاکہ بکثرت مسلمان میرے مرحوم والد صاحب کی

مغفرت کے لئے دعا گو ہوں۔

مدینے کا بھکاری

ابوالحسنین ذوالقرنین عطاری المدنی

......کچھ میرے قلم سے......

ایک دن ایک صاحب علم شخصیت کی بارگاہ میں حاضر تھا، سیرت کے موضوع پر گفتگو جاری تھی، اس دوران انہوں نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت پر کوئی جامع کتاب اردو میں ہونی چاہیئے، اُسی وقت میں نے دل میں نیت کر لی کہ خاتون جنت، جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات مبارکہ پر ایک جامع کتاب تحریر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کا صد کروڑ شکر ہے کہ اس کے فضل اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کے کرم اور اساتذہ کرام کی نظر عنایت سے شہنشاہ کونین ﷺ کی لاڈلی شہزادی، جنتی عورتوں کی سردار، جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک زندگی کے چند گوشے قرطاس کی زینت بنانے کی سعادت حاصل ہوئی، اب یہ "سیدتنا فاطمہ زہراء" کے نام سے اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، پڑھنے کے بعد امید ہے کہ آپ اس کتاب کو سب مسلمانوں بالخصوص مسلمان خواتین کے لئے بہت مفید پائیں گے۔

آسانی کے لئے اس کتاب کو میں نے چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے

پہلے باب میں خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت مبارکہ سے لے کر مدینہ منورہ ہجرت کرنے تک کے واقعات ہیں۔

دوسرے باب میں ان کی عظیم الشان شادی مبارک کا ذکر خیر ہے۔

تیسرے باب میں ان کی ازدواجی زندگی اور زہد و قناعت، عبادت و

ریاضت، سخاوت اور رشتہ داروں سے تعلقات وغیرہ کا ذکر موجود ہے۔

چوتھے باب میں رسول اکرم ﷺ کے پارۂ جگر سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل کا بیان ہے،

پانچویں باب میں حبیب خدا ﷺ کے وصال ظاہری سے لے شہزادی رسول ﷺ کی وفات تک کے حالات مذکور ہیں۔

چھٹے باب میں بزرگان دین علیہم الرحمہ کے تعظیم سادات کے حیرت انگیز واقعات ہیں۔

اس کتاب کی تیاری میں جنہوں نے کسی بھی طرح میرا ساتھ دیا اللہ تعالیٰ ان سب کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے، رب کریم عزوجل ان کی بے حساب مغفرت، میدان حشر میں آسانی اور جنت الفردوس میں سید السادات ﷺ کا پڑوس عطا فرمائے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور مسلمان خواتین کے لئے فائدہ مند بنائے، میری، میرے اہل خانہ، تمام دوست احباب، اساتذۂ کرام، سب مسلمانوں خصوصا میرے والد محترم کے لئے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین

مدینے کا بھکاری

ابوالحسنین ذوالقرنین عطاری المدنی

...... کتاب کا خلاصہ ......

خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت با سعادت اعلان نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی...... ولادت کے بعد فضا ان کے چہرے کے نور سے روشن ہوگئی...... حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی پرورش پر خصوصی توجہ فرمائی...... والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد ان کا گہوارہ تربیت رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس تھی...... بچپن میں بڑے ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا...... رسول خدا ﷺ پر کفار کی ایذا رسانیاں ننھی آنکھوں سے دیکھیں...... شعب ابی طالب میں تین سال تک جانگداز مصائب کا سامنا کیا...... مکہ مکرمہ سے سوئے مدینہ ہجرت کرنا پڑی...... جوانی کی دہلیز میں قدم رکھتے ہی اشراف قریش کی طرف سے نکاح کے پیغام آنے شروع ہوئے...... اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے نکاح ہوا...... مختصر سا جہیز ملا...... سادہ سی محفل میں رسم نکاح ادا ہوئی...... تھوڑا سا کھانا ولیمہ کی زینت بنا...... نبی اکرم ﷺ نے دونوں عروسانِ جنت اور ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعائیں فرمائیں...... گھریلو زندگی بڑی خوش اسلوبی سے گزاری...... ہر قدم پر اپنے شوہر نامدار حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا ساتھ دیا...... فاقوں میں زندگی بسر ہوئی...... زہد و قناعت کو حرز جاں بنائے رکھا...... دنیا اور اس کی لذتوں سے دور رہیں...... عبادت و ریاضت کا شغف رہا...... سخاوت بھی بے مثال تھی...... عشق رسول تو ایسا تھا کہ تا پا سنتوں کا سانچا تھیں...... عزیز رشتہ داروں اور

پڑوسیوں کی خبر گیری بھی کرتی رہیں......رسول اکرم ﷺ نے انہیں اپنے جگر کا ٹکڑا فرمایا......جنتی عورتوں کی سردار ہونے کا شرف ملا......ان کی رضا اللہ عزوجل کی رضا ہے......تطہیر کی آیت میں ان کی عزت وشان ظاہر ہے......روز حشر ان کی عظمت میں سب کی نگاہیں جھکا دی جائیں گی......زندگی میں ہی انتقال کے وقت کی خبر مل گئی......نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت سوز غم جداگانہ تھا......فراق رسول ﷺ میں سیل اشک آنکھوں سے رواں رہا......وراثت طلب کی تو حدیث پاک سن کر خاموشی اختیار کرلی......وصال کے وقت بھی پردے کا خاص اہتمام فرمایا تاکہ مبارک نعش پر بھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے......ایک روایت کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنازہ پڑھایا......اب جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّنَا سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيّٖنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ

فاطمة الزهراء رضى الله تعالىٰ عنها

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

......نام اور لقب......

اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ کی سب سے چھوٹی چہیتی اور لاڈلی شہزادی کا اسم گرامی فاطمہ اور (مشہور) لقب زہراء اور بتول ہے۔[1]

ان دو کے علاوہ مزید القابات بھی ہیں، جیسے

- طَاهِرَهْ .... پاکباز خاتون
- مُطَهَّرَهْ .... پاک صاف خاتون
- زَاكِيَهْ .... اچھے اخلاق وعادات کی مالکہ

1 ......شرح الزرقانی، ج ٤، ص ٣٣١

✿......رَاضِیَہ..........اللہ ورسول کی رضا پر راضی رہنے والی

✿......سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ..........جنتی عورتوں کی سردار

✿......سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ..........سارے جہاں کی عورتوں کی سردار

✿......کنیت......✿

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت ''ام محمد'' ہے[1]

✿......فاطمہ کا معنی......✿

فاطمہ فَطْمٌ سے ہے جس کا معنی ہے روکنا، اور چھڑانا، فاطمہ کا معنی ہوا روکنے والی، چھڑانے والی، سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''نام حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے ''فاطمہ'' چھڑانے والی، آتش جہنم سے نجات دینے والی۔[2]

✿......فاطمہ نام رکھنے کی وجہ......✿

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّمَا سُمِّیَتْ فَاطِمَۃُ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَذُرِّیَّتَھَا عَنِ النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ'' ان کا نام فاطمہ اس لئے ہوا کہ اللہ عزوجل نے انہیں اوران کی نسل کو روز قیامت آگ سے محفوظ فرمادیا۔''ؔ[3]

1......المعجم الکبیر، ج۲۲، ص ۳۷۹ رقم۱۸۸۸۷ 2......فتاوی رضویہ، ج۳۰، ص۱۱

3......تنزیہ الشریعۃ بحوالہ ابن عساکر: ج۱، ص۴۱۳

ؔ امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''ساداتِ کرام جو واقعی علمِ الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں اُن کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا مگر حکم قطعی >>>>>

✿......زہراء وبتول لقب کی وجہ تسمیہ......✿

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب زہراء ہے، زہراء بمعنی کلی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کبھی حیض نہیں آیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور ﷺ سونگھا کرتے تھے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب بتول بھی ہے، بتول کے معنی ہیں: منقطع ہونا، کٹ جانا۔ چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں اس لئے بتول لقب ہوا۔''[1]

بتول و فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا
کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نگہت کا

✿......ولادتِ مبارکہ......✿

ابوعبداللہ محمد بن سعد بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''وَلَدَتْھَا وَقُرَیْشٌ تَبْنِی الْبَیْتَ وَذٰلِکَ قَبْلَ النُّبُوَّۃِ بِخَمْسِ سِنِیْنَ'' حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت نبی اکرم ﷺ کے اعلان نبوت سے پانچ سال قبل اُن دنوں ہوئی جب قریش مکہ خانۂ کعبہ کی تعمیر میں مصروف تھے۔''ؔ[2]

1......مراۃ المناجیح: ج۸، ص۳۹۹ ...... 2الطبقات الکبری، ج۸، ص۱۶

>>>> بے نص قطعی (یعنی قطعی دلیل کے بغیر یقینی حکم لگانا) ناممکن ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۶۳۹) اس مسئلے کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے ''فتاوی رضویہ، ج۱۵، ص۱۳۷ تا ۱۳۶'' کا مطالعہ کیجئے۔

ؔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کے تعلق سے کتب سیر و تاریخ میں مختلف روایات منقول ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مدارج النبوہ مترجم، ج۲، ص۱۰۷'' پر اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔''

نسب......

والد محترم کی طرف سے

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد ﷺ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی

والدہ محترمہ کی طرف سے

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی

ساری فضا منور ہوگئی......

شیخ شعیب حَرِیفِیش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت ہوئی تو ساری فضا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرے کے نور سے منور ہوگئی۔“[1]

مبارک صورت......

حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

کَانَتْ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ ”وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح تھیں۔

اَوِ الشَّمْسِ کَفَّرَ غَمَامًا اِذَا خَرَجَ مِنَ السَّحَابِ“ یا سورج کی طرح جو بادلوں سے نکلتے وقت گھٹا کو چھپادے۔

1......الروض الفائق، ص ۲۷۴

بَیْضَاءُ مُشْرَبَۃٍ حُمْرَۃٌ ”چہرے کی سفیدی سرخی مائل تھی۔

لَھَا شَعْرٌ اَسْوَدُ، ان کے بال بہت سیاہ تھے

مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ شِبْھًا“، سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے مشابہ تھیں۔“[1]

رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا
کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا

ولادت گاہ......

حضرت علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ”بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت حضرتِ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہ ہوئی، اس مکان میں اگرچہ شہزادیٔ کونین کی دیگر بہنوں کی ولادت بھی ہوئی لیکن عظمتِ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے یہ ”مَوْلِدِ فَاطِمَۃَ“ کے نام سے مشہور ہوا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اسے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔[2]

خاتون جنت کی پرورش......

اہل عرب کا دستور تھا کہ وہ پیدا ہونے کے بعد بچوں کو دیہات میں بھیج دیتے تا کہ اسی ماحول میں ان کی پرورش ہو، فصیح عربی زبان سیکھیں اور جسمانی لحاظ سے مضبوط ہوں۔“[3] حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسے دودھ پلانے کے لئے دائی کے حوالے کر دیتیں، لیکن جب

1......المستدرک، ج۳، ص۱۷۶، رقم ۴۷۵۹ 2......السیرۃ الحلبیہ، ج۱، ص۹۱

3......الروض الانف، ج۳، ص ۲۸۷

دو عالم کے تاجدار ﷺ کی لاڈلی شہزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت مبارکہ ہوئی تو انہیں کسی دائی کے حوالے نہیں کیا بلکہ اپنے بابرکت دودھ سے ان کی پرورش فرمائی۔"[1]

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بچپن اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زیر سایہ گزرا اور جب بعثت کے دسویں برس ماں کی آغوش سے جدائی ہوئی تو اس کے بعد ان کا گہوارہ تربیت صرف نبی اکرم ﷺ کا سایہ رحمت تھا

1......تاریخ دمشق، ج۳، ص۱۲۸

بچپن کے حالات

خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بچپن میں بڑے ناگوار حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ چھوٹی سی عمر میں سر سے ماں کا سایہ اٹھ گیا، اب والد ماجد کے زیر سایہ زندگی شروع ہوئی تو دشمنان اسلام کی طرف سے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو دی جانے والی اذیتیں سامنے تھیں

کبھی ابوجہل کی سختی کی شکایت لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتیں تو کبھی اپنے والد محترم ﷺ کے بارے میں کفار کے ناپاک منصوبے دیکھ کر اشک بہاتیں، کبھی اپنے بابا جان، رحمت عالمیان ﷺ کے بابرکت کندھوں سے غلاظت دور کرنے پہنچتیں تو کبھی شعب ابی طالب میں ہوشربا حالات کا صبر واستقلال سے سامنا کرتیں، چنانچہ

......ابوجہل کے منہ پر تھپڑ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَطَمَ اَبُوْ جَهْلٍ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتْ اِلٰى اَبِيْهَا فَقَالَ اِئْتِنِىْ اَبَا سُفْيَانَ فَاَتَتْهُ فَاَخْبَرَتْهُ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَامَ مَعَهَا حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى اَبِىْ جَهْلٍ وَقَالَ لَهَا اِلْطِمِيْهِ كَمَا لَطَمَكِ فَفَعَلَتْ فَجَاءَتْ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَنْسَهَا لِاَبِىْ سُفْيَانَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا شَكَكْتُ اَنْ كَانَ اِسْلَامُهُ اِلَّا لِدَعْوَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”ایک دن ابوجہل نے بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ننھے سے مقدس چہرے پر تھپڑ مارنے کی جسارت کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی شکایت لے کر اپنے والد ماجد ﷺ کی بارگاہ میں، حاضر ہوئیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جاؤ ابوسفیان کو بتاؤ۔ چنانچہ خاتون جنت، رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئیں اور سارا ماجرا سنایا، ابوسفیان نے باغ رسالت کی مہکتی کلی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا اور سیدھے ابوجہل کے پاس پہنچے اور حضرتِ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: جس طرح اس نے آپ کو تھپڑ مار کر صدمہ پہنچایا ہے تم بھی اسے مارو، سیّدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس لعین کو تھپڑ مار کر اپنی گستاخی کا بدلہ لے لیا۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے واپس آکر خبر دی تو نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ بلند فرما کر یوں دعا فرمائی: اے اللہ! تو ابوسفیان کو یہ نہ بھلانا۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں مجھے یقین ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا نبی کریم ﷺ کی اس دعا کی برکت سے ہے۔“[1]

۞ ...... چشمانِ کرم سے آنسو ...... ۞

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هِيَ تَبْكِيْ فَقَالَ يَا بُنَيَّةَ مَا يُبْكِيْكِ ؟ قَالَتْ يَا اَبَتِ مَالِيَ، لَا اَبْكِيْ وَ هٰؤُلَاءِ الْمَلَاءِ مِنْ قُرَيْشٍ فِي الْحَجَرِ يَتَعَاقَدُوْنَ بِاللَّاتِ وَ الْعُزّٰى وَ مَنَاةِ الثَّالِثَةِ الْاُخْرٰى لَوْ قَدْ رَاَوْكَ لَقَامُوْا اِلَيْكَ فَيَقْتُلُوْنَكَ

1......التدوین فی اخبار قزوین، ج ۱، ص ۷۱

وَ لَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَ قَدْ عَرَفَ نَصِيْبَهٗ مِنْ دَمِكَ فَقَالَ يَا بُنَيَّةَ ائْتِيْنِيْ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوْا هَاهُوَ ذَا فَطَأْطَؤُا رُؤُوْسَهُمْ وَ سَقَطَتْ اَذْقَانُهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِمْ فَلَمْ يَرْفَعُوْا اَبْصَارَهُمْ فَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَحَصَبَهُمْ بِهَا وَ قَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا اَصَابَ رَجُلًا مِنْهُمْ حَصَاةٌ مِنْ حُصَاتِهٖ اِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا “

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرکارِ عالی وقار ﷺ کی بارگاہ میں ایسے تشریف لائیں کہ آپ کی چشمانِ کرم سے آنسو رواں تھے، غمخوارِ امت ﷺ نے شفقت سے پوچھا: ”میری لاڈلی بیٹی! تم کیوں رو رہی ہو؟ تڑپ کر عرض گزار ہوئیں:

”ابا جان! میں کیوں نہ روؤں؟ کفارِ قریش کا ایک گروہ حجرِ اسود کے پاس لات وعزیٰ اور منات کی قسمیں کھا رہا ہے کہ اگر آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو شہید کر دیں گے، اور ان میں کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس نے آپ ﷺ کے مقدس خون سے اپنا حصہ پہچانا نہ ہو۔

ارشاد فرمایا: ”میری بیٹی! میرے پاس وضو کا برتن لے کر آؤ، چنانچہ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے، جب کفارِ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو بول اٹھے ”یہ رہے وہ۔ پھر ان کے سر جھک گئے اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سامنے ساقط ہو گئیں، یہ اپنی آنکھیں تک نہ اٹھا سکے“ رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھی بھر مٹی

لے کران پر ماری اور ارشاد فرمایا" شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" چہرے بگڑ گئے''، تو جس شخص کو ان میں سے کوئی کنکری لگی وہ بدر کے دن حالت کفر میں قتل کر دیا گیا۔''(1)

......اونٹ کی غلاظت دور کرنا......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَلَا تَنْظُرُوْنَ إِلَى هَذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُوْمُ إِلَى جَزُوْرِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا فَيَجِيءُ بِهِ ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثُمَّ سَمَّى اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

1......مستدرك على الصحيحين: ج ٤، ص ١٤٢، رقم ٤٧٩٦

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً''

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عین حالتِ نماز میں ابو جہل نے کہا: کوئی ہے جو فلاں قبیلے کے ذبح کیے ہوئے اونٹ کا گوبر خون اور بچہ دانی لاکر سجدہ کی حالت میں ان کے کندھوں پر رکھ دے؟ چنانچہ وہ غلیظ چیزیں لاکر حضور ﷺ کے کندھوں کے درمیان رکھ دی گئیں۔ سلطان الساجدین ﷺ اس وجہ سے دیر تک حالت سجدہ میں رہے اور کفار ہنسنے لگے یہاں تک کہ ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے، کسی نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو ان دنوں ابھی کمسن لڑکی تھیں کو خبر دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور ان کافروں کو برا بھلا کہتے ہوئے اس غلاظت کو آپ ﷺ کے مبارک کندھوں سے ہٹا دیا۔ حضور ﷺ کے قلب مبارک پر قریش کی اس شرارت سے انتہائی صدمہ گزرا اور نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ یہ دعا مانگی:

'' اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ '' یعنی اے اللہ! تو قریش کو اپنی گرفت میں پکڑ لے۔''

پھر ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید کا نام لے کر دعا مانگی کہ الٰہی! تو ان لوگوں کو اپنی گرفت میں لے لے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے ان سب کافروں کو جنگ بدر کے دن دیکھا کہ ان کی لاشیں زمین پر پڑی ہوئی ہیں۔ پھر ان سب کفار کی لاشوں کو نہایت ذلت کے ساتھ گھسیٹ کر بدر کے ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا اور حضور

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان گڑھے والوں پر خدا کی لعنت ہے۔" (1)

......شعب ابی طالب میں تین سال......

شعب ابی طالب وہ گھاٹی کہ جس میں حضور اکرم ﷺ اور ان کے خاندان والے کفار قریش کے مشترکہ معاہدے کی وجہ سے تین سال تک نظر بند رہے، ان دنوں حضرتِ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریبا بارہ سال تھی، بچپن میں ان کے ساتھ پیش آنے والی اس ہوش ربا صورت حال کی کچھ جھلک سطور ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں کا اکرام اور بھی زیادہ ہونے لگا اور کفار کے بھیجے ہوئے وفد کو ذلت سے واپس آنا پڑا۔ اس واقعہ سے کفار کا غصہ اور بھی بڑھ گیا، دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے نے ان کو اور بھی جلا رکھا تھا لہٰذا ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ ان لوگوں کا ان سے ملنا جلنا بند ہو جائے اور اسلام کا چراغ کسی طرح بجھے۔ اس لئے سرداران مکہ کی ایک بڑی جماعت نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کھلم کھلا محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا جائے لیکن قتل کرنا بھی آسان کام نہ تھا اس لئے کہ بنو ہاشم بھی بڑے جتھے اور اونچے طبقہ کے لوگ شمار ہوتے تھے ان میں اگرچہ اکثر مسلمان نہیں ہوئے تھے لیکن جو مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ بھی حضور ﷺ کے قتل ہو جانے پر آمادہ نہیں تھے۔ اس لئے ان سب کفار نے مل کر ایک معاہدہ کیا کہ سارے بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا بائیکاٹ کیا جائے، نہ ان کو کوئی شخص اپنے پاس بیٹھنے دے نہ ان سے کوئی خرید و فروخت

1......صحیح البخاری: ج١،ص١٠٢، رقم ٢٤٠

کرے، نہ بات چیت کرے، نہ ان کے گھر جائے، نہ ان کو اپنے گھر میں آنے دے اور اس وقت تک صلح نہ کی جائے جب تک کہ وہ حضور اکرم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے ہمارے حوالے نہ کر دیں، یہ معاہدہ زبانی ہی گفتگو پر ختم نہیں ہوا بلکہ یکم محرم ۷ نبوی کو ایک تحریری معاہدہ لکھ کر بیت اللہ میں لٹکایا گیا تاکہ ہر شخص اس کا احترام کرے اور اس کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

اس معاہدے کی وجہ سے تین برس تک یہ تمام حضرات دو پہاڑوں کے درمیان ایک گھاٹی میں اس طرح نظر بند رہے کہ نہ کوئی ان سے مل سکتا تھا نہ یہ کسی سے مل سکتے تھے، نہ مکہ کے کسی آدمی سے کوئی چیز خرید سکتے تھے نہ باہر سے آنے والے کسی تاجر سے مل کر اس سے کوئی چیز حاصل کر سکتے تھے، اگر کوئی شخص اس گھاٹی سے باہر نکلتا تو پیٹا جاتا اور کسی سے ضرورت کا اظہار کرتا تو صاف جواب پاتا، معمولی سامان غلہ وغیرہ جو ان لوگوں کے پاس تھا وہ کہاں تک کام دیتا آخر فاقوں پر فاقے گزرنے لگے اور عورتیں اور بچے بھوک سے بیتاب ہو کر روتے اور چلاتے، ان کے رشتہ داروں کو اپنی بھوک اور تکالیف سے زیادہ ان بچوں کی تکالیف ستاتیں۔ آخر تین برس کے بعد وہ صحیفہ دیمک کی نذر ہوا اور ان حضرات کی یہ مصیبت دور ہوئی۔ (1)

1......شرح الزرقانی: ج٢،ص١٢/السیرۃ النبویۃ: ج٦،ص٣٢٥

بتول زہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا کو نصیحت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ '' اپنے قریبی کنبہ والوں کو ڈراؤ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو نداء دی چنانچہ وہ جمع ہو گئے تو عام وخاص سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یَا بَنِی کَعۡبِ بۡنِ لُؤَیٍّ اَنۡقِذُوا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ النَّارِ'' اے بنی کعب بن لوی! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔

یَا بَنِی مُرَّۃَ بۡنِ کَعۡبٍ اَنۡقِذُوا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ النَّارِ'' اے مرہ بن کعب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔

یَا بَنِی عَبۡدِ شَمۡسٍ اَنۡقِذُوا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ النَّارِ'' اے عبد شمس کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔

یَا بَنِی عَبۡدِ مَنَافٍ اَنۡقِذُوا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ النَّارِ'' اے عبد مناف کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔

یَا بَنِی هَاشِمٍ اَنۡقِذُوا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ النَّارِ'' اے ہاشم کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔

یَا بَنِی عَبۡدِ الۡمُطَّلِبِ اَنۡقِذُوا اَنۡفُسَکُمۡ مِنَ النَّارِ'' اے عبد المطلب کی اولاد! اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔

''یَا فَاطِمَۃُ اَنۡقِذِی نَفۡسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّی لَا اَمۡلِكُ لَکُمۡ مِنَ اللّٰهِ شَیۡئًا غَیۡرَ اَنَّ لَکُمۡ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا

بِبَلَالِهَا'' اے فاطمہ! اپنی جان آگ سے بچالو کہ میں اللہ کے مقابل تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں سواء اس کے کہ تم سے رشتہ داری ہے جس کی تری کو میں تر رکھوں گا۔''[1]

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ارشاد فرمایا:

یَا فَاطِمَۃُ بِنۡتَ مُحَمَّدٍ سَلِیۡنِی مَا شِئۡتِ مِنۡ مَالِی لَا اُغۡنِی عَنۡكِ مِنَ اللّٰهِ شَیۡئًا'' اے فاطمہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی! تم جو چاہو مجھ سے میرا مال مانگ لو میں تم سے اللہ کے مقابل کچھ دور نہیں کر سکتا۔''[2]

آگ سے بچانے کے معنی

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں ''اپنی جانوں کو آگ سے بچانے'' کے معنی یہ ہیں کہ چھوٹے بچوں کو بھی اسلام کی تبلیغ کی جائے کیونکہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا چھوٹی بچی تھیں۔ سب لوگوں کے سامنے علانیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو تبلیغ فرمانا لوگوں کو سنانے کے لیے ہے کہ بغیر ایمان قبول کئے نبی کی قرابتداری بلکہ نبی کی اولاد ہونا کافی نہیں۔ کنعان نبی زادہ تھا مگر کفر کی وجہ سے جہنمی ہو گیا۔ ایمان کی ضرورت سب کو ہے، جیسے کوئی شخص سید ہو یا غیر سید، دھوپ ہو، پانی غذا سے مستغنی نہیں، یوں ہی کوئی شخص ایمان، قرآن، اعمال سے بے نیاز نہیں آج اپنے کو اعمال سے بے نیاز ماننے والے غذا پانی ہوا سے

---

1 ...... مسلم: ج۱، ص۴۶۹، رقم ۲۰۳ ...... بخاری: ج۳، ص۴۳۵، رقم ۴۳۹۸

بے نیاز بن کر دکھائیں بلکہ مر کر انسان ان چیزوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے مگر حضور ﷺ کی ضرورت پھر بھی رہتی ہے کہ قبر و حشر میں حضور ﷺ کی غلامی کا سوال ہوتا ہے۔

حدیث پاک کے اس حصے ''میں تم سے اللہ کے مقابل کچھ دور نہیں کر سکتا'' کی شرح میں فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے نام کی برکت سے، حضور ﷺ کے خدام کے صدقہ سے آفتیں مصیبتیں دور فرما دیتا ہے، حضور ﷺ کا نام دافع بلا ہے، یہاں اللہ تعالیٰ کے مقابل اخروی عذاب کفار سے دور فرمانے کی نفی ہے۔ [1]

والدہ ماجدہ کی رحلت

مکہ میں ابوطالب کے بعد سب سے زیادہ جس ہستی نے رحمت عالم ﷺ کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کیا وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔

رمضان سن 10 نبوی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پینسٹھ برس کی عمر میں وصال فرما گئیں۔ مقام حجون (قبرستان جنت المعلی) میں مدفون ہوئیں۔

حضور رحمت عالم ﷺ خود بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اترے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کی لاش مبارک کو زمین کے سپرد فرمایا۔ [2]

میری والدہ کہاں ہیں؟

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے

1......مراۃ المناجیح، ج۷، ص۱۵۸ 2......شرح الزرقانی علی المواھب: ج۲، ص۴۸

عرض کی: ''میری والدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہاں ہیں؟ ارشاد فرمایا ''فِیْ بَیْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا لَغْوَ فِیْهِ وَلَا نَصَبَ بَیْنَ مَرْیَمَ وَآسِیَةَ امْرَاَةِ فِرْعَوْنَ'' فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے (محلات کے) درمیان زبرجد سے بنے ہوئے گھر میں ہیں، اس میں نہ کوئی فضول بات ہے نہ تھکانا۔ عرض کی: ''مِنْ ھٰذَا الْقَصَبِ'' اس زبرجد سے؟ ارشاد فرمایا: ''لَا بَلْ مِنَ الْقَصَبِ الْمَنْظُوْمِ بِالدُّرِ وَاللُّؤْلُؤِ وَالْیَاقُوْتِ'' نہیں بلکہ اُس زبرجد سے جو موتیوں، لعل اور یاقوت سے مرصع ہے۔'' [1]

منزل من قصب لا نصب لا صخب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

ہجرت مدینہ

کفار کے ظلم وستم میں آئے دن اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا، اللہ ﷻ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو مدینہ منورہ ہجرت کی اجازت عطا فرما دی، آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے، مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ جب حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں مقیم ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو پانچ سو درہم اور دو یا تین اونٹ دینے کا حکم ارشاد فرمایا تا کہ یہ ضرورت کی چیزیں خرید کر مکہ مکرمہ سے

1......معجم الاوسط، ج۱، ص۱۴۰، رقم ۴۴۰

ان کے اہل خانہ کو مدینے لے آئیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کے ساتھ رہنمائی کے لئے عبد اللہ بن اریقط کو ان کے ہمراہ کر دیا، یوں حضرت فاطمۃ الزہراء، حضرت ام کلثوم، ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔''[1]

ایک روایت میں ہے کہ

شہنشاہ کونین ﷺ کی لخت جگر، خاتون جنت، حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منورہ ہجرت کے ارادے سے نکلیں تو حضرت عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) نے انہیں اونٹ پر سوار کروایا، دشمن اسلام حویرث بن نُقَیذ نے نیزے سے ڈرایا تو اس کے صدمے سے یہ مقدس شہزادیاں زمین پر تشریف لے آئیں۔''[2]

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو دشمن اسلام حویرث بن نُقَیذ بھاگنے کے ارادے سے نکلا لیکن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہاتھوں جہنم رسید ہو گیا۔''[3]

مدینہ منورہ آمد

مدینہ منورہ آمد کے بعد سب لوگ پہلے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے

1......السیرة الحلبیہ: ج ۲، ص ۱۰۸، ۱۰۹ 2......الروض الانف: ج ٤، ص ١٦٨

3......السیرة الحلبیہ: ج ۳، ص ۱۳۱

مکان پر ٹھہرے۔ کچھ عرصے بعد جب مسجد نبوی اور اس کے آس پاس کے حجرے تیار ہو گئے تو حضور ﷺ ان حجروں میں اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ قیام پذیر ہو گئے۔''[1]

1......المواهب اللدنیة والزرقانی: ج ۲، ص ۱۸٦

شادی خانہ آبادی

شہزادی رسول، خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شہنشاہ کی شہزادی تھیں کہ جن کی رضا پر پہاڑ سونا بن کر ساتھ چلتے، وہ چاہتے تو دنیا بھر کی دولت و آسائش ان کے قدموں کی خاک ہوتی، جن کی حکومت عالم کے ہر ہر ذرے پر ہے، ایسے شہنشاہ کی لاڈلی شہزادی کی شادی کے حالات جب پڑھتے ہیں تو آنکھیں آنسوؤں سے نم ہوجاتی ہیں۔ان کی شادی میں سادگی اتنی تھی کہ نہ رنگ برنگے لباس تھے نہ چمکتے زیورات، نہ حیاء سے عاری خواتین تھیں نہ ڈھول تماشے اور آتش بازی کی خرافات بلکہ سادہ سی محفل میں عقد نکاح ہوا، مختصر سا جہیز ملا، اور ولیمے میں تھوڑا سا کھانا تقسیم ہوا۔شہزادی کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی میرے ان مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لئے بہترین نمونہ ہے

۞ ...... جو کسی غریب کی نیک سیرت لڑکی سے صرف نظر کرتے ہوئے خوبصورت اور مالدار لڑکی کی تلاش میں رہتے ہیں تا کہ جہیز زیادہ ملے۔

۞ ...... جن کی جوان بیٹیاں والدین کی اس خواہش ''لڑکا خوبصورت اور پیسے والا ہونا چاہئے'' پر قربان ہوتے ہوئے بڑھاپے کی دہلیز میں قدم رکھنے والی یا رکھ چکی ہیں

۞ ...... جو رسمیں ادا کرنے کی سکت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی جوان بیٹیوں کو گھروں میں بٹھائے ہوئے ہیں۔

۞ ...... جو اچھا جہیز دینے کی خاطر سودی قرضوں کی لعنت میں پڑتے اور اپنے ہاتھوں اپنا گھر تباہ کرتے نظر آتے ہیں۔

۞ ...... جو فضول رسموں میں اور خاندان میں اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے لاکھوں اڑا دیتے ہیں اگر چہ اس کے لئے گھر بار بیچنا پڑ جائے، قرض کا بوجھ پہاڑ کی صورت میں سر پہ ہی کیوں نہ رکھنا پڑے۔

۞ ...... جو محلے یا رشتہ داروں کی عورتیں جمع کر کے ڈھولکی بجاتے اور عشقیہ گانے گاتے ہیں، خاندان کے بڑے بوڑھے، جوان انہیں دیکھ کر خوش ہوتے اور مسکراتے نظر آتے ہیں۔کاش! انہیں عقل آجائے اور ذرا غور کرلیں کہ ان نوجوان لڑکیوں کا عشقیہ اشعار پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دبے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور اخلاق و عادات پر اس کا کہاں تک اثر پڑے گا۔ انہیں ہوش تب آتی ہے جب ان کی جوان بیٹی ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا کر زمانے بھر میں رسوا کر دیتی ہے، پھر کف افسوس ملنے کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں بچتا، انہیں چاہئے کہ اس رسوائی پر صف ماتم بچھانے سے پہلے ہی سنبھل جائیں اور اپنی جوان بیٹیوں کو اخلاق و عادات میں بگاڑ پیدا کرنے والی چیزوں سے دور رکھیں۔یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو یا ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔

۞ ...... جو آتش بازی اور بینڈ باجوں میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو گویا شادی ہی نہ ہوئی بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ حرام کام نہ ہوں تو اُسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں۔بعض اوقات تو نسبت کے وقت کبھی لڑکی والے طے کر لیتے ہیں کہ بینڈ لانا ہوگا ورنہ ہم شادی نہیں کریں گے اور کبھی لڑکے والے اس کا پرزور تقاضا کرتے ہیں، نہ ماننے کی صورت میں دل میں

ایسی رنجش بٹھا لیتے ہیں کہ موقع بموقع لڑکی ان کے طعنوں کے نشتر سہتی ہے۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے دوسرے مال ضائع کرنا ہے تیسرے تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب ہے اور سب کی تعداد کے برابر ان پر اس گناہ کا بوجھ۔ آتش بازی سے ہونے والے نقصان کے نظارے اکثر نے دیکھے ہوں گے کہ اس سے کبھی کپڑے جلتے ہیں تو کبھی جسم زخمی ہوتا ہے کبھی کسی کا گھر جل جاتا ہے تو کبھی کوئی اس کی آگ میں سلگ جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمیں عقل آ جائے اور ہم ایسی خرافات سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں۔

آیئے اب آپ کو مدینے کی ان پرنور فضاؤں میں لے چلتے ہیں جہاں، شہنشاہ کونین کی چہیتی شہزادی کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔

مدینہ منورہ آمد کے بعد جب خاتونِ جنت حضرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک پندرہ یا سترہ برس ہوئی تو ان سے نکاح کے لئے شہنشاہِ مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں قریش کے معززین کی طرف سے پیغام آنے شروع ہوئے، چنانچہ

حضرت ابوبکر و عمر کی جانب سے پیغام نکاح

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی درخواست پیش کی تو ارشاد فرمایا:

"یَا اَبَا بَکْرٍ اَنْتَظِرُ بِهَا الْقَضَاءَ" اے ابوبکر! میں اس بارے میں وحی کا منتظر ہوں۔

حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ معاملہ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتایا تو انہوں نے

کہا، ''اے ابوبکر! آپ رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا! پھر حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کو نکاح کا پیغام دینے کی ترغیب دلائی، انہوں نے سلطانِ دو عالم ﷺ سے عرض کی تو ان سے بھی یہی ارشاد فرمایا

''اَنْتَظِرُ بِهَا الْقَضَاءَ'' مجھے اس بارے میں وحی کا انتظار ہے۔

حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساری صورت حال سے حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا تو انہوں نے فرمایا،''

اے عمر! آپ رضی اللہ عنہ کو بھی منع فرما دیا! پھر تو اس کے اہل حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں۔'' (1)

پیغام نکاح کے مزید جوابات

اشراف قریش کے پیغامات کا جواب دیگر روایات میں کچھ اس طرح بھی منقول ہے:

- ...... ابھی فاطمہ کی عمر چھوٹی ہے۔
- ...... پیغام سن کر خاموشی اختیار فرمائی۔

لیکن جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پیغام عرض کیا تو ان سے نکاح کر دیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''عمر چھوٹی ہونے کا جواب اس لئے ارشاد ہوا کہ پیغام نکاح کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر بہت چھوٹی تھی

1......الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۱۶

جب 15 سال کی ہوئیں تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پیغام دیا جسے قبول کرلیا گیا۔ یا اس لئے فرمایا کہ پیغام دینے والوں کی عمر کے مقابلے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چھوٹی تھی۔''

دوسرے جواب کے تعلق سے فرماتے ہیں

''ممکن ہے خاموشی اس لئے اختیار فرمائی ہو کہ یہ دوبارہ پیغام دیں۔'' مزید فرماتے ہیں کہ ''ان روایات کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ا فضیلت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ایک روایت میں یہ جواب ذکر ہوا ہے کہ ''مجھے اس بارے میں وحی کا انتظار ہے۔ لہذا اب کوئی اشکال نہ رہا۔'' (1)

پیغام نکاح قبول نہ کرنے کی اصل وجہ

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف سے ملنے والا پیغام نکاح قبول نہ کرنے کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا انتظار تھا ورنہ جن مقدس ہستیوں نے خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا تھا بارگاہ رسالت ﷺ میں ان کا رتبہ و مقام اتنا بلند تھا کہ بخوشی ان کے پیغام کو زیور قبولیت سے آراستہ کردیا جاتا۔''

1... مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۰، ص ۴۵۱

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترغیبِ نکاح

ایک دن حضرتِ ابوبکر صدیق، حضرتِ عمر فاروق اور حضرتِ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہم مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے کہ حضرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکرِ خیر چل نکلا، حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام معززین نے پیغامِ نکاح عرض کیا اور آپ ﷺ نے انکار کرتے ہوئے یہی فرمایا ''یہ معاملہ اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے۔ لیکن حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پیغامِ نکاح عرض نہیں کیا اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے غربت کے سبب ایسا نہیں کیا۔ میرے دل میں یہ بات آتی ہے کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ نے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معاملہ شاید اسی لئے روکا ہوا ہے۔ پھر حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرتِ سیدُنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں کہ ہم حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس چلیں اور ان سے شہزادئ رسول ﷺ کا معاملہ ذکر کریں، اگر انہوں نے تنگ دستی کی وجہ سے انکار کیا تو ہم ان کی مدد کریں گے۔ حضرتِ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ کو اس کام کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر یہ سب مسجدِ نبوی سے نکل کر حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تلاش میں ان کی مسجد جا پہنچے لیکن انہیں وہاں نہ پایا۔ (پھر جب پتہ چلا کہ) آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اس وقت کسی انصاری کے باغ میں اجرت پر اونٹوں کے ذریعے پانی نکالنے میں مصروف ہیں تو یہ تینوں صحابی ان کی جانب چل دیئے۔ جب حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان سب کو دیکھا تو پوچھا: کیا

معاملہ ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے علی! (بات یہ ہے کہ) قریش کے معززین نے بنتِ رسول ﷺ کے لئے پیغامِ نکاح دیا لیکن انہیں یہ کہہ کر لوٹا دیا گیا کہ ''یہ معاملہ اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے۔'' اور (ہم دیکھتے ہیں کہ) آپ ہر اچھی عادت سے کامل طور پر متّصف ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے رشتہ دار بھی ہیں تو آپ کے لئے اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل اور رسول ﷺ نے ان کا معاملہ آپ کے لئے روکا ہوا ہے۔

راوی فرماتے ہیں: حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور فرمایا: اے ابوبکر! آپ نے مجھے ایسے کام پر ابھارا ہے جو رکا ہوا تھا اور مجھے ایسے کام کی طرف متوجہ کیا جس سے میں غافل تھا، اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے شہزادیٔ سرورِ کونین ﷺ پسند ہیں اور ایسے رشتے کے لئے میرے جیسا اور کوئی نہیں، لیکن غربت نے مجھے اس سے روک رکھا ہے۔ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اے علی! ایسا نہ کہو! اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، اُڑتے غبار کی مانند ہے۔'' (1)

بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری

ان سے گفتگو کے بعد حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اونٹ کھولا

1 ... الروض الفائق: ص ۲۷۵

اور اپنے گھر چل دیئے۔ گھر جا کر اونٹ باندھا اور جوتے پہن کر حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان کی طرف چل دیئے، دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: کون؟ (ان کے جواب دینے سے پہلے) نبی غیب داں ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اُٹھو اور دروازہ کھولو، یہ وہ ہے جس سے اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ محبت کرتا ہے اور یہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کون ہے؟ ارشاد فرمایا'' یہ میرا بھائی ہے اور مجھے ساری مخلوق سے بڑھ کر پیارا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں اس تیزی سے اٹھی کہ چادر میں اُلجھنے لگی تھی، دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں، اللہ عزوجل کی قسم! جب تک انہیں پتہ نہ چلا کہ میں اوٹ میں ہوگئی ہوں وہ اندر داخل نہ ہوئے۔ پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر انہوں نے سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے جواب دینے کے بعد فرمایا ''بیٹھو۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور زمین کُرید نے لگے گویا کوئی حاجت عرض کرنے میں حیا کر رہے ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اے علی! کوئی کام ہے تو بتاؤ، ہمارے ہاں! تمہاری ہر حاجت پوری ہوگی۔ حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے اپنے چچا اور چچی فاطمہ بنت اسد سے لیا، میں اس وقت ایک ناسمجھ بچہ تھا۔ آپ نے میری راہنمائی فرمائی، مجھے ادب سکھایا، مجھے شائستہ بنایا۔ آپ ﷺ

نے مجھ پر ماں باپ سے بڑھ کر شفقت واحسان فرمایا۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے ذریعے مجھے ہدایت بخشی اور اس شرک سے بچایا جس میں میرے والدین مبتلا تھے (ان کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد بعد میں ایمان لے آئیں تھیں)۔ یارسول اللہ! آپ ﷺ ہی دنیا و آخرت میں میرا وسیلہ اور ذخیرہ ہیں، اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل آپ ﷺ کے ذریعے میری پشت پناہی اس طرح فرمائے کہ میرا بھی ایک گھر اور بیوی ہو جس میں چین حاصل کروں، یہی غرض لئے میں آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں، یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ اپنی لختِ جگر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقدِ نکاح میرے ساتھ کرنا پسند فرمائیں گے؟"۔

حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "میں نے دیکھا کہ (یہ سن کر) حضور ﷺ کا چہرۂ انور خوشی و مسرت سے کھل اٹھا۔" (1)

شہزادئ کونین سے مشورہ

حضرت عطا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنی لاڈلی شہزادی سے فرمایا "علی نے تم سے نکاح کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ

1......الروض الفائق: ص ۲۷۵

عنہا نے یہ سن کر خاموشی اختیار کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمادیا۔" (1)

حکم الٰہی عزوجل

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ" مجھے رب عزوجل نے یہی حکم دیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے کردوں۔" (2)

مہر کے لئے زرہ بیچنے کا حکم

نبی کریم ﷺ نے حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا "اے علی! کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے جس سے تم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر ادا کرسکو؟ عرض کی: اللہ عزوجل کی قسم! یارسول اللہ! آپ ﷺ پر میری حالت پوشیدہ نہیں، آپ ﷺ جانتے ہیں کہ میں ایک زرہ، تلوار اور پانی لانے والے ایک اونٹ کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں۔ ارشاد فرمایا" اپنی تلوار سے تو تم اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کروگے لہٰذا اس کے بغیر گزارہ نہیں اور اونٹ سے اپنے گھر والوں کے لئے پانی بھر کر لاؤ گے اور سفر میں بھی اس پر اپنا سامان لادو گے، لیکن زرہ کے بدلے میں، مَیں اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کرتا ہوں اور میں تجھ سے خوش ہوں۔" (3)

1......الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۱۶

2......المعجم الکبیر، ج۸، ص۴۹۸، رقم ۱۰۱۵۲ 3......الروض الفائق: ص۲۷۶

حضرت عثمان غنی ؓ کا حسن سلوک

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: میں نے اپنی زرہ لی اور بازار میں حضرت عثمانِ غنی ؓ کو چار سو درہم میں فروخت کردی۔ جب میں نے درہموں پر اور انہوں نے زرہ پر قبضہ کرلیا تو مجھ سے فرمانے لگے:

اے علی! کیا اب میں آپ سے زیادہ زرہ کا اور آپ مجھ سے زیادہ دراہم کے حق دار نہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ تو کہنے لگے: پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: میں نے زرہ اور درہم لئے اور نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر حضرت عثمان ؓ کے حسنِ سلوک کی خبر دی تو آپ ﷺ نے انہیں خیر و برکت کی دعا دی۔"[1]

مہر کی مقدار

شہنشاہ کونین ﷺ کی دخترِ ناز حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی یعنی ڈیڑھ سو تولہ تھا یہ جو مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر انیس مثقال سونا تھا اس سے مراد مہر معجّل ہے کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی زرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دی جو انیس مثقال سونے کی تھی۔"ل[2]

---

1 ......الروض الفائق، ص ۲۷۷

2......مراۃ المناجیح، ج۵، ص ۹۰

ل اس مسئلے پر تفصیلی معلومات کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 12 ص 145 تا 156 کا مطالعہ کیجئے

مالک کونین کی لاڈلی کا جہیز

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو بلا کر نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھر درہم دیئے اور فرمایا "ان دراہم کے بدلے فاطمہ کے لئے مناسب چیزیں خرید لاؤ۔ حضرت سلمان فارسی ؓ اور حضرت بلال ؓ کو خریدی ہوئی اشیاء اٹھانے میں مدد کے لئے ساتھ بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں: مجھے نبیٔ پاک ﷺ نے تریسٹھ (63) درہم عطا فرمائے تھے،

میں نے روئی سے بھرا ہوا موٹے کپڑے کا بستر، چمڑے کا دسترخوان، کھجور کے پتوں سے بھرا چمڑے کا تکیہ، پانی کے لئے ایک مشکیزہ اور کوزہ اور نرم اُون کا ایک پردہ خریدا۔

پھر میں، حضرت سلمان ؓ اور حضرت بلال ؓ نے تھوڑا تھوڑا کر کے وہ سامان اٹھالیا اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر کردیا۔ جب آپ ﷺ نے سامان دیکھا تو رونے لگے اور آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دعا کی "یا اللہ! ایسے لوگوں کو اپنی برکت سے نواز جن کا شعار ہی تجھ سے ڈرنا ہے۔"[1]

اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام
صاحب لولاک پر لاکھوں سلام

مکان کا انتظام

رحمت دو عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو تقریباً ایک سال سے حضرت

1......الروض الفائق: ص ۲۷۷

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں جلوہ افروز تھے۔ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کے نکاح کی بات چلی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو مکان تلاش کرنے کا حکم ارشاد فرمایا: حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو کاشانۂ اقدس سے کچھ دور (کرائے پر) مکان ملا تو اس میں رخصتی کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی تشریف آوری ہوئی۔'' (1)

آسمانوں میں نکاح

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں: ''میں بارگاہ رسالت ﷺ سے نکلا تو اتنی جلدی میں تھا کہ خوشی ومسرت سے اپنا ہوش بھی نہ تھا۔ راستے میں حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا: اے علی! خیریت ہے، کیا ہوا ہے کہ تم اتنی جلدی میں ہو؟ میں نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے میرا نکاح اپنی شہزادی سے کردیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ عزوجل نے میرا نکاح آسمانوں میں کیا ہے، اب حضور ﷺ میرے پیچھے پیچھے مسجد میں تشریف لاکر اس کا اعلان فرمائیں گے۔ وہ دونوں بھی یہ سن کر خوش ہوگئے اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ بخدا! جب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کا چہرہ خوشی سے دَمَک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے بلال! مہاجرین وانصار کو جمع کرو۔ حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور امام الانبیاء ﷺ اپنے منبرِ اقدس کے پاس تشریف فرما ہوگئے یہاں تک کہ جب سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے منبرِ

1......الطبقات الکبری، ج۸، ص۲۳

اقدس پر جلوہ افروز ہوکر اللہ عزوجل کی حمد وثناء کی اور ارشاد فرمایا:

اے مسلمانو! ابھی ابھی حضرت جبرئیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ خبر دی کہ اللہ عزوجل نے بیت المعمور کے پاس ملائکہ کو گواہ بنا کر میری بیٹی فاطمہ کا نکاح علی سے کردیا ہے، اور مجھے بھی حکم فرمایا ہے کہ میں زمین پر ان کا نکاح کردوں۔ میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح علی سے کردیا ہے۔

پھر نبیٔ اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور حضرتِ علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا: ''اے علی! کھڑے ہوکر خطبۂ نکاح پڑھو۔'' (1)

خطبۂ نکاح

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے کھڑے ہوکر اللہ عزوجل کی حمد وثناء کی اور یہ خطبہ پڑھا:

''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَشُکْرًا لِاَنْعُمِہٖ وَ اَیَادِیْہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا شَبِیْہَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ نَبِیُّہُ النَّبِیْہُ وَرَسُوْلُہُ الْوَجِیْہُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ بَنِیْہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً تُرْضِیْہِ'' یعنی سب تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں اور اس کے انعامات واحسانات پر اس کا شکر ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق

1. ....الروض الفائق: ص ۲۷۶

نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک و مثل نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کے معزز نبی اور عظیم الشان رسول ہیں، ان پر اور ان کی آل واصحاب، ازواجِ مطہرات اور اولادِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اللہ ﷻ کی ایسی دائمی رحمت ہو جو حضور ﷺ کو خوش کردے (آمین)۔"

رسم نکاح

اس کے بعد فرمایا: نکاح اللہ ﷻ کے حکم پر عمل ہے اور اس نے اس کی اجازت دی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہزادی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مجھ سے کردیا ہے اور میری اس زرہ کو بطورِ حق مہر مقرر فرمایا ہے، میں اور آپ ﷺ اس پر راضی ہیں، تم لوگ ان سے پوچھ لو اور گواہ بن جاؤ۔ یہ سن کر سب مسلمانوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارے جوڑے میں برکت عطا فرمائے اور تمہیں اتفاق عطا فرمائے۔ پھر حضور نبیٔ پاک ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس تشریف لائے اور انہیں حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح پر دف بجانے کا حکم دیا تو انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دف بجایا۔" [ا] [1]

1......الروض الفائق:ص ۲۷۷

ا شادی میں دف بجانے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "دف کہ بلاجلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سَم (یعنی سُر) کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محلِ فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے۔ حدیث میں مشروط دف بجانے کا حکم دیا گیا اور اس کی تمام قیود کو فتاوی شامی وغیرہ میں ذکر کردیا گیا۔" (فتاوی رضویہ، ج۲۱، ص۶۴۳)

......عظیم الشان دعوت

پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آراستہ کرنے کا حکم دیا اور حضرتِ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رکھے ہوئے دراہم میں سے دس درہم حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو دیئے اور ارشاد فرمایا، "ان سے کھجور، گھی اور پنیر خرید لو۔" آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم یہ چیزیں خرید کر خدمت اقدس میں حاضر ہوگئے۔ نبی کریم ﷺ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوایا اور آستینیں چڑھا کر کھجوروں کو گھی میں مسلنے لگے اور پھر پنیر کے ساتھ اس طرح ملایا کہ وہ حلوہ بن گیا، پھر ارشاد فرمایا، "اے علی! جسے چاہو بلا لاؤ۔ فرماتے ہیں: میں مسجد گیا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوت دی تو سب لوگ اٹھ کر چل دیئے۔

جب میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ لوگ بہت زیادہ ہیں تو آپ ﷺ نے چمڑے کے دستر خوان کو ایک رومال سے ڈھانک دیا اور ارشاد فرمایا، " دس دس افراد کو داخل کرتے جاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھا کر نکلتے گئے لیکن کھانے میں بالکل کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی برکت سے سات سو افراد نے وہ حلوہ کھایا۔" [1]

......بتولِ زہرا کی رخصتی

اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرتِ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرتِ علی

1......الروض الفائق:ص ۲۷۷

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنے پاس بلایا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اپنے دائیں اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے بائیں طرف بٹھا کر سینے سے لگایا پھر دونوں کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیا اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سپرد کر دیا اور ارشاد فرمایا: اے علی! میں نے کتنی اچھی زوجہ سے تیرا نکاح کیا ہے۔ پھر ان دونوں کے ساتھ ان کے گھر تک پیدل تشریف لے گئے۔"[1]

ایک روایت میں ہے "رخصتی کے جلوس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اشہب نامی اونٹنی پر سوار ہوئیں جس کے ساربان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جلوس کے آگے آگے تھیں۔ بنی ھاشم ننگی تلواریں لیے جلوس کے ساتھ تھے۔ مسجد کا طواف کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے گھر میں اتارا گیا۔"[2]

دعائے حبیب

حضرت اسماء بن عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سپرد کر دی گئیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف قاصد کے ذریعے یہ پیغام بھیجا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں تم اپنی زوجہ کے پاس نہ جانا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ تشریف لائے تو ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، اس پر آپ ﷺ نے جو اللہ عزوجل نے چاہا پڑھا، پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے منہ اور سینے پر وہ پانی چھڑکا، اس کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ

1......الروض الفائق::ص ۲۷۷ 2......الصواعق المحرقہ

عنہا کو طلب فرمایا، وہ شرم وحیاء سے سر جھکائے تشریف لائیں تو ان پر بھی وہ پانی چھڑکا پھر ان کے لئے دعا فرمائی"[1]

ایک اور روایت میں ہے "جب حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر نئے گھر میں گئیں تو عشاء کی نماز کے بعد حضور ﷺ تشریف لائے اور ایک برتن میں پانی طلب فرمایا اور اس میں کلی فرما کر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور ان کے سر اور سینہ پر بھی پانی چھڑکا اور پھر یوں دعا فرمائی کہ

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" یا اللہ! میں فاطمہ اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ سب شیطان کے شر سے محفوظ رہیں۔"[2]

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

شادی کے بعد

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت بھری گفتگو کرنے لگے یہاں تک کہ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ رونے لگیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے پوچھا: اے تمام عورتوں کی سردار! کیا آپ خوش نہیں کہ میں آپ کا شوہر ہوں اور آپ میری بیوی ہیں؟ کہنے لگیں

1......الشریعۃ للاجری، ج٤، ص٢٨٥، رقم١٥٧٢ 2......السیرۃ الحلبیہ، ج٢، ص٤٧٣

"میں کیونکر راضی نہ ہوں گی، آپ تو میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں، میں تو اپنی اس حالت و معاملے کے متعلق سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بیت جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا، آج میرا عزت و فخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے۔ آج رات ہم اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر عبادت کریں گے کہ وہی عبادت کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

اس کے بعد وہ دونوں عبادت کی جگہ کھڑے ہو کر رب قدیر عزوجل کی عبادت کرنے لگے۔ ان دونوں مبارک ہستیوں نے اپنی لذات کے بستر کو چھوڑ دیا اور اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف ہو گئے، رات قیام میں تو دن روزے کی حالت میں بسر ہوتا حتی کہ تین روز اسی طرح گزر گئے۔ چوتھے دن حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ عزوجل آپ کو سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ

"علی اور فاطمہ نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے اور عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں، تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ارشاد فرماؤ کہ اللہ عزوجل تمہاری وجہ سے ملائکہ پر فخر فرما رہا ہے اور یہ کہ تم دونوں بروزِ قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرو گے۔" (1)

1......الروض الفائق: ص ۲۷۸

حضرتِ علی کو نصیحت

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: وہ صبح انتہائی ٹھنڈی اور شدید سردی تھی، میں اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی چادر میں محوِ آرام تھے۔ جب ہم نے نبی اکرم ﷺ کی مبارک آواز سنی تو جلدی سے کھڑے ہونے لگے مگر آپ ﷺ نے ہمیں دیکھ کر ارشاد فرمایا، "میں تمہیں اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ اسی حالت میں رہو یہاں تک کہ میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ہم اسی حالت میں رہے اور آپ ﷺ آ کر ہمارے سروں کے قریب تشریف فرما ہو گئے اور اپنے قدمینِ شریفین ہمارے درمیان رکھ دیئے تو میں نے آپ ﷺ کا دایاں پاؤں پکڑ کر سینے سے لگا لیا اور حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بایاں پاؤں تھام لیا۔ پھر ہم دونوں آپ ﷺ کے قدمینِ شریفین کو سردی سے بچانے کے لئے ملنے لگے حتی کہ وہ گرم ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں دعائے خیر دی اور پھر حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو باہر جانے کا حکم دیا۔ جب وہ چلے گئے تو حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا، "اے میری بیٹی! تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ بہترین شوہر ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرتِ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بلایا اور ارشاد فرمایا:

"اپنی زوجہ سے نرمی سے پیش آنا، بے شک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے دکھ دے گی مجھے بھی دُکھ دے گی اور جو اسے خوش کرے گی مجھے بھی خوش کرے گی، میں تم دونوں کو اللہ عزوجل کے سپرد

کرتا ہوں، اور تم دونوں کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ اس نے تم سے ناپاکی دور کر دی اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دیا۔"

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "اللہ عزوجل کی قسم! اس حکمِ مصطفیٰ ﷺ کے بعد میں نے نہ تو کبھی حضرتِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غصہ کیا اور نہ ہی کسی بات پر انہیں ناپسند کیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کو اپنے پاس بلا لیا، بلکہ وہ بھی کبھی مجھ سے ناراض نہ ہوئیں اور نہ ہی کسی بات میں میری نافرمانی کی اور جب بھی میں ان کو دیکھتا تو وہ میرے دکھ درد دُور کرتی دکھائی دیتیں۔"[1]

1......الروض الفائق: ص۲۷۸
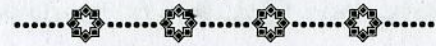
نکاح حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

گوش دل سے مومنوں لو ذرا — ہے یہ قصہ فاطمہ کے عقد کا !

پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی — اور تھی بائیس سال عمر علی

عقد کا پیغام حیدر نے دیا — مصطفیٰ نے مرحبا اھلا کہا

پیر کا دن سترہ ماہ رجب — دوسرا سن ہجرت شاہ عرب

پھر مدینہ میں ہوا اعلان عام — ظہر کے وقت آئیں سارے خاص، عام

اس خبر سے شور برپا ہوگیا — کوچہ و بازار میں غل سا مچا

آج ہے مولی کی دختر کا نکاح — آج ہے اس نیک اختر کا نکاح

آج ہے اس پاک و سچی کا نکاح — آج ہے بے ماں کی بچی کا نکاح

خیر سے جب وقت آیا ظہر کا — مسجد نبوی میں مجمع ہوگیا

ایک جانب ہیں ابو بکر و عمر — اک طرف عثمان بھی ہیں جلوہ گر

ہر طرف اصحاب وانصار ہیں — درمیان میں احمد مختار ہیں

سامنے نوشہ علی مرتضی — حیدر کرار شاہ لافتی

آج گویا عرش آیا ہے اتر — یا کہ قدسی آگئے ہیں فرش پر

جمع جب یہ سارا مجمع ہوگیا — سید الکونین نے خطبہ پڑھا

جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفیٰ ﷺ — عقد زہرا کا علی سے کر دیا

چار سو مثقال چاندی مہر تھا — وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا

بعد میں خرمے لٹائے لاکلام — ماسواء اس کے نہ تھا کوئی طعام

ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی — اور ہر اک نے مبارکباد دی

گھر سے رخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں — والدہ کی یاد میں رونے لگیں

دی تسلی احمد مختار نے — اور فرمایا شہ ابرار نے

فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم — میکہ وسسرال میں اعلیٰ ہو تم

باپ تیرا ہے امام الانبیاء — اور شوہر اولیاء کے پیشوا!

ماہ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی — تب علی کے گھر میں ایک دعوت ہوئی

جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں — کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بیگماں

اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے — اور یہ دعوت سنت اسلام ہے

سب کو اس کی راہ چلنا چاہیے — اور بری رسموں سے بچنا چاہیے
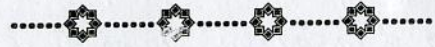
ازدواجی زندگی

نبیٔ اکرم ﷺ کی سب سے پیاری اور چہیتی صاحبزادی حضرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نکاح کے بعد حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مکان عالیشان پر تشریف لائیں تو وہاں گھر کے تمام کاموں کی ذمہ داری ان پر آپڑی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس ذمہ داری کو بڑی خوش اسلوبی سے پورا کیا اور ہر طرح کے حالات میں اپنے عظیم المرتبت شوہر کا ساتھ دیا چنانچہ

گھریلو کاموں کی تقسیم

حضرتِ ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلٰى ابْنَتِهٖ فَاطِمَةَ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ وَقَضٰى عَلٰى عَلِيٍّ بِمَا كَانَ خَارِجًا مِنَ الْبَيْتِ مِنَ الْخِدْمَةِ" رسول اللہ ﷺ نے امورِ خانہ داری (مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ) اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد فرمائے اور گھر سے باہر کے کام (مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ) حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ذمے لگادیئے۔"[1]

اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ دیا "یہ فاطمہ آپ کی خدمت اور گھر کے کام کاج کیا کریں گی جبکہ میں گھر سے باہر کے کام سرانجام دوں گا۔"

خاتونِ جنت اور امورِ خانہ داری

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہراء رضی

1 ......مصنف ابن ابی شیبہ، ج۸، ص۱۵۷، رقم۱۴

اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھوں میں نشان پڑ گئے تھے اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو وغیرہ خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے ہو جایا کرتے تھے۔'' (1)

دیر سے پہنچنے کا سبب......

ایک دن مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لئے دیر سے پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کی: میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقدس مکان کے پاس سے گزرا، وہ آٹا پیس رہی تھیں اور بچہ ان کے پاس رو رہا تھا میں نے ان سے عرض کی: اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاہیں تو میں آٹا پیس دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو بچے کو سنبھال لیتا ہوں، انہوں نے فرمایا: میں اپنے بیٹے پر تم سے زیادہ مہربان ہوں، میری تاخیر کا یہ سبب تھا۔'' (2)

دنیوی مشکلات پر صبر کی تلقین......

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اونٹ کے بالوں سے بنا موٹا لباس پہنے چکی میں آٹا پیس رہی تھیں، جب نبیوں کے سلطان ﷺ کی ان پر نظر پڑی تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا، رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تجرعی مرارة الدنيا لنعيم الابد'' دنیا کی تنگی و سختی پر صبر کرو

1......سنن ابی داود، ج٤، ص٤٠٩، رقم ٥٠٦٣ 2......تاریخ دمشق، ج١٠، ص٤٦٤

تا کہ جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں۔'' (1)

شہنشاہ کونین کی شہزادی کا بستر......

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ''میری فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی ہوئی تو میرے اور ان کے لئے مینڈھے کی کھال کا صرف ایک بچھونا تھا، رات میں اسے اوڑھ کر سوتے دن میں اسے بچھا دیتے اور میرے پاس خدمت کے لئے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کوئی اور نہ تھا۔'' (2)

ایک اور روایت میں ہے'' جب حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے پاس مینڈھے کی کھال سے بنا ایک ہی بچھونا تھا، جب وہ دونوں سونے کا ارادہ کرتے تو آدھا نیچے بچھا لیتے اور آدھا اوپر اوڑھ لیتے اور ان کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔'' (3)

خادم کے لئے درخواست......

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ''ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں میں نے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا تم بھی جا کر حضور ﷺ سے ایک خدمت گار مانگ لو تا کہ تم کو کچھ مدد مل جائے۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہاں مجمع تھا اور حیاء مزاج میں بہت زیادہ تھی اس لئے حیاء

1......احیاء علوم الدین، ج٣، ص٣٢٦ 2......الطبقات الکبری لابن سعد، ج٨، ص١٨

3......ایضا: ص١٩

کی وجہ سے سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی، واپس آگئیں۔

دوسرے روز حضوراکرم 2ﷺ خود تشریف لائے، ارشاد فرمایا کہ فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کل تم کس کام کے لئے گئی تھیں؟ وہ حیاء کی وجہ سے چپ ہوگئیں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ان کی یہ حالت ہے کہ چکی کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹھے پڑ گئے اور مشک کی وجہ سے سینہ پر رسی کے نشان ہوگئے، ہر وقت کے کام کاج کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے ہیں۔ میں نے کل ان سے کہا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں ایک یہ بھی مانگ لیں اس لئے گئی تھیں۔

بعض روایات میں اس طرح ہے کہ حضرتِ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی "یارسول اللہ! ﷺ میرے اور علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال ہے رات میں اسے بچھا کر سوجاتے ہیں صبح اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیٹی صبر کرو! حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی بیوی کے پاس دس برس تک ایک ہی بچھونا تھا وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چوغہ تھا، رات کو بچھا کر اسی پر سوجاتے تھے، تو تقویٰ حاصل کرو اور اللہ ﷻ سے ڈرو اور اپنے پروردگار ﷻ کا فریضہ ادا کرتی رہو اور گھر کے کام کاج کو انجام دیتی رہو اور جب سونے کے لئے لیٹا کرو تو سبحان اللہ 33 مرتبہ اور الحمدللہ 33 مرتبہ اور اللہ اکبر 34 مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔

عرض کی "میں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے راضی ہوں۔" (1)

...... تربیت وتعلیم کا خزانہ ......

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقر غنا سے افضل ہے اور صبر وشکر سے بہتر، یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو محنتی، عابد، زاہد، متقی بنائیں، انہیں صرف مالدار کرنے کی کوشش نہ کریں لڑکی کے لیے بہترین جہیز اعمال صالحہ ہیں نہ کہ صرف مال، یہ حدیث تربیت وتعلیم کا خزانہ ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑکی سسرال کی تکالیف کی شکایت ماں باپ سے کرسکتی ہے ازالہ تکلیف کے لیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ سسرال کی تکلیف پر ماں باپ لڑکی کو گھر نہ بٹھالیں بلکہ وہاں ہی رکھیں اور صبر وشکر کی تلقین کریں ،اس سے خانگی زندگی کے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔" (2)

...... خادم کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت ......

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطى عليا وفاطمة غلاما وقال احسنا إليه فإني رايته يصلي" رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو (خدمت کیلئے) ایک بچہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا: تم دونوں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے اسے نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔" (3)

1......سنن ابی داود، ج٤، ص٤٠٩، رقم ٥٠٦٣ 2...... مراۃ المناجیح، ج ٤، ص٢٨

3......مسند ابی یعلی، ج٣، ص٢٠٢ رقم ٣٣٨٣

......مکان کا تحفہ ......

ایک دن سرکار ﷺ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ آپ کو اپنے قریب منتقل کردوں۔ خاتونِ جنّت سیّدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: آپ حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ مجھے قریب میں گھر مہیا کر دے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' حارثہ نے پہلے بھی اپنے کافی مکانات (مہاجرین) کو ہدیہ کئے ہیں اب انہیں کہنا مناسب نہیں لگتا۔ یہ بات کسی طرح حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوئی تو بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوئے:

یارسول اللہ ﷺ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ﷺ اپنی لاڈلی شہزادی کو اپنے قریب منتقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ میرا یہ گھر لے لیجئے، میں اور میرا مال صرف اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہے'' والله يا رسول الله المال الذى تأخذ منى احب الى من الذى تدع'' خدا کی قسم! یارسول اللہ! ﷺ وہ مال جو آپ ﷺ مجھ سے قبول فرمالیں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے جو آپ ﷺ چھوڑ دیں۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''تو نے سچ کہا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں منتقل کردیا۔'' (1)

1......الطبقات الکبری، ج۸، ص۲۳

......ازدواجی رنجشیں......

یوں تو حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آپس میں الفت ومحبت بہت تھی، لیکن بتقضاء بشریت زوجین میں باہمی ناراضی بھی ہوئی چنانچہ

﴿1﴾......عن عمرو بن سعيد قال كان فى على على فاطمة شدة فقالت والله لأشكونك إلى رسول الله فانطلقت وانطلق على بأثرها فقام حيث يسمع كلامهما فشكت إلى رسول الله غلظ على وشدته عليها فقال يا بنية اسمعى واستمعى واعقلى إنه لا إمرة بامرأة لا تأتى هوى زوجها وهو ساكت قال على فكففت عما كنت اصنع وقلت والله لا آتى شيئا تكرهينه أبدا ''

عمرو بن سعید کہتے ہیں ''ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں کچھ ناراضگی ہوگئی، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم میں آپ کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کروں گی چنانچہ یہ فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کاشانہ نبوت کی طرف چل دیں، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے اور ایک جگہ چھپ کر کھڑے ہوگئے تاکہ اُن دونوں کی گفتگو سن سکیں، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے اوپر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سختی اور شدت کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے میری لختِ جگر! میری بات ذرا توجہ سے سنو اور غور کرو کہ

ایسے کون سے میاں بیوی ہیں کہ جن کے درمیان اختلاف
رائے پیدا نہیں ہوتا؟ ایسا کون سا شوہر ہے کہ جس کی بیوی اس
کی آرزو پوری نہ کرے اور وہ خاموش رہے؟

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اپنے اس فعل سے رک گیا اور کہا
آئندہ میں ایسا کوئی کام نہیں کروں گا جو ان کے مزاج کے خلاف ہو۔'' (1)

﴿2﴾......عن حبیب بن أبی ثابت قال کان بین علی وفاطمة کلام
فدخل رسول الله فألقی له مثالا فاضطجع علیه فجاء ت فاطمة
فاضطجعت من جانب فأخذ رسول الله بید علی فوضعها علی سرته
وأخذ بید فاطمة فوضعها علی سرته ولم یزل حتی أصلح بینهما ثم
خرج قال فقیل له دخلت وأنت علی حال وخرجت ونحن نری
البشر فی وجهك فقال وما یمنعنی وقد أصلحت بین أحب اثنین ''

حبیب بن ابو ثابت کہتے ہیں ''ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور
حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین کسی بات پر ناراضی ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ
ان کے ہاں تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے لئے بستر بچھا دیا گیا جس پر آپ ﷺ پہلو
کے بل لیٹ گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور ایک جانب بیٹھ
گئیں، حضور ﷺ نے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر ناف پر رکھا پھر ان دونوں کے درمیان صلح
کروا دی جب باہر تشریف لائے تو عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ جب آپ اندر

1......الطبقات الکبری، ج۸، ص۲۱

تشریف لے گئے تو روئے انور پر حزن وملال تھا، اب باہر تشریف لائے ہیں تو ہم
آپ ﷺ کے روئے انور پر مسرت وشادمانی دیکھ رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا:
میں کیوں خوش نہ ہوؤں؟ میں نے ان دو ہستیوں کے مابین صلح
کروا دی ہے جو مجھے بہت پیارے ہیں۔'' (1)

﴿3﴾......عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ قَالَتْ كَانَ
بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ انْظُرْ أَيْنَ هُوَ فَجَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي
الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ
سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ وَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ قُمْ أَبَا تُرَابٍ قُمْ أَبَا تُرَابٍ''

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے گھر تشریف لائے تو گھر میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو نہ پایا، ارشاد فرمایا:
تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: میرے
اور ان کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو انہوں نے مجھے غضبناک کیا اور میرے پاس قیلولہ
کئے بغیر چلے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے کسی سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ اس نے آ
کر عرض کی: مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ

1......الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۲۱

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پہلو کے بل لیٹے ہوئے ہیں اور چادر پہلو سے سرک گئی اور ان پر مٹی لگی ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ ان سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرماتے ہیں ''اے ابوتراب! کھڑے ہوجاؤ، اے ابوتراب! کھڑے ہوجاؤ۔'' (1)

﴿4﴾......عَنْ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ فَإِنَّمَا هِيَ بَضْعَةٌ مِنِّي يُرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں 'میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ''بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت طلب کر رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابو طالب سے کر دیں؟ میں اجازت نہیں دیتا، پھر کہتا ہوں میں اجازت نہیں دیتا، پھر کہتا ہوں میں اجازت نہیں دیتا، اگر علی بن ابو طالب نکاح کرنا چاہتے ہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے دیں پھر ان کی بیٹی سے نکاح کرلیں۔

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو چیز انہیں پریشان کرتی ہے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جو چیز انہیں اذیت دیتی ہے وہ مجھے اذیت دیتی ہے۔'' (2)

1......صحیح بخاری ج ۱، ص ۲۲۳، رقم ٤٢٢

2......صحیح بخاری ج ٤، ص ٢٥٣، رقم ٤٨٢٩

ایک اور روایت میں ہے:

إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ فَحَدَّثَنِي وَصَدَقَنِي وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوءَهَا وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللَّهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا، جب حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پتا چلا تو نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: آپ ﷺ کی قوم تو یہ گمان کرتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کو ناراض نہیں ہونے دیتے اور دیکھئے تو سہی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے، راوی کہتے ہیں جب آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا تو میں سنا:

''**اما بعد**! میں نے (اپنی بیٹی زینب کا) ابوالعاص بن ربیع سے نکاح کیا تو انہوں نے جو بات مجھ سے کہی اسے سچ کر دکھایا، فاطمہ میری جگر پارہ ہے، مجھے پسند نہیں کہ انہیں کوئی

تکلیف ہو، اللہ عزوجل کی قسم! اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کی بیٹی اور دشمن

خدا کی بیٹی ایک مرد کے پاس جمع نہیں ہوسکتیں''

(یہ سن کر) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نکاح کا ارادہ ترک فرمادیا۔'' [1]

......اولاد......

بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن وحضرت امام حسین وحضرت محسن اور تین صاحبزادیاں زینب ام کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہن پیدا ہوئیں حضرت محسن ورقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے حضرت ام کلثوم کی شادی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید رضی اللہ عنہ اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوئی جن کے فرزند عون ومحمد کربلا میں شہید ہوئے۔'' [2]

......✲......✲......✲......✲......

1......صحیح بخاری ج۳ص۶۸،رقم۲۳۴۶۰......شرح الزرقانی، ج۴،ص۳۴۲

............زہد وقناعت............

زہد یعنی دنیا اور اس کی زیب وزینت سے بے رغبتی اور قناعت یعنی موجود پر صبر کرنا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور وہ یہ نعمت اپنے پیاروں ہی کو عطا فرماتا ہے۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت چونکہ امام الزاہدین ﷺ کے سایہ عاطفت میں ہوئی ہے اس لئے زہد وقناعت گویا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سرشت میں داخل ہو چکا تھا، اس پہلو سے خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے سے ہماری وہ مسلمان بہنیں بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں کہ جو دنیا اور اس کی رنگینیوں میں گم ہونے میں مگن ہیں اور بے جا فرمائشیں پوری نہ ہوسکنے پر واویلا کرتی نظر آتی ہیں، اسی طرح ان مسلمان خواتین کے لئے بھی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کے یہ حالات قابل تقلید ہیں کہ جو تنگدستی آجانے کی صورت میں شکوہ شکایت سے اپنی زبانیں تر رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے کس انداز میں اپنی لاڈلی شہزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو زہد وقناعت کی تربیت دی اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کس طرح اسے عملی جامہ پہنایا اور رب تعالیٰ کی رحمت کس طرح ان کے شامل حال رہی اس کا نظارہ آپ سطور ذیل میں موجود واقعات پڑھنے سے کرسکتے ہیں، چنانچہ

......سونے کا ہار بیچ دیا......

عن ثَوْبَانَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی فَاطِمَةَ وَأَنَا مَعَهُ ، وَقَدْ أَخَذَتْ مِنْ عُنُقِهَا سِلْسِلَةً مِنْ ذَهَبٍ ، فَقَالَتْ :

هٰذَا أَهْدَاهَا لِی أَبُو حَسَنٍ وَفِی يَدِهَا السِّلْسِلَةُ ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم :يَا فَاطِمَةُ أَيَسُرُّكِ أَنْ يَقُولَ النَّاسُ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ فِی يَدِهَا سِلْسِلَةٌ مِنْ نَارٍ ؟ فَخَرَجَ وَلَمْ يَقْعُدْ فَعَمَدَتْ فَاطِمَةُ إِلَى السِّلْسِلَةِ فَبَاعَتْهَا فَاشْتَرَتْ بِهَا نَسَمَةً فَأَعْتَقَتْهَا ، فَبَلَغَ النَّبِیَّ صلی الله عليه وسلم فَقَالَ :الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِی نَجَّی فَاطِمَةَ بِی مِنَ النَّارِ“

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور میں ان کے ساتھ تھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گلے میں سونے کا ہار پہنے ہوئے تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ ہار ہاتھ میں لے کر عرض کی: یہ مجھے ابوالحسن کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تحفہ دیا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہیں یہ بات خوش کرتی ہے کہ لوگ کہیں ”محمد ﷺ کی بیٹی کے ہاتھ میں آگ کا ہار ہے؟“ یہ فرما کر وہاں سے بیٹھے بغیر تشریف لے آئے۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ ہار بیچا اور ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کو پتا چلا تو فرمایا:

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری وجہ سے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آگ سے نجات دی۔“ (1)

...... چاندی کے کڑے صدقہ کر دیئے ......

جاء رسول الله (صلى الله عليه وسلم) من سفر فدخل

1......مستدرك على الصحيحين، ج٣ ص١٦٥ رقم٤٧٢٥

على فاطمة رضى الله تعالى عنها فرأى على بابها سترًا وفى يديها قلبين من فضة فرجع ، فدخل عليها أبو رافع وهى تبكى ، فأخبرته برجوع رسول الله (صلى الله عليه وسلم) فسأله فقال :من أجل الستر والسوارين ، فهتكت الستر ونزعت السوارين فأرسلت بهما بلالاً إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وقال :قد تصدّقت به فصعه حيث ترى فقال :اذهب فبعه وادفعه إلى أهل الصفة فباع القلبين بدرهمين ونصف وتصدّق به عليهم فدخل عليها وقال :بأبى أنت قد أحسنت“

ایک بار حضور سرورِ کونین ﷺ سفر سے واپسی پر حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دروازے پر ایک پردہ پڑا ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہاتھوں میں چاندی کے دو کڑے پہنے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ یہ دیکھ کر فوراً پلٹ آئے۔ کچھ دیر بعد حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو اس وقت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رو رہی تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں نبی اکرم ﷺ کے لوٹ جانے کے بارے میں بتایا تو عرض کی: کس وجہ سے ایسا ہوا؟ فرمایا: پردے اور کڑوں کی وجہ سے، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پردہ پھاڑ دیا اور کڑے اتار کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بھجوا دیئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کڑے صدقہ کر دیئے ہیں اب آپ ﷺ جیسے چاہیں انہیں رکھ لیجئے، ارشاد فرمایا: جاؤ انہیں بیچ دو اور ان کی قیمت اہل

صفہ کو دے دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کڑے ڈھائی درہم میں بیچ کر رقم اہل صُفّہ پر صدقہ کر دی۔ پھر نبی اکرم ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئے اور ارشاد فرمایا: ''میرے والد تم پر قربان! تم نے اچھا کام کیا۔''(1)

......ہاتھی دانت کے کنگن......

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا سَافَرَ کَانَ آخِرُ عَھْدِہٖ بِإِنْسَانٍ مِنْ أَھْلِہٖ فَاطِمَۃَ وَأَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ عَلَیْھَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَۃَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاۃٍ لَہٗ وَقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا أَوْ سِتْرًا عَلٰی بَابِھَا وَحَلَّتْ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ قُلْبَیْنِ مِنْ فِضَّۃٍ فَقَدِمَ فَلَمْ یَدْخُلْ فَظَنَّتْ أَنَّ مَا مَنَعَہٗ أَنْ یَدْخُلَ مَا رَأٰی فَھَتَکَتْ السِّتْرَ وَفَکَّکَتْ الْقُلْبَیْنِ عَنْ الصَّبِیَّیْنِ وَقَطَّعَتْہُ بَیْنَھُمَا فَانْطَلَقَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُمَا یَبْکِیَانِ فَأَخَذَہٗ مِنْھُمَا وَقَالَ یَا ثَوْبَانُ اذْھَبْ بِھٰذَا إِلٰی آلِ فُلَانٍ أَھْلِ بَیْتٍ بِالْمَدِیْنَۃِ إِنَّ ھٰؤُلَاءِ أَھْلُ بَیْتِیْ أَکْرَہُ أَنْ یَأْکُلُوْا طَیِّبَاتِھِمْ فِیْ حَیَاتِھِمُ الدُّنْیَا یَا ثَوْبَانُ اشْتَرِ لِفَاطِمَۃَ قِلَادَۃً مِنْ عَصَبٍ وَسِوَارَیْنِ مِنْ عَاجٍ''

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کرتے تو آپ کے گھر والوں میں جس شخص سے آپ کی آخری ملاقات ہوتی وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور پہلے جن کے پاس تشریف لاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

1......قوت القلوب، ج ۱، ص ۴۳۰

ہوتیں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ ایک غزوہ سے تشریف لائے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے دروازے پر ٹاٹ کا پردہ ڈالا ہوا تھا اور حضرات حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو چاندی کے دو کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ تشریف لائے مگر اندر نہ آئے، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمجھ گئیں کہ حضور ﷺ کو تشریف آوری سے اس نے روکا جو آپ ﷺ نے دیکھا، چنانچہ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور دونوں کنگن بچوں سے الگ کر کے کاٹ دیئے، پس دونوں شہزادے روتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے ان دونوں سے وہ کنگن لے لیے پھر فرمایا:

''اے ثوبان اسے فلاں کے پاس لے جاؤ یہ لوگ میرے گھر والے ہی ہیں میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی طیب چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں کھالیں۔ اے ثوبان! فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے عصب کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ۔''(1)

......دنیا کی زیب وزینت منظور نہیں......

عَنْ سَفِیْنَۃَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ رَجُلًا أَضَافَ عَلِیَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ لَوْ دَعَوْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَکَلَ مَعَنَا فَدَعَوْہُ فَجَاءَ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی عِضَادَتَیِ الْبَابِ فَرَأَی الْقِرَامَ فِیْ نَاحِیَۃِ الْبَیْتِ فَرَجَعَ فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ لِعَلِیٍّ الْحَقْ فَقُلْ لَہٗ مَا رَجَعَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ إِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ أَنْ أَدْخُلَ بَیْتًا مُزَوَّقًا''

1......ابوداؤد، ج ۳، ص ۲۸۱، رقم ۳۶۸۰

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا مہمان ہوا آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اس کے لیے کھانا تیار کیا تو حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں ''کاش ہم رسول اللہ ﷺ کو بلاتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ کھاتے۔ چنانچہ آپ ﷺ کو دعوت پیش کی گئی۔ کل عالم کے میزبان ﷺ تشریف لائے اور اپنے دنوں ہاتھ دروازے کی چوکھٹوں پر رکھے، جیسے ہی گھر کے ایک گوشے میں پردے پر نظر پڑی تو آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے عرض کی: حضور اکرم ﷺ سے معلوم کیجئے کہ کیوں واپس ہو گئے؟ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے آپ ﷺ سے واپسی کا سبب دریافت کیا تو ارشاد فرمایا: ''میرے لئے لائق نہیں کہ مزین گھر میں داخل ہوں۔'' (1)

وہ پردہ کیسا تھا؟......

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بعض علماء نے فرمایا کہ یہ پردہ نقشین تھا اور اس پر جانداروں کی تصاویر تھیں، اس لیے حضور انور ﷺ وہاں تشریف نہ لائے، اس سے معلوم ہوا کہ اگر دعوت میں کوئی ممنوع کام ہو تو نہ جائے، مگر یہ غلط ہے، اگر ناجائز پردہ ہوتا تو سرکار عالی ﷺ منع فرماتے بلکہ دست اقدس سے پھاڑ دیتے۔ پردہ سادہ تھا، جائز تھا مگر دنیاوی تکلف اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اہل نبوت کے لائق نہ تھی اس لیے منع تو نہ فرمایا بلکہ عملاً ناپسندیدگی کا اظہار فرما دیا تاکہ

1......ابن ماجہ، ج۳، ص ۱۲۲، رقم ۳۳۵۱

آئندہ جناب زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا گھر نیک اعمال سے ہی آراستہ رکھیں۔ زینت دنیا، نقصان آخرت کا ذریعہ بن سکتی ہے۔'' (1)

صرف ایک کپڑا......

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا قَالَ وَعَلَى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثَوْبٌ إِذَا قَنَّعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ بِهِ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقَى قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَغُلَامُكِ''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ اُس غلام کے ساتھ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے جو انہیں ہبہ کر دیا تھا۔ راوی فرماتے ہیں'' اس وقت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک ہی کپڑا تھا، جب اس سے سر ڈھانپتی تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب پاؤں چھپاتی تو سر سے اتر جاتا۔ شہنشاہ دو عالم ﷺ نے جب یہ حالت دیکھی تو ارشاد فرمایا: تم پریشان نہ ہو، یہ تیرے والد اور تیرا غلام ہی ہیں۔'' (2)

شہزادی رسول کا فقر......

عن جابر ابن سمرة قال جاء نبی الله صلی الله علیه و سلم فجلس فقال إن فاطمة وجعة فقال القوم لو عدناها فقام فمشی حتی

1......مراۃ المناجیح، ج۵، ص۷۸ 2......ابو داؤد، ج۳، ص۱۴۸، رقم ۳۵۸۲

انتھی إلی الباب والباب علیھا مصفق قال فنادی شدی علیك ثیابك فإن القوم جاؤا یعودونك فقالت یا نبی اللہ ما علی إلا عباءۃ قال فأخذ رداء فرمی بہ إلیھا من وراء الباب فقال شدی بھذا رأسك فدخل ودخل القوم فقعد ساعۃ فخرجوا فقال القوم تاللہ بنت نبینا صلی اللہ علیہ و سلم علی ھذا الحال قال فالتفت فقال أما إنھا سیدۃ النساء یوم القیامۃ''

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے پھر ارشاد فرمایا: ''فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: کیا ہم ان کی عیادت کر سکتے ہیں؟ یہ سن کر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف چلے، دروازے کے قریب پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا کپڑا اوڑھ لو، صحابہ رضی اللہ عنہم تیری عیادت کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے عرض کی: میرے پاس صرف ایک ہی چادر ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے دروازے کے پیچھے سے ایک چادر ان کی طرف پھینکی اور فرمایا: اس کے ساتھ اپنا سر ڈھانپ لو۔ اب رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم داخل ہوئے۔ ایک ساعت بیٹھنے کے بعد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لے آئے اور تعجب کرتے ہوئے آپس میں کہنے لگے:

اللہ عزوجل کی قسم! ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شہزادی اس حال میں

ہیں! حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ''اَمَا اِنَّھَا سَیِّدَۃُ النِّسَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ''سنو! وہ قیامت کے دن جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔'' (1)

...... بچی ہوئی کھجوریں ......

عن فاطمۃ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم أتاھا یوما فقال أین ابنای ؟ یعنی حسنا و حسینا قالت أصبحنا ولیس فی بیتنا شیء یذوقہ ذائق فقال علی اذھب بھما فإنی أتخوف أن یبکیا علیك ولیس عندك شیء فذھب إلی فلان الیھودی فتوجہ إلیہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم فوجدھما یلعبان فی شربۃ بین أیدیھما فصل من تمر فقال یا علی ألا تقلب ابنی قبل أن یشتد علیھما الحر فقال علی :أصبتنا ولیس فی بیتنا شیء فلو جلست یا نبی اللہ حتی أجتمع لفاطمۃ تمرات فجلس النبی صلی اللہ علیہ و سلم حتی اجتمع لفاطمۃ شیء من تمر فجعلہ فی صرتہ ثم أقبل فحمل النبی صلی اللہ علیہ و سلم أحدھما و علی الآخر حتی أقلبھما''

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضور انور ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''میرے دونوں بیٹے یعنی حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہاں ہیں؟'' حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: آج جب ہم نے صبح

1 ......حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۴۲

کی تو ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں تھی تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے مجھ سے فرمایا کہ ''میں ان دونوں کو کہیں لے جاتا ہوں، مجھے ڈر ہے کہ یہ تیرے پاس (بھوک کی وجہ سے) روئیں گے اور تمہارے پاس انہیں کھلانے کو کچھ نہیں۔ وہ فلاں یہودی کی طرف گئے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ بھی اُدھر تشریف لے گئے، آپ ﷺ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں شہزادے حوض میں کھیل رہے ہیں اور کچھ بچی ہوئی کھجوریں ان کے سامنے پڑی ہیں، ارشاد فرمایا: ''اے علی! کیا میرے بیٹوں کو گرمی کی شدت سے پہلے پہلے گھر نہیں لے جاؤ گے؟ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! آج جب ہم نے صبح کی تو ہمارے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا، اگر تھوڑی دیر بیٹھ جائیں تو میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے یہ بچی ہوئی کھجوریں چن لوں۔ حضور ﷺ تشریف فرما ہو گئے اور حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بچی ہوئی کھجوریں اکٹھی کر کے ایک کپڑے میں جمع کیں پھر چل دیئے، ایک شہزادے کو حضور ﷺ نے اور دوسرے کو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اٹھالیا یہاں تک ان کو گھر پہنچا دیا۔'' (1)

۞......ایک ڈول پانی کے بدلے ایک کھجور......۞

حضرت عمار بن ابو عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک یہودی سے اجرت طے کی کہ ایک ڈول پانی نکالنے پر ایک کھجور ملے گی ۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پانی نکالتے رہے حتی کہ ایک مُدّ کے قریب کھجوریں جمع ہو

1......المعجم الکبیر، ج۲۲، ص۴۲۲، رقم ۱۰۴۰

گئیں، حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ان کھجوروں کو لے کر حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور فرمایا تم بھی کھاؤ اور بچوں کو بھی کھلاؤ۔'' (1)

۞......پیٹ پر بندھے پتھر......۞

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِ فَاطِمَةَ فَشَكَتْ مِنَ الْجُوعِ فَقَالَتْ عَقَدْتُ عَلَى بَطْنِي ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ كُلٌّ لِجُوعِ يَوْمٍ فَكَشَفَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَنْ بَطْنِهِ الشَّرِيفِ فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَحْجَارٍ"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دو جہاں کے داتا ﷺ ایک دن اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے عرض کی: میں نے اپنے پیٹ پر تین پتھر باندھ رکھے ہیں، ہر پتھر ایک دن کی بھوک کی وجہ سے باندھا ہے۔

رحمت عالم ﷺ نے اپنے بطن اقدس سے کپڑا اُٹھادیا تو اس پر چار پتھر بندھے ہوئے تھے۔'' (2)

۞......تین دن بعد کھانا ملا......۞

عن أنس بن مالك أن فاطمة رضى الله عنها جاءت بكسرة إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال ما هذا قالت قرص خبزته فلم تطب نفسي حتى آتيك بهذه الكسرة قال أما إنه أول

1......الزهد لابن سری، ج۱، ص۳۸۹ 2......بریقه محمودیه، ج۴، ص۶۵

طعام دخل فم أبيك منذ ثلاثة أيام ”

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر مدینے کے تاجدار ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے پوچھا ”یہ ٹکڑا کیسا ہے؟ عرض کی: باباجان! میں نے روٹی پکائی تھی تو آپ ﷺ کے بغیر کھانے کو دل نہیں کیا اس لئے یہ ٹکڑا لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ محبوب ربِّ لم یزل ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے منہ میں داخل ہوا ہے۔“ [1]

دونوں جہاں کے داتا ہو کر، کون مکاں کے آقا ہو کر
فاقہ سے ہیں سرکارِ دو عالم، صلی اللہ علیہ وسلّم

نعمتوں کے بارے میں سوال......

عن ابن عباس قال خرج أبو بكر في الهاجرة إلى المسجد فسمع عمر ، فخرج فقال لأبي بكر :ما أخرجك هذه الساعة؟ قال :أخرجني ما أجد في نفسي من حاق الجوع .قال عمر :والذي نفسي بيده ما أخرجني إلى الجوع ، فبينما هما كذلك إذ خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال ما أخرجكما هذه الساعة فقالا :والله ما أخرجنا إلا ما نجد في بطوننا من حاق الجوع ، فقال

1.....معجم الکبیر، ج ۱، ص ۲۵۹، رقم الحدیث ۷۵۰

النبي صلى الله عليه وسلم :والذي بعثني بالحق ما أخرجني غيره ، فقاموا فانطلقوا إلى منزل أبي أيوب الأنصاري فلما انتهوا إلى داره قالت امرأته :مرحباً بنبي الله وبمن معه .قال النبي صلى الله عليه وسلم :أين أبو أيوب؟ فقالت امرأته :يأتيك يا نبي الله الساعة فجاء أبو أيوب فقطع عذقاً ، فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما أردت أن تقطع لنا هذا ألا اجتنيت الثمرة؟ قال :أحببت يا رسول الله أن تأكلوا من بسره وتمره ورطبه .ثم ذبح جدياً فشوى نصفه وطبخ نصفه ، فلما وضع بين يدي النبي صلى الله عليه وسلم أخذ من الجدي فجعله في رغيف وقال :يا أبا أيوب أبلغ بهذا فاطمة فإنها لم تصب مثل هذا منذ أيام ، فذهب به أبو أيوب إلى فاطمة .فلما أكلوا وشبعوا قال النبي صلى الله عليه وسلم :خبز ولحم وتمر وبسر ورطب ودمعت عيناه والذي نفسي بيده إن هذا لهو النعيم الذي تسألون عنه“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف نکلے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (آہٹ) سنی تو وہ بھی نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس وقت آپ کو کس چیز نے نکالا؟ فرمایا: مجھے بھوک کی شدت نے نکالا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مجھے بھی بھوک نے نکالا ہے۔ ابھی یہ اسی طرح

باتیں کر رہے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: تمہیں اس وقت کس چیز نے نکالا ہے؟ عرض کی: اللہ عزوجل کی قسم! ہمیں اس وقت اس چیز نے نکالا ہے جو ہم اپنے پیٹوں میں پاتے ہیں یعنی بھوک کی شدت۔ ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے۔ اس کے بعد یہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے، جب وہاں پہنچے تو ان کی زوجہ نے عرض کی؛ اللہ عزوجل کے نبی ﷺ اور جوان کے ساتھ ہیں کی آمد مرحبا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابوایوب کہاں ہے؟ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ابھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو کھجور کا ایک خوشہ اتار کر پیش کیا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمیں یہ دینے میں تیرا کیا ارادہ تھا؟ عرض کی: مجھے یہ پسند ہے کہ آپ ﷺ اس (باغ) کی خشک وتر کھجوروں میں سے تناول فرمائیں۔ پھر بکری کا ایک بچہ ذبح کیا، اس کا آدھا گوشت بھونا اور آدھے کا سالن بنایا، جب حضور ﷺ کے سامنے رکھا تو آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ گوشت ایک پیالے میں ڈالا اور ارشاد فرمایا:

اے ابوایوب! رضی اللہ عنہ یہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے آؤ، اسے کئی دنوں سے اس جیسا کھانا نہیں ملا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچا دیا۔ جب انہوں نے پیٹ بھر کر کھالیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روٹی اور گوشت، سوکھی اور تر کھجور، یہ فرماتے ہی چشمان کرم آنسوؤں سے تر ہوگئیں، اسی

عالم میں فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔“ (1)

...... مجھے بھوک نے نڈھال کردیا ہے ......

عن عمران بن حصين رضى الله عنه أنه قال كانت لى من رسول الله منزلة وجاه فقال يا عمران إن لك عندنا منزلة وجاها فهل لك فى عيادة فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت نعم بأبى أنت وأمى يا رسول الله فقام وقمت معه حتى وقفت بباب منزل فاطمة فقرع الباب وقال السلام عليكم أأدخل فقالت ادخل يا رسول الله قال أنا ومن معى قالت ومن معك يا رسول الله فقال عمران بن حصين فقالت والذى بعثك بالحق نبيا ما على إلا عباءة فقال اصنعى بها هكذا وهكذا وأشار بيده فقالت هذا جسدى فقد واريته فكيف برأسى فألقى إليها ملاءة كانت عليه خلقة فقال شدى بها على رأسك ثم أذنت له فدخل فقال السلام عليك يابنتاه كيف أصبحت قالت أصبحت والله وجعة وزادنى وجعا على ما بى أنى لست أقدر على طعام آكله فقد أجهدنى الجوع فبكى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال لا تجزعى يا بنتاه فوالله ما

1......صحیح ابن حبان، ج۱۲، ص۱۶ رقم۵۲۱۶

ذقت طعاما منذ ثلاثة وإني لأكرم على الله منك ولو سألت ربي
لأطعمني ولكني آثرت الآخرة على الدنيا ثم ضرب بيده على منكبها
وقال لها أبشري فوالله إنك لسيدة نساء أهل الجنة فقالت فأين آسية
امرأة فرعون ومريم ابنة عمران فقال آسية سيدة نساء عالمها ومريم
سيدة نساء عالمها وخديجة سيدة نساء عالمها وأنت سيدة نساء
عالمك إنكن في بيوت من قصب لا أذى فيها ولا صخب ثم قال لها
اقنعي بابن عمك فوالله لقد زوجتك سيدا في الدنيا سيدا في الآخرة "

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں
ایک مقام ومرتبہ حاصل تھا آپ ﷺ نے ایک دن مجھ سے فرمایا: ''اے عمران! رضی اللہ عنہ
میری بارگاہ میں تمہیں مقام قرب حاصل ہے، اگرتم چاہو تو فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
کی عیادت کرنے میرے ساتھ چلو۔ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر
فدا ہوں، یارسول اللہ! ﷺ میں حاضر ہوں۔ نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے تو میں بھی
آپ ﷺ کے ہمراہ چل پڑا یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر
جا کھڑا ہوا، حضور اکرم ﷺ نے دروازہ بجا کر فرمایا: ''السّلام علیکم! میری بیٹی! کیا میں
آسکتا ہوں؟ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ تشریف لائیے۔ ارشاد فرمایا ''میں بھی اور جو
کوئی میرے ساتھ ہے وہ بھی؟ عرض کی: آپ ﷺ کے ساتھ کون ہے؟ ارشاد فرمایا
''عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔ عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر
بھیجا! میرے اوپر صرف ایک چادر ہے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے

چادر لپیٹنے کا طریقہ بتایا تو عرض کی: میں نے اپنا جسم تو چھپالیا، سر کیسے ڈھانپوں؟ نبیٔ
اکرم ﷺ کے پاس ایک پرانی چادر تھی وہ ان کی طرف پھینک دی اور فرمایا ''اس سے
اپنا سر لپیٹ لو۔ پھر انہوں نے اجازت دی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''میری
بیٹی! تم پر سلام ہو، تمہارا کیا حال ہے؟ حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض
کی: اللہ عزوجل کی قسم! مجھے درد ہے، اور اس تکلیف میں اس وجہ سے بھی اضافہ ہو گیا ہے کہ
میرے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں، مجھے بھوک نے نڈھال کردیا ہے (یہ سن کر)
رسول اللہ ﷺ کی چشمان کرم سے آنسو رواں ہوگئے اور دلاسہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے میری نور نظر! نہ گھبرا، اللہ عزوجل کی قسم! میں نے بھی تین دن
سے کچھ نہیں چکھا، بارگاہ رب العزۃ جل جلالہ میں میری تم سے زیادہ
عزت ہے، اگر میں رب عزوجل سے مانگو تو وہ مجھے کھلائے گا لیکن
میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے خاتونِ جنت کے کندھے پر اپنے دست اقدس سے تھپکی
دی اور فرمایا ''تمہیں خوشخبری ہو، اللہ عزوجل کی قسم! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ انہوں
نے عرض کی ''فرعون کی بیوی حضرت آسیہ اور حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا
کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: ''حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار
ہے، حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہے، حضرت خدیجہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہے اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی
سردار ہو۔ تم ایسے مکان میں رہو گی جس میں کوئی تکلیف اور شور وغل نہ ہوگا۔ پھر

ارشاد فرمایا:

''اپنے چچا کے بیٹے (یعنی حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) کے ساتھ قناعت اختیار کرو، میں نے تمہارا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت میں بھی۔'' (1)

۞......مال کا نہ ہونا ہی بہتر ہے......۞

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ذرا سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک حالات زندگی میں غور کریں کہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم نازنین کا ایک ٹکڑا فرمایا انہوں نے کس طرح مال دنیا سے کنارہ کش ہو کر حالت فقر کو ترجیح دی۔ اور جس نے انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام، اور اللہ تعالیٰ کے اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے احوال، اقوال اور ان کے بارے میں منقول روایات وآثار کا مطالعہ کیا اسے اس بات میں کوئی شک نہیں رہے گا کہ ''مال کا نہ ہونا اس کے ہونے سے افضل ہے'' اگرچہ اسے بھلائی کے کاموں میں ہی صرف کیا جائے کیونکہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ مالدار اس کے حقوق ادا کر پائیں، شبہات سے بچیں اور نیک کاموں میں خرچ کریں، یوں یہ لوگ مال کی درستگی وغیرہ میں مصروف ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتے ہیں کیونکہ

''لا ذكر الا مع الفراغ ولا فراغ مع شغل المال'' ذکر فارغ رہ کر ہوسکتا ہے اور مال میں مشغول ہونے سے فراغت حاصل نہیں ہوتی۔'' (2)

1......حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص ۵۲، رقم ۱۴۵۰، ۱۴۵۱ 2......احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۹۸

۞......اے اللہ عزوجل! بھوک کی شدت ختم فرما دے......۞

عن عمران بن حصين ، قال كنت مع رسول الله صلى الله عنيه وسلم إذ أقبلت فاطمة رضى الله عنها وقفت بين يديه ، فنظر إليها ، وقد ذهب الدم من وجهها ، وغلبت الصفرة على وجهها من شدة الجوع ، فنظر إليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ادنى يا فاطمة ، ثم ادنى يا فاطمة ، فدنت حتى قامت بين يديه ، فرفع يده فوضعها على صدرها فى موضع القلادة وفرج بين أصابعه ، ثم قال : اللهم مشبع الجاعة ، ورافع الوضيعة ، ارفع فاطمة بنت محمد ، قال عمران فنظرت إليها وقد ذهبت الصفرة من وجهها ، وغلب الدم كما كانت الصفرة غلبت على الدم ، قال عمران فلقيتها بعد فسألتها ، فقالت :ما جعت بعد ذلك يا عمران ، والأشبه أنه إنما رآها قبل نزول آية الحجاب والله ، أعلم''

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں ''میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا کہ چہرے سے خون ختم اور بھوک کی شدت سے رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے قریب آؤ، اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے اور قریب آؤ۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریب آ کر کھڑی ہو گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر ان کے

گلے پر رکھا اور انگلیاں کشادہ کر کے یوں دعا فرمائی:

اے بھوکوں کو سیر کرنے والے پروردگار! اے پستی کو بلندی عطا کرنے والے! فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھوک کی شدت کو ختم فرمادے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھا تو ان کے چہرے سے زردی ختم چکی تھی اور جس طرح پہلے خون پر زردی غالب تھی اب خون غالب ہو چکا تھا، حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میرے پوچھنے پر فرمایا: اے عمران! رضی اللہ عنہ اس کے بعد مجھے پھر کبھی بھوک کی شدت نے پریشان نہیں کیا۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھنا آیت حجاب کے نزول سے پہلے تھا۔''[1]

۞......گوشت اور روٹی میں برکت......۞

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقام أياماً لم يطعم طعاماً حتى شق ذلك عليه ، فطاف في منازل أزواجه فلم يجد عند واحدة منهن شيئاً ، فأتى فاطمة فقال يا بنية هل عندك شيء آكله فإني جائع؟ فقالت لا والله .فلما خرج من عندها بعثت إليها جارة لها برغيفين وقطعة لحم ، فأخذته منها فوضعته في جفنة لها وقالت :والله لأوثرن بهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم على نفسي ومن عندي ، وكانوا جميعاً محتاجين إلى شبعة طعام ، فبعثت

1......دلائل النبوه للبیهقی، ج٦، ص٢٦٦

حسناً أو حسيناً إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع إليها فقالت له : بأبي أنت وأمي قد أتى الله بشيء قد خبأته لك فقال : هلمي يا بنية بالجفنة فكشفت عن الجفنة فإذا هي مملوءة خبزاً ولحماً ، فلما نظرت إليها بهتت وعرفت أنها بركة من الله فحمدت الله تعالى وقدمته إلى النبي صلى الله عليه وسلم ، فلما رآه حمد الله وقال من أين لك هذا يا بنية؟ قالت :يا أبت (هو من عند الله إن الله يرزق من يشاء بغير حساب) فحمد الله ثم قال :الحمد لله الذي جعلك شبيهة سيدة نساء بني إسرائيل فإنها كانت إذا رزقها الله رزقاً فَسُئِلَتْ عنه قالت هو من عند الله إن الله يرزق من يشاء بغير حساب"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کئی دنوں سے رسول اللہ ﷺ فاقے سے تھے، جب یہ معاملہ کچھ دشوار ہوا تو آپ ﷺ ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے، ان میں سے کسی کے پاس بھی کچھ کھانے کو نہ پایا، پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے اور فرمایا:

''میری لاڈلی بیٹی! تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ بھوک میرے پاس برکتیں لینے آئی ہے۔

انہوں نے عرض کی: اللہ عزوجل کی قسم! میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں، جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے تشریف لے گئے تو سیّدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پڑوسن نے دو

روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا اندر کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تھال میں رکھ لیا اور فرمایا: اللہ عزوجل کی قسم! میں اس کھانے میں اپنی جان اور گھر والوں پر حضور اقدس ﷺ کو ترجیح دوں گی، حالانکہ ان سب کو کھانے کی ضرورت تھی، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حسن یا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: میری جان، آپ ﷺ پر قربان! اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ عطا کیا ہے تو وہ میں نے آپ ﷺ کے لئے رکھ دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: اے میری بیٹی! میرے پاس وہ برتن لاؤ، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے برتن سے کپڑا اٹھایا تو وہ گوشت اور روٹی سے بھرا ہوا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیکھ کر پہچان گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت ہے، اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور وہ برتن لے کر حاضر خدمت ہو گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور فرمایا: ''اے میری بیٹی! یہ کہاں سے آیا؟ عرض کی: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔ حضور ﷺ حمد الٰہی بجالائے اور ارشاد فرمایا:

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تمہیں بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار جیسا بنایا کہ اسے جب اللہ تعالیٰ کوئی رزق دیتا پھر اس کے بارے پوچھا جاتا تو کہتی ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔''(1)

1...... در منثور، ج ۲، ص ۱۸۶

...... جوش مارتی ہنڈیا ......

"عن علی قال بتنا لیلة بغیر عشاء فأصبحت فالتمست، فأصبت ما اشتریت طعاما ولحما بدرهم ثم أتیت به فاطمة فخبزت وطبخت فلما فرغت قالت لو أتيت أبي فدعوته فجئت إلى رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وهو يقول أعوذ بالله من الجوع ضجيعا فقلت يا رسول الله عندنا طعام فهلم فجاء والقدر تفور فقال أغرفي لعائشة فغرفت في صحفة ثم قال أغرفي لحفصة فغرفت في صحفة حتى غرفت لجميع نسائه التسع ثم قال أغرفي لأبيك وزوجك فغرفت فقال أغرفي فكلي فغرفت ثم رفعت القدر وأنها لتفيض فأكلنا منها ما شاء الله''

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے رات کھانا کھائے بغیر گزار دی، صبح ہوئی تو میں کھانے کی تلاش میں نکلا تو راستے میں ایک درہم پڑا ملا میں نے اس سے آٹا اور گوشت خرید کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے آیا، انہوں نے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکائیں جب فارغ ہوئیں تو فرمانے لگیں: اگر میرے والد محترم ہوتے تو میں ان کی دعوت کرتی۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ پہلو کے بل لیٹے فرما رہے تھے ''میں بھوک سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمارے پاس کچھ کھانا ہے آپ ﷺ بھی تشریف لائیے۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو اس وقت ہنڈیا

جوش مار رہی تھی۔ ارشاد فرمایا ''عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے نکالو! حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بڑے پیالے میں نکال دیا۔ پھر فرمایا ''حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے نکالو! ان کے لئے بھی ایک پیالے میں نکال دیا حتی کہ ساری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے لئے نکال دیا۔ پھر ارشاد فرمایا ''اپنے والد اور شوہر کے لئے نکالو، ان کے لئے بھی نکال دیا تو ارشاد فرمایا ''نکالتے جاؤ کھاتے جاؤ۔

جب نکال کر ہنڈیا اٹھائی تو ویسے ہی بھری ہوئی تھی، پھر جب تک اللہ عزوجل نے چاہا ہم اس میں سے کھاتے رہے۔'' (1)

کھانے سے بھرا پیالہ......

ایک دن صبح کے وقت حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اُمِ حسنین حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: ''اے فاطمہ! کیا آپ کے پاس ناشتے کے لئے کچھ ہے؟ فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس نے میرے والد محترم کو عظمت نبوّت سے سرفراز فرمایا، میرے پاس ناشتے میں آپ کو دینے کے لئے کچھ نہیں ہے، میرے پاس جو تھوڑا سا کھانا موجود تھا دو دن سے آپ کی بارگاہ میں حاضر کرتی رہی، اس دوران نہ میں نے کچھ کھایا نہ ان دونوں شہزادوں نے۔ مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟ میں آپ کو بھی ساتھ شامل کر لیتا۔ فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آئی کہ میں آپ کو اس چیز کا مکلف بناؤں جس پر آپ قادر نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اللہ تعالیٰ پر توکل اور اچھا گمان

1......الطبقات الکبری، ج۱، ص۱۸۷

رکھتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور کسی سے ایک دینار قرض لیا، ابھی دینار ہاتھ میں لئے ضروریات کی چیزیں خریدنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے دکھائی دیئے، وہ شدید گرمی کی وجہ سے پسینے میں شرابور تھے، جب انہیں دیکھا تو رک گئے اور پوچھا: اے مقداد! اتنی شدید گرمی میں کہاں جا رہے ہیں؟ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: اے ابو الحسن! میرا راستہ چھوڑ دیجئے اور میرے پچھلوں کے بارے میں مجھ سے مت پوچھئے۔ فرمایا: ''آپ مجھ سے اپنی حالت مت چھپایئے۔ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے:

اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی، میرے اہل خانہ بھوک کی وجہ سے رونے لگ گئے، جب میں نے ان کا رونا دیکھا تو تڑپ اٹھا، غمزدہ دل لئے سر جھکائے گھر سے نکلا ہوں تا کہ تھوڑی مزدوری کر کے ان کے کھانے کا انتظام کرسکوں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے جب ان کی حالت زار سنی تو آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ان کی مبارک داڑھی تر ہوگئی، پر نم لہجے میں فرمایا: میری حالت تم سے کچھ مختلف نہیں، میں نے ایک دینار قرض لیا ہے یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے لیجئے۔ دینار حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرنے کے بعد آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مسجد میں تشریف لے آئے، ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہیں تشریف فرما رہے، عصر کے بعد بھی وہیں وقت گزارا، مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد پہلی صف میں بیٹھے تھے کہ قریب سے گزرتے ہوئے نبیوں کے سلطان ﷺ

نے اشارہ کیا تو آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پیچھے چلنے لگے، مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے تو سرکار دو عالم ﷺ نے سلام پیش فرمایا، جواب ملنے کے بعد ارشاد فرمایا: اے ابو الحسن! کیا تمہارے پاس کچھ ہے جسے ہم رات کے کھانے میں کھا سکیں؟ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حیران کھڑے نبی کریم ﷺ سے حیا کی وجہ سے کوئی جواب نہ دے پا رہے تھے، حضور ﷺ ان کی حالت پہچانتے تھے اس لئے جب ان کی خاموشی دیکھی تو ارشاد فرمایا: اے ابو الحسن! تمہیں کیا ہوا کہ تم ہاں یا ناں میں کوئی جواب نہیں دے رہے، بس میں تمہارے ساتھ آتا ہوں، پھر محبت میں فرمایا: بلکہ تم ہمارے ساتھ چلو، اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے محبوب ﷺ کو وحی فرما دی تھی کہ آپ رات کا کھانا ان کے پاس کھائیے۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، وہ اپنی نماز کی جگہ میں نماز ادا فرما رہی تھیں اور ان کے پیچھے ایک بڑے پیالے سے دھواں اٹھ رہا تھا، انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کی آواز سنی تو حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور پیار سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا پھر حال دریافت فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ پیالہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کچھ گفتگو کے بعد فرمایا: یہ کہاں سے آیا، میں نے اس جیسا نہ آج تک دیکھا، نہ کبھی اس جیسی خوشبو سونگھی اور نہ اس جیسا کھانا کھایا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے کندھے پر رکھ کر ہلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے علی! یہ تیرے دینار کا ثواب ہے، یہ تیرے دینار کی جزاء ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔" [1]

1 ......فضائل فاطمه لابن شاهين، ص ٢٦

ایثار وسخاوت

شہنشاہ کونین ﷺ کی لاڈلی شہزادی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زہد وقناعت کے حیرت انگیز واقعات پڑھنے کے بعد اب ان کی سخاوت کا نظارہ کرتے چلئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصف سخاوت میں بھی اوج کمال پر تھیں: مقدس آستان پہ آنے والا سائل کبھی خالی ہاتھ لوٹ جائے گوارا نہ تھا، اگر پاس کچھ نہ ہوتا تو قرض لے کر اس کی ضرورت پوری فرما دیتیں، فدک وغیرہ کی آمدنی میں سے جو حصہ ملتا اس میں سے بھی صدقہ کرتی رہتیں۔ مسلمان خواتین خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت کا یہ رخ پڑھتے ہوئے غور کریں کہ اتنی تنگدستی کے باوجود بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت کا یہ حال ہے اور ایک ہم ہیں کہ نام کو بھی پھوٹی کوڑی کبھی اللہ عزوجل کی راہ میں خیرات نہیں کی، اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا کرے، آئیے اب ان کے بے مثل ایثار کے چند واقعات ملاحظہ کیجئے:

بنو ہاشم پر خرچ کرنا

حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ” ان فاطمة بنت رسول الله تصدقت بمالها على بني هاشم وبني المطلب وان عليا تصدق عليهم وادخل معهم غيرهم “ رسول اللہ ﷺ کی شہزادی اپنا مال بنو ہاشم اور بنو مطلب پر صدقہ کر دیتیں اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ان پر اور ان کے علاوہ دیگر افراد پر بھی صدقہ کرتے۔“ (1)

1......سنن الکبریٰ للبیہقی، ج۶، ص ۱۶۱، رقم ۱۱۶۷۸

قرض لے کر کھانا دیا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ”بنی سلیم میں سے ایک شخص نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر کچھ گستاخی کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس گستاخ کو سبق سکھانا چاہا مگر حضور ﷺ نے روک دیا اور اس شخص سے فرمایا: ”تو آخرت کے عذاب سے ڈر اور دوزخ سے خوف کھا، بتوں کی پوجا چھوڑ دے اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کر، میں جادوگر نہیں ہوں بلکہ اللہ عزوجل کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“ آپ ﷺ کے حسن اخلاق اور مؤثر کلام سے متاثر ہو کر وہ بت پرست اسی وقت مسلمان ہو گیا، اب سرکار ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کتنا مال ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ خدا عزوجل کی قسم! بنو سلیم میں چار ہزار آدمی ہیں، لیکن مجھ سے زیادہ اس قبیلے میں کوئی غریب و مسکین نہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھ کر فرمایا: ”تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو اسے ایک اونٹ خرید کر دیدے؟ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس ایک اونٹنی ہے وہ میں اس کو دے دیتا ہوں۔ پھر فرمایا: ”کون ہے جو اس کا سر ڈھانپ دے؟ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنا مبارک عمامہ اتار کر اس کے سر پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا: ”کون ہے جو اس کے کھانے کا اس وقت انتظام کر دے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اٹھے اور چند مکانوں پر گئے لیکن اتفاق سے کچھ نہ ملا، پھر حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر دستک دی، سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کون ہے؟ عرض کی: سلمان رضی اللہ عنہ ہوں۔ فرمایا: ”کیسے آئے ہو؟ حضرت سلمان

رضی اللہ عنہ نے سارا ماجرہ سنا دیا یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آبدیدہ ہوگئیں اور فرمایا:

اے سلمان! رضی اللہ عنہ اس خدا کی قسم! جس نے میرے باپ کو رسول بنا کر بھیجا۔ آج تیسرا دن ہے گھر میں سب فاقہ سے ہیں، مگر تم دروازے پر آ گئے ہو خالی کیسے واپس کروں؟ جاؤ یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو: فاطمہ بنت محمد کی چادر رکھ لو اور تھوڑے سے جو قرض دے دو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس چادر کو لے کر اس کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا، شمعون کچھ دیر اس ردائے مبارک کو دیکھتا رہا، معا اس پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور کہنے لگا:

اے سلمان! رضی اللہ عنہ واللہ! یہ وہی مقدس لوگ ہیں جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو توریت میں دی ہے، میں صدق دل سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ محمد ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔

یہ کہہ کر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو جو دیئے اور نہایت ادب واحترام سے ردائے مبارک واپس کر دی۔ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شمعون کو دعائے خیر دی اور جو پیس کر کھانا تیار کر کے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس میں سے کچھ گھر کے لئے رکھ لیجئے۔ فرمایا: بس خدا عزوجل کی راہ میں دینے کی نیت سے منگوایا

تھا اور پکایا ہے اب اس میں سے لینا درست نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کھانا لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے اور تمام قصہ سنا دیا۔ آپ ﷺ نے وہ روٹی نومسلم کو عطا فرمائی اور اپنی نور نظر حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے دیکھا کہ بھوک سے ان کا چہرہ زرد ہو رہا ہے اور ضعف کے آثار نمایاں ہیں، آپ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھا کر تسلی دی اور دعا فرمائی کہ ''اے اللہ عزوجل! فاطمہ تیری بندی ہے، تو اس سے راضی رہنا۔'' (1)

...... حالت روزہ میں تین دن خیرات ......

ایک مرتبہ حسنینِ کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نذر مانی کہ اگر انہیں شفا مل گئی تو یہ تینوں تین روزے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صحت دی، اب نذر کی وفا کا وقت آیا تو ان مقدس حضرات نے روزہ رکھا، مالک جنت، قاسم نعمت ﷺ کی لاڈلی شہزادی کے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی کہ جس سے روزہ افطار کیا جاتا چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جَو قرض لے آئے، حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک صاع جَو پیس کر اس کی روٹیاں بنائیں، جب افطار کا وقت قریب آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو دروازے پر ایک سائل نے صدا لگا دی:

1......نزهة المجالس

اے رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت! میں ایک مسکین مسلمان ہوں
مجھے کچھ کھانے کو دیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو جنتی دسترخوان سے
کھلائے۔

انہوں نے سب روٹیاں اسے دے دیں اور خود کچھ کھائے بغیر پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا، افطار کے وقت روٹیاں بنا کر جب سامنے رکھیں تو ایک یتیم نے صدا لگادی، انہوں نے وہ روٹیاں اس یتیم کو دے دیں اور خود پھر کچھ نہیں کھایا۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھ لیا۔ روٹیاں بنائی گئیں، جب افطار کے وقت روٹیاں سامنے رکھی ہی تھیں تو ایک قیدی نے صدا لگائی تو ان نفوس قدسیہ نے تیسرے دن روٹیاں اس قیدی کو عطا کردیں۔" [1]

چوتھے دن صبح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے ان کی حالت دیکھی کہ بھوک کی شدت سے وہ ٹہنی کی طرح کانپ رہے ہیں تو ارشاد فرمایا: "تمہاری حالت دیکھ کر مجھے جو تکلیف ہوئی اس سے بڑھ کر کبھی نہیں ہوئی۔ پھر کھڑے ہو کر ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ ان کا پیٹ پیٹھ سے مل چکا ہے اور آنکھوں کے گرد گڑھے پڑ چکے ہیں۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے اہل بیت سے متعلق خوشخبری دے رہا ہے۔" [2]

1......اسد الغابہ، ج۳، ص۴۰۳ 2......تفسیر ابو سعود، ج۶، ص۴۲۲

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی پیاری بیٹی کے گھر کی اس سرگزشت کو ان لفظوں میں بیان فرمایا:۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ○ "ترجمہ کنزالایمان: "اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکرگزاری نہیں مانگتے۔" [1]

بھوکے رہتے تھے خود اوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صابر تھے محمد ﷺ کے گھرانے والے

1......پ۲۹، الدھر: ۸، ۹

شوق دعا

سورج غروب ہونے سے چند گھڑیاں پہلے دعا قبول ہونے کا وقت ہے

"کانت فاطمة تراعی ذلك الوقت و تامر خادمتها ان تنظر الی الشمس فتؤذنها بسقوطها فتاخذ فی الدعاء و الاستغفار الی ان تغرب" حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت کا خاص خیال رکھتیں اور اپنی خادمہ کی ڈیوٹی لگا دیتیں کہ وہ سورج کو دیکھتی رہیں، جب غروب ہونے لگے تو انہیں آگاہ کر دے، خبر ملنے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دعا و استغفار میں مشغول ہو جاتیں یہاں تک کہ سورج اندھیری رات کی آغوش میں چلا جاتا۔" [1]

پہلے ہمسایہ ہے پھر گھر ہے

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں نے انہیں مسلمانوں اور مسلمان عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعا کرتے سنا، انہوں نے اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ مانگی۔ میں نے عرض کی: اے مادر مہرباں! اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتی؟ فرمایا: اے پیارے بیٹے! "اول الجوار ثم الدار" پہلے ہمسایہ ہے پھر گھر ہے۔" [2]

مرض بخار کی دعا

عن انس قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه و سلم فی

1......احیاء علوم الدین، ج ۱، ص ۱۸٦ 2......مدارج النبوہ، ج ۲، ص ٥٤٣

المسجد حتی اذا طلعت الشمس خرج رسول الله صلی الله علیه و سلم و اتبعته فقال انطلق بنا حتی ندخل علی فاطمة بنت محمد صلی الله علیه و سلم فدخلنا علیها فإذا هی نائمة مضطجعة فقال یا فاطمة ما ینیمك فی هذه الساعة قالت ما زلت منذ البارحة محمومة قال فأین الدعاء الذی علمتك قالت نسیته قال قولی یا حی یا قیوم برحمتك استغیث اصلح لی شأنی کله و لا تکلنی إلی احد من الناس و لا إلی نفسی طرفة عین"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ہم مسجد نبوی شریف میں نبی کریم ﷺ کی بابرکت صحبت میں بیٹھے تھے، جب سورج طلوع ہوا تو آپ ﷺ اُٹھے اور مجھ سے ارشاد فرمایا: "میرے ساتھ چلو، یہاں تک کہ ہم حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان عالیشان میں داخل ہوئے، خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کروٹ کے بل لیٹے آرام فرما رہی تھیں، رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے فاطمہ! اس وقت کیوں سو رہی ہو؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: رات سے مجھے بخار چڑھا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا: "وہ دعا کہاں ہے جو میں نے آپ کو سکھائی تھی؟ شہزادی کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: مجھے یاد نہیں رہی۔ ارشاد فرمایا: "پڑھو

"یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلَا اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ" [1]

1......معجم الاوسط، ج ٤، ص ٤٣، رقم ٣٥٦٥

ذوق نماز......

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا ہے کہ وہ (بسا اوقات) گھر کی مسجد کے محراب میں رات بھر نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی۔'' (1)

تہجد پڑھنے کی ترغیب......

عن علي يقول أتاني رسول الله صلى الله عليه و سلم وأنا نائم وفاطمة وذلك من السحر حتى قام على الباب فقال الا تصلون فقلت مجيبا له يا رسول الله إنما نفوسنا بيد الله فإذا شاء ان يبعثنا قال فرجع رسول الله صلى الله عليه و سلم ولم يرجع إلى الكلام فسمعته حين ولى يقول وضرب بيده على فخذه " وكان الإنسان أكثر شيء جدلا"

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے پاس تہجد کے وقت تشریف لائے جبکہ میں اور فاطمہ سو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا: ''کیا تم نماز (تہجد) نہیں پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں جب وہ چاہے گا تو ہم اُٹھ کر پڑھ لیں گے۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے اور کوئی بات نہ کی اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی رانوں پر ہاتھ مارتے جاتے اور اس آیت کی تلاوت فرماتے:

1......مدارج النبوہ، ج۲، ص۵۴۳

''وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا'' ترجمۂ کنز الایمان: اور آدمی ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔'' (1)

......۞......۞......۞......۞......

1......پ۱۵، الکہف ۵۴،، مسند امام احمد، ج۱، ص۱۶۷، رقم۵۷۱

علم وفضل............

......مروی احادیث کی تعداد......

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث کی تعداد اٹھارہ ہے، امام دار قطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تمام احادیث کو ایک جگہ "مسند فاطمہ" کے نام سے جمع کیا ہے، خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی چند روایات ملاحظہ ہوں

......عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے؟......

حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا" اَیُّ شَیءٍ خَیرٌ لِلْمَرْاَۃِ" عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے؟ عرض کی

" اَنْ لَا تَرٰی رَجُلًا وَلَا یَرَاھَا رَجُلٌ " وہ کسی نامحرم مرد کو نہ دیکھے اور نامحرم شخص اُسے نہ دیکھے۔

حضور ﷺ نے گلے لگالیا اور فرمایا: ذُرِّیَّۃٌ بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ " یعنی یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے۔" [1]

......آگ سے پکی چیز کھانے کے بعد وضو......

عن فاطمة بنت رسول الله أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل في بيتها عرقا فجاء ه بلال فآذنه بالصلاة فقام ليصلى فأخذت بثوبه فقلت يا أبة ألا توضأ قال مم أتوضأ أى بنية فقلت مما مست النار فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أوليس أطهر طعامك ما مسته النار"

1......احیاء العلوم، ج ٢، ص ٤٦

رسول اللہ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے گھر میں گوشت کا ایک ٹکڑا تناول فرمایا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور نماز کی اطلاع دی، آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے دامن اقدس پکڑ کر عرض کی: اے میرے والد محترم! کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ ارشاد فرمایا: میری پیاری بیٹی! کس وجہ سے وضو کروں؟ عرض کی: آپ نے آگ سے پکی ہوئی چیز تناول فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا: کیا تیرا کھانا آگ کے چھونے کی وجہ سے زیادہ پاک نہیں ہوگیا۔" [1]

......رزق کی تقسیم کا وقت......

عن فاطمة بنت محمد صلى الله عليه و سلم قالت مر بى رسول الله صلى الله عليه و سلم و أنا مضطجعة متصبحة فحركنى برجله ثم قال يا بنية قومى اشهدى رزق ربك و لا تكونى من الغافلين فغن الله يقسم أرزاق الناس ما بين طلوع الفجر إلى طلوع الشمس"

ترجمہ: حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں صبح کے وقت کروٹ کے بل لیٹی ہوئی تھی، مجھے اپنے قدم مبارک سے ہلا کر فرمایا "اے میری بیٹی! اٹھو اپنے رب عزوجل کے رزق کے لئے حاضر ہو اور غافلین میں سے نہ ہونا، غنی رب عزوجل طلوع فجر سے لے کر سورج طلوع ہونے تک لوگوں کا رزق تقسیم فرماتا ہے۔" [2]

1......مسند أبی یعلی ج ١٢، ص ١٠٩، رقم ٦٧٤٠

2......شعب الایمان، ج ٤، ص ١٨١، رقم ٤٧٣٥

......حفاظت کا نسخہ......

شہزادیِ سرورِ کونین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ہمیں تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت یہ پڑھا کرو

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا" ترجمہ: اللہ ﷻ پاک ہے اور تمام خوبیاں اسی کے لئے ہیں اور نیکی کرنے کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی قوت اللہ ﷻ ہی کی طرف سے ہے اللہ ﷻ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا مجھے یقین ہے کہ اللہ ﷻ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ ﷻ کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔"

جو اسے صبح کے وقت پڑھے گا شام تک محفوظ کر دیا جائے گا اور جو اسے شام کے وقت پڑھے گا صبح تک محفوظ کر دیا جائے گا۔"[1]

......امت کے برے لوگ......

عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شرار أمتي الذين غذوا في النعيم الذين يأكلون ألوان الطعام ويلبسون ألوان الثياب ويتشدقون في الكلام "

1......سنن ابی داؤد، ج٤ ،ص ٤١٤،رقم ٥٠٧٥

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری امت کے برے لوگ وہ ہیں جو طرح طرح کی نعمتوں سے پروان چڑھتے ہیں، مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں، طرح طرح کے لباس پہنتے ہیں اور (تکلف کے ساتھ) گفتگو کرتے ہیں۔"[1]

1......الكامل في ضعفاء الرجال ،ج٧،ص٤، الرقم١٤٦٦

عشق رسول

محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جس سے محبت ہو اس کی ہر اداء اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے خود کو ہر اعتبار سے سنت رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھال رکھا تھا۔ عادات و اَطوار، سیرت و کردار، نشست و برخاست چلنے کے انداز، گفتگو اور صداقت کلام میں آپ رضی اللہ تعالی عنہا سیرت نبوی ﷺ کا عکس اور نمونہ تھیں، ان کی سیرت میں فی زمانہ اغیار کے طرز زندگی کے سانچے میں فخر سے ڈھلنے والی اور آزادی نسواں کا بانگ دھل نعرہ لگانے والی مسلم خواتین کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ انہیں پیروی دشمنان اسلام کی کرنی چاہئے یا بانی اسلام ﷺ کی، چنانچہ

عادات واَطوار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: ''مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہَ سَمْتًا وَ دَلًّا وَ ھَدْیاً بِرَسُوْلِ اللّٰہِ فِی قِیَامِھَا وَ قُعُوْدِھَا مِنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' میں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا سے بڑھ کر کسی کو عادات و اَطوار، سیرت و کردار اور نشست و برخاست میں آپ ﷺ سے مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔'' (1)

چلنے کا انداز

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: ''اِنَّا کُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ عِنْدَہُ جَمِیْعًا، لَمْ تُغَادِرْ مِنَّا وَاحِدَۃٌ، فَاَقْبَلَتْ

1......سنن ابو داؤد، ج٤، ص٣٥٥، رقم٥٢١٧

فَاطِمَۃُ تَمْشِی، وَلَا وَاللّٰہِ، مَا تَخْفٰی مِشْیَتُھَا مِنْ مِشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' ہم اللہ تعالی کے رسول ﷺ کی اَزواجِ مطہرات آپ ﷺ کے پاس جمع تھیں اور کوئی ایک بھی ہم میں سے غیر حاضر نہ تھی، اِتنے میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا وہاں تشریف لے آئیں، تو اللہ تعالی کی قسم! اُن کا چلنا نبی اکرم ﷺ کے چلنے سے ذرّہ بھر مختلف نہ تھا۔''(1)

انداز گفتگو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ''مَا رَأَیْتُ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ کَانَ اَشْبَہَ بِالنَّبِیِّ کَلَامًا وَلَا حَدِیْثًا وَلَا جِلْسَۃً مِنْ فَاطِمَۃَ'' میں نے اندازِ گفتگو اور بیٹھنے میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا سے بڑھ کر کسی اور کو حضور اکرم ﷺ سے اس قدر مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا۔'' (2)

صداقت زہراء

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ: ''مَا رَأَیْتُ اَحَدًا قَطُّ اَصْدَقَ مِنْ فَاطِمَۃَ غَیْرَ اَبِیْھَا'' میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے سچا ان کے والد کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا۔''(3)

نبی اکرم ﷺ کی مشقت دیکھ کر رونا

عن أبی ثعلبة الخشنی قال کان رسول الله صلى الله علیه و

1......صحیح بخاری، ج٥، ص٢٣١٧ رقم ٥٩٢٨ 2...... المعجم الاوسط، ج٤، ص٢٤٢ رقم ٤٠٨٩

3......مسند ابی یعلی، ج٨، ص١٥٣ رقم ٤٧٠٠

سلم إذا قدم من سفر بدأ بالمسجد فصلى فيه ركعتين ثم يثنى بفاطمة ثم يأتى أزواجه فقدم من سفر فصلى فى المسجد ركعتين ثم أتى فاطمة فتلقته على باب البيت فجعلت تلثم فاه وعينيه وتبكى فقال: ما يبكيك؟ فقالت: أراك شعثا نصبا قد اخلولقت ثيابك فقال لها: لا تبكى فإن الله قد بعث أباك بأمر لا يبقى على وجه الأرض بيت ولا مدر ولا حجر ولا وبر ولا شعر إلا أدخله الله به عزا أو ذلا حتى يبلغ حيث بلغ الليل

حضرت ابوثعلبہ خشنی ﷺ فرماتے ہیں "حضور اقدس ﷺ جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاتے پھر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ہاں تشریف لے جاتے، ایک مرتبہ آپ ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے، دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے تشریف لے گئے، انہوں نے گھر کے دروازے پر آپ ﷺ کا استقبال کیا اور بے تابانہ، روتے ہوئے روئے انور کے بوسے لینے لگیں، رحمت عالم ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیوں روتی ہو؟ عرض کی: مشقت سے آپ ﷺ کے روئے انوار کا متغیر رنگ اور پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا۔ ارشاد فرمایا اے فاطمہ! مت رو، تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ کام (دین اسلام) نہ پہنچا

دے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات کی پہنچ ہے۔" (1)

جس طرح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی اکرم ﷺ سے والہانہ محبت فرماتی تھیں اسی طرح رحمت دو عالم ﷺ بھی حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت فرماتے تھے، چنانچہ

۞......سب سے زیادہ محبوب......۞

حضرت جمیع بن عمیر تیمی ﷺ فرماتے ہیں " دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِي عَلَى عَائِشَةَ فَسُئِلَتْ أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم قَالَتْ فَاطِمَةُ. فَقِيلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا إِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا"، میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان سے عرض کی گئی: حضور اقدس ﷺ کو کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا: فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ پھر عرض کی گئی: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے شوہر، جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ بہت روزے رکھنے والے اور کثرت سے عبادت کرنے والے ہیں۔" (2)

ایک اور ایمان افروز روایت پڑھیے "ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضی اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک فرش پر بٹھا کر ان کی دلجوئی فرمائی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ وجہہ الکریم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو وہ مجھ سے زیادہ پیاری ہیں یا میں؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ مجھے تم سے زیادہ پیاری ہیں اور تم ان سے زیادہ مجھے پیارے ہو۔" (3)

1......معجم الکبیر ج ۲۲، ص ۲۲۵ رقم ۵۹۵ 2......ترمذی، ج ٤، ص ۲۹، رقم ٤۲٤٨

3......المعجم الکبیر، ج ۹، ص ۲۷۹، رقم ۱۰۹۰۰

آمد پر کھڑے ہو کر استقبال......

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں "كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا" حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ ان کی طرف کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کو بوسہ دیتے پھر اپنی جگہ بٹھاتے اور جب حضور ﷺ ان کے یہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو جاتیں اور حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیتیں اور بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔" (1)

سفر کی ابتداء اور انتہاء کا انداز......

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" كان إذا سافر كان آخر الناس عهدا به فاطمة و إذا قدم من سفر كان أول الناس به عهدا فاطمة رضي الله عنها " نبی اکرم ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اہل وعیال میں سب سے آخر میں حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا سے گفتگو فرماتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اہل وعیال میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے گفتگو فرماتے۔" (2)

چھ مہینے نماز کے لئے بیدار کیا......

حضرت انس مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

1......ابوداؤد، ج٤،ص٤٤٣،رقم٤٥٤٠ 2......مستدرك، ج٣،١٦٩،رقم٤٧٣٩

وَسَلَّمَ كَانَ يَمُرُّ بِبَابِ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ" إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" چھ مہینے تک نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول رہا کہ نماز فجر کے لئے جاتے ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے: اے اہل بیت! نماز، اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔" (1)

1......ترمذی، ج٣،ص٤٩٥،رقم٣١٣٠

رشتہ داروں سے تعلقات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت

حضور اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا! جس سے میں محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو گی؟ عرض کی: ضرور یارسول اللہ! ﷺ میں محبت رکھوں گی۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت رکھو۔"(1)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا صدمہ

جب غزوہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شدت گریہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں، ارشاد فرمایا: تیرے جیسا صدمہ کسی کو نہیں پہنچا، پھر حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا: خوش ہو جاؤ! میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور خبر دی کہ ساتوں آسمانوں میں یہ لکھا ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے شیر ہیں۔" (2)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر گریہ وزاری

جس دن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی، نبی اکرم ﷺ ان کے خاندان والوں کو تسلی دے کر نکلے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچے، حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فرما رہی تھیں "واعماہ" ہائے میرے چچا! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جعفر رضی اللہ عنہ جیسے انسان پر رونے والیوں کو رونا چاہئے۔" (3)

1......صحیح مسلم، ج۳، ص۱۹۰، رقم۲۴۷۲، 2......المغازی للواقدی، ج۱، ص۱۰۹

3......ایضاً، ص۳۱۱

ہمسائے کی تعزیت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَبَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي مَيِّتًا فَلَمَّا فَرَغْنَا انْصَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْصَرَفْنَا مَعَهُ فَلَمَّا حَاذَى بَابَهُ وَقَفَ فَإِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ مُقْبِلَةٍ قَالَ أَظُنُّهُ عَرَفَهَا فَلَمَّا ذَهَبَتْ إِذَا هِيَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَخْرَجَكِ يَا فَاطِمَةُ مِنْ بَيْتِكِ فَقَالَتْ أَتَيْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَهْلَ هَذَا الْبَيْتِ فَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ مَيِّتَهُمْ أَوْ عَزَّيْتُهُمْ بِهِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى قَالَتْ مَعَاذَ اللّٰهِ وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِيهَا مَا تَذْكُرُ قَالَ لَوْ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى فَذَكَرَ تَشْدِيدًا فِي ذَلِكَ"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کی معیت میں ایک میت کو دفنایا، جب ہم فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور ہم بھی لوٹ آئے، جب اپنے کاشانۂ اقدس کے دروازے پر پہنچے تو ٹھہر گئے، اچانک ہم نے ایک عورت کو آتے ہوئے دیکھا، راوی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا تھا، جب وہ چلی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ "اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہیں کس چیز نے گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا؟

عرض کی ''یارسول اللہ! ﷺ میں اس میت کے لواحقین سے ہمدردی کرنے آئی تھی۔ یا پھر کہا، ''تعزیت کرنے آئی تھی۔ ارشاد فرمایا'' شاید تم ان کے ساتھ قبرستان تک پہنچ گئی تھی۔ عرض کی ''معاذ اللہ! میں ایسا کیسے کرسکتی ہوں، حالانکہ میں نے عورتوں کے قبرستان جانے کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات سن رکھے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''اگر تم ان کے ساتھ قبرستان چلی جاتی تو میں تمہیں اس بات پر جھڑکتا۔''(1)

تعزیت کی فضیلت......

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّی أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ'' جو مومن اپنے بھائی کی مصیبت میں تعزیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کرامت کا حلہ پہنائے گا۔'' (2)

عورتوں کا قبرستان جانا کیسا؟......

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عورتوں کے قبرستان جانے کے متعلق فتاوی رضویہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔'' (3)

1...... سنن ابی داؤد، ج۲، ص۳۸۹، رقم:۲۷۱٦ 2...... ابن ماجہ۲، ص۸٤، رقم ۱٥۹۰

3...... بہارشریعت، ج۱، حصہ ٤، ص۸۹

فضائل و مناقب............

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل ومناقب اور ان کے مراتب و درجات کے حالات سے کتب احادیث کے صفحات مالا مال ہیں۔ ذیلی طور میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چند فضائل مذکور ہیں، چنانچہ

سب سے زیادہ پیاری......

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا تو پوچھا ''أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' لوگوں میں سے کون نبی اکرم ﷺ کو بہت پیارا تھا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فاطمہ۔ پھر عرض کی ''مردوں میں سے کون؟'' ارشاد فرمایا: ان کے شوہر۔'' (1)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حق گوئی......

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حق گوئی کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی اور میرے بعد میرے والد رضی اللہ عنہ بلکہ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اگر یہی سوال حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں کہ حضور ﷺ کو زیادہ پیاری جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں پھر ان کے والد رضی اللہ عنہ معلوم ہوا کہ ان کے دل بالکل پاک وصاف تھے افسوس ان

1...... سنن الترمذی، ج۵، ص٤۳۲، رقم۳۸۰۸

پر جوان حضرات کو ایک دوسرے کا دشمن کہتے ہیں۔"[1]

......محبوبیت کی نوعیتیں......

مزید فرماتے ہیں: "محبت بہت قسم کی ہے اور محبوبیت کی نوعیتیں مختلف ہیں اولاد میں سب سے زیادہ پیاری جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، بھائیوں میں سب سے زیادہ پیارے علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ہیں، ازواج پاک میں بہت پیاری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں، غرضیکہ ایک محبت کے سلسلہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پیاری دوسرے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پیاری۔ مقابلہ ایک سلسلہ کے افراد میں ہوتا ہے۔"[2]

......جنتی مومنین کی بیویوں کی سردار......

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ" یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نازل نہ ہوا تھا۔ اس نے اپنے رب عزوجل سے "مجھ پر سلام پیش کرنے اور یہ بشارت پہنچانے کی اجازت مانگی کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی جوانوں کے۔"[3]

1......مراۃ المناجیح، ج۸، ص۵۸۸ 2......ایضا

3......سنن الترمذی، ج۵، ص۴۳۱، رقم: ۳۸۰۶

......ام المؤمنین کی سردار نہیں......

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی مومنین کی بیویوں کی سردار ہیں لہٰذا اُس سے لازم یہ نہیں آتا کہ وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی سردار ہوں کیونکہ وہ تو سید الانبیاء ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔"[1]

......سب سے افضل خاتون کون؟......

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق چند قول ہیں۔

{1}......حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتی کہ بی بی مریم، جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے بھی۔

{2}......حضرت خدیجہ و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں۔

{3}......تینوں حضرات یعنی جناب خدیجۃ الکبریٰ، عائشہ صدیقہ، فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھن ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں، سب برابر ہیں۔

ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹی، نیز جنت میں وہ دونوں حضور ﷺ کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ رضی اللہ

1......مراۃ المناجیح، ج۸، ص۴۲۱

تعالیٰ عنہا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ساتھ، نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی فقیہہ عالمہ مجتہدہ ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے "یٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ" امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس شرف نسب میں جناب فاطمہ زہراء کے برابر کوئی نہیں ہوسکتا۔"[1]

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا

۞......انسانی حور......۞

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رحمت عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "فاطمہ انسانی حور ہے۔"[2]

۞......سیدہ کی رضا اللہ عزوجل کی رضا......۞

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ یَغْضِبُ لِغَضَبِكِ، وَیَرْضٰی لِرِضَاكِ" تیرے غضب سے اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور تیری رضا سے اللہ عزوجل راضی ہوتا ہے۔"[3]

۞......سادات کو ایذا پہنچانے سے بچئے......۞

حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اس

1......مراۃ المناجیح، ج۸، ص۴۰۰ 2......صحیح البخاری، ج۳، ص۳۰۶، رقم ۳۷۶۷
3......الصواعق المحرقة، ص۱۷۵

سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کوئی ان کی کسی اولاد کو ایذا پہنچائے اس نے اپنی جان کو اس خطرۂ عظیمہ میں ڈال دیا کیونکہ اس حرکت سے ان کو غضب ہوگا اور ان کا غضب غضبِ الٰہی عزوجل کا موجب ہے۔ اسی طرح اہل بیت علیہم الرضوان کی محبت حضرت خاتون جنت کی رضا کا سبب ہے اور ان کی رضا رضائے الٰہی عزوجل۔"[1]

۞......خاتون جنت کو ناراض کرنے کا وبال......۞

حضرت مسور ابن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي" فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔"[2]

اور ایک روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا "یُرِیْبُنِي مَا اَرَابَهَا وَیُؤْذِیْنِي مَا آذَاهَا" جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے مجھے ستاتی ہے۔"[3]

۞......خاتون جنت کی ناراضی کا مطلب......۞

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں "یعنی جو فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تکلیف دینے انہیں ستانے کے لیے کوئی کام یا کلام کرے اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ یہ کلمات انصار صحابہ علیہم الرضوان بلکہ ہر مومن کے لیے بھی آئے "مَنْ اَبْغَضَ الْاَنْصَارَ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ"، حُبُّ قُرَیْشٍ اِیْمَانٌ وَ

1......سوانح کربلا، ص۸۷ 2......صحیح بخاری، ج۳، ص۵۲ رقم ۳۴۳۷
3......ایضاً ج۳، ص۲۵۳ رقم الحدیث ۴۸۲۹

بُغْضُهُمْ كُفْرٌ ،،حُبُّ الْعَرَبِ اِيْمَانٌ وَ بُغْضُهُمْ كُفْرٌ،، مَنْ اَبْغَضَ الْعَرَبَ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ (مرقات) خیال رہے کہ کسی سے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ناراض ہونا کچھ اور ہے اوران کو ناراض کرنا کچھ اور جب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض ہوئیں آپ کی شکایت حضور ﷺ سے کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنی میراث مانگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث سنا کر انکار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے مانگنے پر ناراض یعنی نادم ہوئیں۔ اس ناراضگی کی حیثیت کچھ اور ہے۔''

مزید فرماتے ہیں ''اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز بلکہ فرض کام سے حضور ﷺ ناراض ہوں تو وہ کام حرام ہوجاتا ہے۔ نکاح سنت ہے مگر فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے حرام ہوگیا کہ یہ جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تکلیف کا باعث تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تکلیف حضور ﷺ کی تکلیف کا سبب، خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض نہ ہوئیں نہ ہوسکتی تھیں کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی حدیث پیش کرکے میراث دینے سے معذرت کی تھی فرمان رسول ﷺ پر ناراضی کسی مسلمان کا کام نہیں چہ جائیکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔'' (1)

......سرکار ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مددگار......

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی،

1......مراۃ المناجیح، ج۸، ص۴۰۱

فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ''اَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ'' جو تم سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح جو ہوں۔'' (1)

......ایک اعتراض کا تحقیقی جواب......

مراۃ المناجیح میں ہے ''اس حدیث کی بنا پر بعض لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کو کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جنگ کی تو گویا حضور ﷺ سے جنگ کی اور حضور ﷺ سے جنگ کفر ہے۔ اس کے تین جواب ہیں ایک الزامی دو تحقیقی۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر ان حضرات کی آپس میں صلح بھی ہوگئی، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صلح تو ہو ہی گئی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے صلح کی کوشش کی، پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کرلی لہذا ان پر ''اَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ'' صادق آگیا۔ جواب تحقیقی ایک یہ ہے کہ جنگ کا لفظ اظہار غضب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے کفر مراد نہیں ہوتا جیسے قرآن کریم سود خوار کے لیے فرماتا ہے: ''فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو ولی اللہ سے دشمنی کرے آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ'' دوسرا یہ کہ دشمنی کی جنگ کو ''حرب'' کہتے ہیں، ان بزرگوں کی جنگیں اختلاف رائے کی بنا پر تھیں دشمنی کی نہ تھیں۔'' (2)

1......ترمذی، ج۳، ص۳۷۱، رقم ۳۸۰۵ 2......مراۃ المناجیح، ج۸، ص۴۱۱

……پنجتن پاک سے محبت کرنے والے کا مقام……

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

"مَنْ اَحَبَّنِی وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِی فِی دَرَجَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ" جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں، ان کے والد اور والدہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے مقام میں میرے پاس ہوگا۔" [1]

……اہل بیت سے محبت کرنے والوں کی خوش نصیبی……

یہاں مَعِیَّت سے مراد قربِ حضور ﷺ ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا درجہ تو انہیں کے ساتھ خاص ہے۔ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے اہل بیت سے محبت کرنے والوں کی کہ حضور ﷺ نے ان کے جنتی ہونے کی خبر دی اور مژدۂ قرب سے مسرور فرمایا مگر یہ وعدہ اور بشارت مومنین مخلصین اہل سنت کے حق میں ہے۔ وہ لوگ اس کا محل نہیں جنہوں نے اصحاب رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی و بے باکی اور اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بغض وعناد اپنا دین بنالیا ہے۔ ان لوگوں کا حکم مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے جو آپ نے فرمایا: یَهْلِكُ فِیَّ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ" میری محبت میں مفرط ہلاک ہوجائے گا۔ [2] حدیث شریف میں وارد ہے

لَا یَجْتَمِعُ حُبُّ عَلِیٍّ وَبُغْضُ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ فِیْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ" یعنی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی محبت اور شیخین

1......ترمذی، ج۳، ص۱۹۵، رقم ۳۶۶۶ 2......الصواعق المحرقة، ص۱۵۳

جلیلین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بغض کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتا۔" [1]

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض وعداوت رکھنے والا حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی محبت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔

……روز حشر عظمت زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا……

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ نَادٰی مُنَادٍ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ یَا اَهْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوْا رُؤُوْسَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِیْنَ اَلْفِ جَارِیَةٍ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کَمَرِّ الْبَرْقِ" قیامت کے دن بطن عرش سے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ اے اہل مجمع! اپنے سر جھکاؤ اور آنکھیں بند کرلو، یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد مصطفیٰ ﷺ صراط سے گزر جائیں پھر آپ سَتّر ہزار باندیوں کے ساتھ جو سب حورعین ہوں گی بجلی کے کوندنے کی طرح گزر جائیں گی۔" [2]

……نسبی خصوصیت……

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "لِکُلِّ بَنِی اُمٍّ عُصْبَةٌ یَنْتَمُوْنَ اِلَیْهِمْ اِلَّا ابْنَیْ فَاطِمَةَ، فَاَنَا وَلِیُّهُمَا وَ عُصْبَتُهُمَا" ہر ماں کی اولاد کا عصبہ (باپ) ہوتا ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتی ہے، سوائے فاطمہ کے

1......الصواعق المحرقة، ص۱۵۳ 2......اللآلی المصنوعة، ج۱، ص۳۶۸

بیٹوں کے، کہ میں ہی اُن کا ولی اور میں ہی اُن کا نسب ہوں۔''

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "کُلُّ نَسَبٍ وَ سَبَبٍ یَنْقَطِعُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا مَا کَانَ مِنْ سَبَبِی وَ نَسَبِی" میرے نسب اور رشتہ کے سوا قیامت کے دن ہر نسب اور رشتہ منقطع ہوجائے گا۔''(2)

نسبی فضیلت کا اختصاص......

امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ٹھہرے پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدۂ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں، اس لئے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ کہ بنات فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔''(3)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عقیدت......

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا پیغام دیا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: ''میں ان کا نکاح اپنے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سے کرنا

1......المستدرک، ج ۳، ص ۱۷۹، رقم ٤٧٧٠ 2......مسند امام احمد، ج۲، ص ٦٢٥، رقم ١٠٦٩

3......فتاوی رضویه، ج۱۳، ص ۳٦۱

چاہتا ہوں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا تو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان سے نکاح فرمادیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم مجھے مبارک نہیں دو گے۔ لوگوں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! کس بات کی مبارک؟ فرمایا: ''حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کی، میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن میرے تعلق، نسب اور رشتہ ازدواج کے علاوہ ہر تعلق، نسب اور رشتہ ازدواج منقطع ہوجائے گا۔ "فَاَحْبَبْتُ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ سَبَبٌ وَنَسَبٌ" اس لئے مجھے یہ پسند ہوا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین سبب اور نسب کا رشتہ قائم ہوجائے۔''(1)

سادات خیال رکھیں......

جو شخص نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب ہوا سے یہ روا نہیں کہ جو کچھ ذکر ہوا اس پر کلی اعتماد کر لے، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''تمام لوگوں پر عموما اور اہل بیت پر خصوصا چند امور کی رعایت لازم ہے

(1)......علوم شرعیہ کے حاصل کرنے کا اہتمام کرنا، کیونکہ علم کے بغیر نسب کا (کامل) فائدہ نہیں ہے۔''

(2)......آباء پر فخر نہ کرنا اور علوم دینیہ حاصل کئے بغیر محض ان پر اعتماد نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے بارگاہ الٰہی میں زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔''(2)

1......مسند امام احمد، ج۲، ص ٦٢٦، رقم ١٠٦٩ 2......الصواعق المحرقه ص ١٨١

حیض ونفاس سے محفوظ......

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ لکھتے ہیں ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو کبھی حیض نہیں آیا اور نہ ہی بچے کی پیدائش کے وقت خون نفاس کہ جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا کی کوئی نماز رہ گئی ہو۔'' (1)

ایک چادر میں پنجتن......

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی ﷺ باہر تشریف لے گئے، آپ ﷺ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما آئے حضور اکرم ﷺ نے انہیں چادر میں داخل کر لیا، پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا آئیں انہیں بھی داخل کر لیا گیا، پھر حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم آئے انہیں بھی داخل کر لیا پھر فرمایا:

اے نبی کے گھر والو! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے
اور تم کو خوب پاک وصاف فرما دے۔'' (2)

اہل بیت کی تفسیر......

حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں ''اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال واطلاق ہیں، کبھی ان لوگوں پر اہل بیت کا اطلاق ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے وہ آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس رضی اللہ عنہم ہیں اور کبھی اس

1......جواهر البحار، ج٣، ص٢١٦ 2...... مصنف ابن ابی شیبه، ج١٢، ص٧٢، رقم ٣٢٧٠٥

میں اولاد رسول وازواج مطہرات بھی شامل ہوتے ہیں اور کبھی مخصوص سیدہ فاطمہ، امام حسن وحسین اور علی رضی اللہ عنہم مراد ہوتے ہیں اس بنا پر کہ ان میں فضیلت بکثرت ہے۔'' اہل بیت کے اطلاق میں ان تفسیری اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ ''بیت'' کی تین صورتیں ہیں

{1} بیت نسب {2} بیت سکنی {3} بیت ولادت

لہذا حضرت عبد المطلب کی اولاد اہل بیت نسب ہیں اور ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں اور اولاد کرام بیت ولادت ہیں۔'' حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم اگرچہ اولاد سے نہیں لیکن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وساطت سے اہل بیت ولادت سے ملحق ہیں۔'' (1)

آیہ تطہیر اور اس کی تفسیر......

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا'' ترجمۂ کنز الایمان: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔'' (2)

حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں ''اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ یہ آیت حضرت علی مرتضی، حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہراء،

1......مدارج النبوه (مترجم) ج١، ص٣٩٩، ٤٠٠ 2......پ٢٢، الاحزاب:٣٣

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ عَنۡکُمۡ اور اس کے بعد کی ضمیریں مذکر ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت حضور انور ﷺ کی ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اس کے بعد ہی ارشاد ہوا: وَاذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ" اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اس لیے ان کے غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بازار میں اس کی ندا کرتے تھے۔" [1]

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد خود سرکار دولت مدار ﷺ کی ذات عالی صفات ہے تنہا۔ دوسرے مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن کے حق میں نازل ہے علاوہ اس کے کہ اس پر آیت "وَاذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ" دلالت کرتی ہے یہ بھی اس کی دلیل ہے کہ یہ دولت سرائے اقدس ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن ہی کا مسکن تھا۔ حضور ﷺ کے اہل بیت حضور ﷺ کے نسب و قرابت کے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ایک جماعت نے اسی پر اعتماد کیا اور اسی کو ترجیح دی اور ابن کثیر نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔

احادیث پر جب نظر کی جاتی ہے تو مفسرین کی دونوں جماعتوں کو ان سے تائید پہنچتی ہے۔ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی۔ پنجتن سے مراد حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔" [2]

اسی مضمون کی حدیث مرفوع ابن جریر نے روایت کی طبرانی میں بھی اس کی

1......الصواعق المحرقة، ص ۱۴۳ 2......ایضا

تخریج کی، مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان حضرات کو اپنی گلیم مبارک میں لے کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ بھی بصحت ثابت ہوا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان حضرات کو تحت گلیم اقدس لے کر یہ دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھۡلُ بَیۡتِیۡ وَخَاصَّتِیۡ اَذۡھِبۡ عَنۡھُمُ الرِّجۡسَ وَطَھِّرۡھُمۡ تَطۡھِیۡرًا یارب! یہ میرے اہلبیت اور میرے مخصوصین ہیں ان سے رجس و ناپاکی دور فرما اور انہیں پاک کردے اور خوب پاک۔ یہ دعا سن کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: و اَنَا مَعَھُمۡ میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ فرمایا: اِنَّکِ عَلٰی خَیۡرٍ تم بہتری پر ہو۔" [1]

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جواب میں فرمایا: بَلٰی بیشک اور ان کو کسا (گلیم) میں داخل کر لیا۔" [2]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے حق میں بھی دعا ہو، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے بھی دعا فرمائی۔ ایک صحیح روایت میں ہے۔ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: وَاَنَا مِنۡ اَھۡلِکَ میں بھی آپ کے اہل میں سے ہوں، فرمایا: وَاَنۡتَ مِنۡ اَھۡلِیۡ تم بھی میری اہل میں سے ہو۔" [3]

یہ کرم تھا کہ سرکار ﷺ نے اس نیاز مند خالص العقیدت کو مایوس نہ فرمایا اور اپنی اہل کے حکم میں داخل فرما دیا وہ حکماً داخل ہیں۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ان حضرات کے ساتھ اپنی باقی صاحبزادیوں اور قرابت داروں اور ازواج مطہرات کو ملایا۔" [4]

1......مسند امام احمد، ج ۱۰، ص ۱۹۷، رقم ۲۶۶۵۹ 2......ایضا ج ۱۰، ص ۱۸۷، رقم ۲۶۶۱۲

3......المعجم الکبیر، ج ۳، ص ۵۵، رقم ۲۶۷۰ 4......الصواعق المحرقة، ص ۱۴۴

ثعلبی کا خیال ہے کہ آیت میں اہل بیت سے تمام بنی ہاشم مراد ہیں اس کو اس حدیث سے تائید پہنچتی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی رداء مبارک میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحبزادیوں کو لپٹا کر دعا فرمائی:

يَارَبِّ هٰذَا عَمِّي وَصِنْوُ اَبِي وَهٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَسِتْرِي اِيَّاهُمْ بِمُلَاءَتِي هٰذِهٖ فَاَمَّنَتْ اُسْكُفَّةُ الْبَابِ وَحَوَائِطُ الْبَيْتِ "یعنی یارب یہ میرے چچا اور بمنزلہ میرے والد کے ہیں اور یہ میرے اہلِ بیت ہیں انہیں آتش دوزخ سے ایسا چھپا جیسا میں نے اپنی چادر مبارک میں چھپایا ہے۔اس دعا پر مکان کے در و دیوار نے آمین کہی۔"(1)

خلاصہ یہ کہ دولت سرائے اقدس کے سکونت رکھنے والے اس آیت میں داخل ہیں کیونکہ وہی اس کے مخاطب ہیں چونکہ اہلِ بیت نسب کا مراد ہونا مخفی تھا اس لئے آں سرورِ عالم ﷺ نے اپنے اس فعل مبارک سے بیان فرمادیا کہ مراد اہل بیت سے عام ہیں ۔خواہ بیتِ مسکن کے اہل ہوں جیسے کہ ازواج یا بیت نسب کے اہل بنی ہاشم و مطلب۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے آپ نے فرمایا: میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے رجس کو دور کیا اور انہیں خوب پاک کیا۔"(2)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں بیت نسب بھی اسی طرح مراد ہے۔ جس طرح بیت مسکن۔ یہ آیت کریمہ اہل بیت کرام کے فضائل کا منبع ہے۔اس سے

1......المعجم الکبیر، ج١٩، ص٢٦٣، رقم٥٨٤ 2......الصواعق المحرقة، ص١٤٤

ان کے اعزازِ مآثر اور عُلُوِّ شان کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخلاقِ دَنیہ واحوال مذمومہ سے ان کی تطہیر فرمائی گئی۔ بعض احادیث میں مروی ہے کہ اہل بیت، نار پر حرام ہیں اور یہی اس تطہیر کا فائدہ اور ثمرہ ہے اور جو چیز ان کے احوال شریفہ کے لائق نہ ہو اس سے ان کا پروردگار عزوجل انہیں محفوظ رکھتا اور بچاتا ہے۔

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے عز و شان اہل بیت

معصوم کون؟......

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "سواء انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے معصوم کوئی نہیں ہاں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعض اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم محفوظ ہیں، اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ بعض حضرات نے سمجھا، معصوم وہ جو گناہ نہ کر سکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے۔"(1)

عیسائیوں کو دعوت مباہلہ......

نجران (یمن) کے نصرانیوں کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا۔ یہ چودہ آدمیوں کی جماعت تھی جو سب کے سب نجران کے اشراف تھے اور اس وفد کی قیادت کرنے والے تین شخص تھے:

﴿۱﴾ ابو حارثہ بن علقمہ جو عیسائیوں کا پوپ اعظم تھا۔

﴿۲﴾ اُہیب جوان لوگوں کا سردار اعظم تھا۔

1......مراۃ المناجیح، ج٨، ص٣٩٧

﴿۳﴾ عبدالمسیح جو سردار اعظم کا نائب تھا اور "عاقب" کہلاتا تھا۔

یہ سب نمائندے نہایت قیمتی اور نفیس لباس پہن کر عصر کے بعد مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور اپنے قبلہ کی طرف منہ کرکے اپنی نماز ادا کی۔ پھر ابوحارثہ اور ایک دوسرا شخص دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے نہایت کریمانہ لہجے میں ان دونوں سے گفتگو فرمائی اور نہایت احسن انداز میں ان کے سوالات کے جواب دیئے۔ حضور اکرم ﷺ کے پیغمبرانہ طرزِ استدلال اور علیمانہ گفتگو سے چاہئے تو یہ تھا کہ یہ وفد اپنی نصرانیت کو چھوڑ کر دامنِ اسلام میں آجاتا مگر ان لوگوں نے حضور انور ﷺ سے جھگڑا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ بحث و تکرار کا سلسلہ بہت دراز ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ آلِ عمران کی یہ آیت نازل فرمائی:[1]

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ "ترجمہ کنزالایمان: پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔"[2]

1...... روح البیان، ج۲، ص۴۳، پ۳، آل عمران:۵۹ 2......پ۳، آل عمران، ۶۱

قرآن کی اس دعوتِ مباہلہ کو ابوحارثہ نے منظور کرلیا۔ اور طے پایا کہ صبح نکل کر میدان میں مباہلہ کریں گے لیکن جب ابوحارثہ نصرانیوں کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اے میری قوم! تم لوگوں نے اچھی طرح جان لیا اور پہچان لیا کہ محمد (ﷺ) نبی آخر الزمان ہیں اور خوب یاد رکھو کہ جو قوم کسی نبی برحق کے ساتھ مباہلہ کرتی ہے اس قوم کے چھوٹے بڑے سب ہلاک ہوجاتے ہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان سے صلح کرکے اپنے وطن کو واپس چلے چلو اور ہرگز ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرو۔ چنانچہ صبح کو ابوحارثہ جب حضور ﷺ کے سامنے آیا تو یہ دیکھا کہ آپ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھائے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی انگلی تھامے ہوئے ہیں اور حضرت فاطمہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ﷺ کے پیچھے چل رہے ہیں اور آپ ﷺ ان لوگوں سے فرما رہے ہیں کہ میں جب دعا کروں تو تم لوگ "آمین" کہنا۔ یہ منظر دیکھ کر ابوحارثہ خوف سے کانپ اٹھا اور کہنے لگا کہ اے گروہ نصاریٰ! میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان چہروں کی بدولت پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر چل پڑے گا۔ لہٰذا اے میری قوم! ہرگز ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے اور روئے زمین پر کہیں بھی کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔ پھر اس نے کہا کہ اے ابوالقاسم! ہم آپ سے مباہلہ نہیں کریں گے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اپنے ہی دین پر قائم رہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسلام قبول کرلو تاکہ تمہیں مسلمانوں کے حقوق حاصل ہوجائیں، نصرانیوں نے اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر میرے لئے تمہارے ساتھ جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ یہ

سن کر نصرانیوں نے کہا کہ ہم لوگ عربوں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ لہٰذا ہم اس شرط پر صلح کرتے ہیں کہ آپ ہم سے جنگ نہ کریں اور ہم کو اپنے ہی دین پر قائم رہنے دیں اور ہم بطور جزیہ آپ کو ہر سال ایک ہزار کپڑوں کے جوڑے دیتے رہیں گے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس شرط پر صلح فرمائی اور ان نصرانیوں کے لئے امن و امان کا پروانہ لکھ دیا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

نجران والوں پر ہلاکت و بربادی آن پہنچی تھی۔ مگر یہ لوگ بچ گئے اگر یہ لوگ مجھ سے مباہلہ کرتے تو مسخ ہو کر بندر اور خنزیر بن جاتے اور ان کی وادی میں ایسی آگ بھڑک اٹھتی کہ نجران کی کل آبادی یہاں تک کہ چرندے اور پرندے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر بن جاتے اور رُوئے زمین کے تمام عیسائی سال بھر میں فنا ہو جاتے۔"[1]

1...... روح البیان، ج۲، ص٤٤، پ۳، آل عمران: ٦١

کرامات

انوکھی دعوت

ایک روز حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے شہنشاہ مدینہ ﷺ کی دعوت کی۔ جب دونوں عالم کے میزبان، رحمتِ عالمیان ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ ﷺ کے مبارک قدموں کو گننے لگے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ، میرے ماں باپ آپ پر قربان، میری تمنا ہے کہ میں آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے مکان تک جس قدر حضورِ انور ﷺ کے مقدس قدم پڑے تھے حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اس دعوت سے متاثر ہو کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضورِ اکرم ﷺ کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے اور محبوبِ خدا ﷺ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور ﷺ کی اسی طرح شاندار دعوت کر سکتے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اس آرزو پر لبیک کہتے ہوئے فرمایا: "جایئے، آپ بھی میرے والد مہرباں ﷺ کو اسی قسم کی دعوت دے آیئے ان شاء اللہ عزوجل ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر دعوت دے دی اور شہنشاہ دوعالم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی پیاری بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہوگئے۔ اِدھر خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلوت میں تشریف لے جاکر رب کریم عزوجل کی بارگاہ میں سربسجود ہوگئیں اور یہ دعا مانگی:

''یا اللہ! عزوجل تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب اور محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے۔ تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے لہٰذا اے میرے رب! عزوجل تو آج میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا تو عالمِ غیب سے انتظام فرما دے۔''

دعا مانگ کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑھا دیا۔ خدائے رحمٰن عزوجل کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آگیا اور اس رزّاقِ مُطلَق نے دم زدن میں ان ہانڈیوں کو جنتی کھانوں سے بھر دیا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کر دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کھانوں کی خوشبو اور لذت سے حیران رہ گئے۔ خدا عزوجل کی شان کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہوگئے لیکن ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہیں ہوا۔ حضورِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو متحیر دیکھ کر فرمایا: ''کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! ﷺ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے جنت سے بھیج دیا ہے۔

پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا گوشہ تنہائی میں جاکر سجدہ ریز ہوگئیں

اور یہ دعا مانگنے لگیں:

''یا اللہ! عزوجل حضرت عثمان نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے لیکن تیری بندی فاطمہ کو اتنی استطاعت نہیں ہے، لہٰذا اے میرے رب کریم! عزوجل جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں ان کی امت کے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزاد فرما دے۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں ایک دم ناگہاں حضرتِ جبریل امین علیہ السلام یہ بشارت لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوگئے کہ ''یا رسول اللہ! ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعا بارگاہ الٰہی عزوجل میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''ہم نے آپ ﷺ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔''(1)

...... برکت والی سینی ......

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ آپ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ

1......جامع المعجزات (مترجم)، ص ۲۵۷

اے لخت جگر! تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے کر چلو، پھر خود حضور سید عالم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کو کھولا تو گھر کے تمام افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اَنّٰی لَكِ هٰذَا؟ ' اے بیٹی! یہ سب تمہارے لئے کہاں سے آیا؟'' تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ''یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بے شمار روزی دیتا ہے۔''

پھر حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین اور دوسرے اہل بیت رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت ناک اور تعجب خیز برکت ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔''[1]

.... ✿ .... ✿ .... ✿ .... ✿ ....

1 ...... تفسیر روح البیان، سورۃ ال عمران، ج ۲، ص ۲۹

وصال ظاہری

ایک غیبی خبر

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَبْكِينَ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ فَقُلْتُ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهَا فَقَالَتْ أَسَرَّ إِلَيَّ إِنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِي وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِي لَحَاقًا بِي فَبَكَيْتُ فَقَالَ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ فَضَحِكْتُ لِذَلِكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں، ان کا چلنا رسول اللہ ﷺ کی چال سے مشابہ تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میری بیٹی کو مرحبا! پھر انہیں دائیں یا بائیں بٹھایا، پھر ان کے کان میں کوئی بات فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ میں نے پوچھا تم کیوں روئی؟ پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کے کان میں ایک اور بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا: آپ میں غم سے زیادہ خوشی میں نے آج سے پہلے نہیں دیکھی، پھر میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے اس رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا؟ تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہیں کرسکتی۔ جب حضور ﷺ کی وفات ہوگئی (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوبارہ دریافت کرنے پر) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا

حضور اقدس ﷺ نے پہلی مرتبہ میرے کان میں یہ فرمایا تھا کہ ”حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک کا مجھ سے دور کرتے تھے اور اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے، میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پاکر مجھ سے ملوگی۔ یہ سن کر میں فرط غم سے رو پڑی۔ پھر فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو؟ یہ سن کر میں ہنس پڑی۔“ [1]

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

وصال ظاہری کی پرنم گھڑیاں......

حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ”ایک دن رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: سب کو نماز کے لئے بلاؤ، چنانچہ مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم مسجد نبوی شریف میں جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اسے سن کر

1......صحیح بخاری، ج۲، ص۵۰۷، رقم۳۶۲۶

ہمارے دل ڈر گئے اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوگیا۔ پھر ارشاد فرمایا: ”اے لوگو! تم نے مجھے کیسا نبی پایا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی:

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جزائے خیر دے، آپ ﷺ بہترین نبی ہیں، ہم پر باپ کی طرح لطف وکرم فرمانے والے، بھائی کی طرح ناصح اور شفیق ہیں۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دیئے، اس کی وحی کی تبلیغ فرمادی اور اپنے رب عزوجل کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ ﷺ کو اس سے بہتر وافضل جزاء عطا فرمائے جو وہ کسی نبی کو اس کی امت کی طرف سے دیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! میں تمہیں اللہ عزوجل کی اور اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تم پر ہے، میری طرف سے اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ کھڑا ہو اور مجھ سے اس کا بدلہ لے لے۔ جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے دوبارہ قسم دی، پھر بھی کوئی کھڑا نہ ہوا تو ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! میں تمہیں اللہ عزوجل کی اور اپنے اس حق کی قسم دیتا ہوں جو میرا تم پر ہے، میری طرف سے اگر کسی کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو وہ کھڑا ہو اور مجھ سے قیامت کے دن قصاص کے مطالبے سے پہلے اپنا قصاص لے لے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک بزرگ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضور ﷺ کے سامنے پہنچ کر عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ بار بار قسم نہ دیتے تو میں کچھ کہنے کی ہمت نہ کرتا۔

ایک غزوے میں میں آپ ﷺ کے ساتھ تھا جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی اور اپنے نبی ﷺ کی مدد کی، ہم واپس لوٹ رہے تھے کہ میری اونٹنی آپ ﷺ کی اونٹنی کے قریب ہوگئی ،میں نیچے اترا تا کہ آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک کو چوم کر برکتیں حاصل کروں، آپ ﷺ نے، چھڑی اٹھا کر میرے پہلو میں ماردی، میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے جان بوجھ کر ماری یا آپ ﷺ اونٹنی کو مارنے کا ارادہ فرما رہے تھے۔ ارشاد فرمایا: میں اس بات سے اللہ ﷻ کے جلال کی پناہ چاہتا ہوں کہ اللہ ﷻ کا رسول جان بوجھ کر مارے۔ اے بلال! ؓ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر جاؤ اور پتلی لمبی شاخ لے کر آؤ۔

حضرت بلال ؓ اپنے سر پر ہاتھ رکھے پریشانی کے عالم میں کہتے جا رہے تھے کہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ اپنی جان کا قصاص دیں گے! حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پہنچ کر دروازہ بجایا اور عرض کی: اے رسول اللہ ﷺ کی لاڈلی شہزادی! رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے پتلی لمبی شاخ دیجئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے بلال! ؓ میرے والد محترم نے شاخ کیا کرنی ہے؟ نہ تو آج حج کا دن ہے اور نہ ہی کسی غزوے کا! عرض کی: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ اپنے والد کے معاملے میں غفلت میں نہ رہئے وہ یہ دنیا چھوڑ کے جانے والے ہیں اور اپنی جان کا قصاص دینا چاہتے ہیں۔ فرمایا:

اے بلال! ؓ کس کے دل نے یہ بات گوارا کر لی کہ وہ حضور ﷺ سے قصاص کا مطالبہ کرے۔ اے بلال! ؓ تم حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اس شخص کے پاس لے جاؤ، وہ ان دونوں سے قصاص لے لے۔

حضرت بلال ؓ شاخ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے ان سے شاخ لے کر حضرت عکاشہ ؓ کو پکڑا دی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس منظر کی تاب نہ لا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اے عکاشہ! ؓ ہم تیرے سامنے کھڑے ہیں، ہم سے قصاص لے لو اور رسول اللہ ﷺ سے نہ لو۔

نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر و عمر! تم فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا مقام ومرتبہ جانتا ہے۔ حضرت علی بن طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اے عکاشہ! ؓ میں ابھی زندہ ہوں، میرا دل کیسے گوارا کر لے گا کہ میرے ہوتے تم رسول اللہ ﷺ سے قصاص لو، دیکھو! یہ رہی میری کمر اور یہ رہا میرا پیٹ، اپنے ہاتھ کے ساتھ مجھ سے قصاص لو اور مجھے سو کوڑے مار لو مگر اللہ کے پیارے محبوب ﷺ سے بدلہ مت لو۔

نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی! کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تم بیٹھ جاؤ، اللہ تعالیٰ تیرا مقام اور تیری نیت جانتا ہے۔ اب حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اے عکاشہ! ؓ کیا آپ جانتے نہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں؟ ہم سے قصاص لینا ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ ﷺ سے قصاص لینا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! تم دونوں بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارا یہ مقام نہ بھلائے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عکاشہ! ؓ اگر تم مارنا چاہتے ہو تو مارلو۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ جب آپ ﷺ نے مجھے مارا تھا تب میرے پیٹ پر کچھ نہ تھا، نبی اکرم ﷺ نے اپنے بطن اقدس سے کپڑا اٹھا دیا، یہ دیکھ کر صحابہ کرام ؓ کی چیخیں بلند ہوگئیں اور حضرت عکاشہ ؓ سے کہنے لگے: اے عکاشہ! ؓ کیا تم یہ گوارا کرلو گے؟

جب حضرت عکاشہ ؓ نے بطن انور کی پرنور سفیدی دیکھی تو بے تابانہ جسم اقدس سے لپٹ گئے اور عالم بے خودی میں بوسے لیتے ہوئے عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ سے قصاص لینے کی ہمت کس میں ہے؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یا تو مجھ سے قصاص لے لو یا مجھے معاف کردو۔ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنا حق معاف کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھے بھی معاف فرمائے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو جنت میں میرے پڑوسی کو دیکھنا چاہتا ہے وہ ان بزرگ کی طرف دیکھ لے۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرام ؓ کھڑے ہوئے اور حضرت عکاشہ ؓ کی آنکھوں کے درمیان بوسے دیتے ہوئے کہنے لگے:

اے عکاشہ! ؓ تمہیں مبارک ہو۔ اے عکاشہ! ؓ تمہیں مبارک ہو۔ آپ ؓ بلند درجات اور جنت میں نبی اکرم ﷺ کی رفاقت پا گئے۔

اسی دن سے نبی اکرم ﷺ علیل ہو گئے اور اٹھارہ دن تک مرض کو برکتیں لینے کی سعادت عطا فرمائی۔ اس دوران صحابہ کرام ؓ عیادت کے لئے حاضر ہوتے رہے، اتوار کے دن مرض نے شدت اختیار کی، پھر پیر کے دن مرض نے اور شدت اختیار کی، اللہ تعالیٰ نے ملک الموت ؑ کو حکم فرمایا:

میرے حبیب میرے صفی ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دو، ان کے پاس بڑی پیاری صورت میں جانا اور ان کی روح قبض کرنے میں نرمی کرنا۔

حضرت ملک الموت ؑ ایک اعرابی کی صورت میں تشریف لائے اور آکر دروازہ بجایا پھر کہا: اے اہل بیتِ نبوت! السلام علیکم، مجھے داخل ہونے کی اجازت دیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم اس شخص کو جواب دو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ تیرے آنے کا تجھے اجر دے، رسول اللہ ﷺ کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ حضرت عزرائیل ؑ نے پھر دروازہ بجایا تو یہی جواب ملا۔ تیسری مرتبہ دروازہ بجا کر فرمایا: میرا اندر آنا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عزرائیل ؑ کی آواز سنی تو پوچھا "دروازے پر کون ہے؟ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ایک شخص بار بار اندر آنے کی اجازت طلب کررہا ہے تیسری مرتبہ جب میں نے اس کی آواز سنی تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور اعضاء کانپنے لگ گئے۔ ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا تم جانتی ہو دروازے پر کون ہے؟

یہ لذتوں کو ختم کرنے والا، جماعتوں کو توڑنے والا، بیویوں کو
بیوہ کرنے والا، اولاد کو یتیم بنانے والا، گھروں کو ویران کرنے
والا، قبروں کو آباد کرنے والا ہے، یہ ملک الموت علیہ السلام ہیں۔"
اے ملک الموت! علیہ السلام، اندر آ جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام
بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت! علیہ السلام،
تم میری زیارت کرنے حاضر ہوئے ہو یا روح قبض کرنے کے لئے؟ عرض کی: یا
رسول اللہ! ﷺ، آپ کی زیارت کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور روح مبارک کو
لے جانے کا حکم بھی ہوا ہے

"اَمَرَنِیَ اللّٰهُ عزوجل اَنْ لَا اَدْخُلَ عَلَيْكَ اِلَّا
بِاِذْنِكَ وَلَا اَقْبَضَ رُوْحَكَ اِلَّا بِاِذْنِكَ فَاِنْ اَذِنْتَ
وَاِلَّا رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّىْ" مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ
ﷺ کی اجازت کے بغیر بارگاہ میں حاضر ہوؤں نہ آپ ﷺ کی
اجازت کے بغیر روح مبارک قبض کروں، اگر آپ ﷺ
اجازت عطا فرمائیں تو ٹھیک ورنہ میں اپنے رب عزوجل کی طرف
لوٹ جاتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: میرے دوست جبریل علیہ السلام کو کہاں چھوڑ آئے۔ عرض کی: وہ
آسمان دنیا میں ہیں اور فرشتے ان سے آپ ﷺ کی تعزیت کر رہے ہیں۔ ناگاہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور سرانور کے پاس بیٹھ گئے۔ نبی اکرم

ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبرئیل! علیہ السلام، یہ دنیا سے کوچ کا وقت ہے، جو کچھ
میرے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہے مجھے اس کی بشارت دو۔ عرض کی:

اے اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ! آپ کو خوش ہو جائیں،
میں آسمانوں کے دروازے کھلے چھوڑ آیا ہوں، فرشتے صف در
صف دست بستہ سلامتی کی دعائیں کرتے خوشبو میں بسے آپ
کی روح مبارک کے استقبال کی خاطر منتظر کھڑے ہیں۔

ارشاد فرمایا: سب تعریفیں میرے رب عزوجل کے لئے ہیں، اے جبرئیل!
علیہ السلام، مجھے اور خوشخبری دو۔ عرض کی:

میں آپ ﷺ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جنتوں کے دروازے کھلے
ہیں اور اس کی نہریں جاری ہیں، اس کے درخت ہرے بھرے
ہیں اور حوریں آراستہ ہیں۔

ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں میرے رب عزوجل کے لئے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اے جبرئیل
! علیہ السلام، مجھے کوئی اور خوشی کی خبر سناؤ۔ عرض کی:

آپ ﷺ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے ہیں
اور قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی شفاعت
قبول کی جائے گی۔

ارشاد فرمایا: سب تعریفیں میرے رب عزوجل کے لئے ہیں۔ چند مزید سوالات کے بعد
ارشاد فرمایا: اب میرا دل خوش ہو گیا لہذا اے ملک الموت! علیہ السلام، جس کا تمہیں حکم

ہوا وہ کرو۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے عرض کی: یا رسول اللہ ! ﷺ
وصال ظاہری کے بعد آپ ﷺ کو غسل کون دے، کن کپڑوں میں کفن دیں، آپ ﷺ
پر نماز کون پڑھے اور قبر میں کون داخل کرے؟ ارشاد فرمایا: اے علی! کرم اللہ تعالی وجہہ
الکریم، آپ مجھے غسل دینا اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ پانی ڈالیں اور جبرئیل علیہ السلام تمہارے
ساتھ ہوں گے جب تم میرے غسل سے فارغ ہو جاؤ تو تین نئے کپڑوں میں کفن
دینا اور جبرئیل علیہ السلام مجھے جنتی خوشبو لگائیں، جب تم مجھے چارپائی پر لٹا دو تو مجھے مسجد
میں رکھ کر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرا رب فوق العرش مجھ پر درود بھیجے گا پھر
جبرئیل علیہ السلام پھر میکائیل علیہ السلام پھر اسرافیل علیہ السلام پھر دیگر ملائکہ، اس کے بعد تم صف
در صف کھڑے ہونا اور مجھ سے آگے کوئی بھی نہ بڑھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
نے عرض کی: بابا جان! آج جدائی کا دن ہے تو میری آپ ﷺ سے ملاقات کہاں
ہوگی؟ ارشاد فرمایا:

تم میزان کے پاس مجھے ملنا میں اپنے امتیوں کی شفاعت کررہا
ہوں گا۔ عرض کی: اگر وہاں نہ پاؤں تو کہاں ملوں؟ ارشاد فرمایا:
تم پل صراط کے پاس مجھے مل لینا میں اپنے رب کے حضور یہ صدا
لگا رہا ہوں گا '' رَبِّیْ سَلِّمْ اُمَّتِیْ مِنَ النَّارِ '' اے میرے رب
! میری امت کو آگ سے سلامتی کے ساتھ گزار دے۔

اس کے بعد حضرت ملک الموت علیہ السلام نے روح قبض کرنی شروع کی، جب روح
ناف تک پہنچی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''ہائے کیسی سختی کا وقت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہا نے بے تابانہ پکارا: ہائے میرے بابا جان کی تکلیف! جب روح مبارک
مقدس بطن سے جدا ہوئی تو آپ ﷺ کی وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔ حضرت ابوبکر
صدیق، حضرت علی المرتضی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے قبر انور میں اتارا اور
تدفین کردی، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تدفین سے فارغ ہوکر پلٹے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کے حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے فرمایا: اے ابوالحسن! تم نے
رسول اللہ ﷺ کو دفن کر دیا؟ فرمایا: ہاں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

تمہارے دلوں نے کس طرح گوارا کرلیا کہ تم رسول اللہ ﷺ پر
مٹی ڈالو کیا تمہارے سینوں میں نبی اکرم ﷺ کے لئے کچھ رحم نہ
تھا، کیا وہ بھلائی کی باتیں سکھانے والے نہ تھے؟

حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا: اے فاطمہ! رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ
کا حکم ٹالا نہیں جاسکتا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روتے ہوئے فرمانے لگیں ''ہائے
بابا جان! اب جبرئیل علیہ السلام کبھی نہیں آئیں گے۔'' (1)

فراق رسول ﷺ پر بے چینی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا
تو حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا (شدت غم کی وجہ سے) فرمانے لگیں
"یَا اَبَتَاہُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ یَا اَبَتَاہُ مَنْ جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاہُ
یَا اَبَتَاہُ اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ" ہائے بابا جان! آپ ﷺ نے اپنے

1 ...المعجم الکبیر، ج ۳، ص ۵۸، رقم ۲۶۷۶

رب عزوجل کے بلاوے کو قبول کرلیا، ہائے بابا جان! جنت الفردوس آپ ﷺ کا مقام ہوگیا، ہائے بابا جان! ہم جبریل علیہ السلام کو تعزیت دیتے ہیں۔"

جب اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ کو دفن کیا گیا تو خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں:

"یَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ التُّرَابَ" "اے انس! رضی اللہ عنہ، کیا تمہارے دلوں نے یہ گوارا کرلیا کہ تم رسول اللہ ﷺ (کی قبرانور) پر مٹی ڈالو۔" (1)

نوحہ اور بے صبری میں فرق

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ الفاظ نہ تو نوحہ ہیں نہ بے صبری بلکہ حضور ﷺ کے فراق پر بے چینی ہے جو بذات خود عبادت ہے، نوحہ یہ ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جائیں جو اس میں نہ ہوں اور پیٹا جائے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالیٰ کی شکایت کی جائے۔ جناب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان دونوں سے محفوظ ہیں، یاد رہے کہ دنیا میں پانچ حضرات بہت روئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں۔ حضرت نوح علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام خوف خدا عزوجل میں۔ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فراق رسول اللہ ﷺ میں۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس یاد کرکے۔" (2)

1......صحیح بخاری، ج٤، ص٣٦٨، رقم٤١٠٣ 2......مراۃ المناجیح، ج٨، ص٢٦٥

اشعار کی صورت میں قلبی کیفیت کا اظہار

بعد از وصال حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چند اشعار کی صورت میں اپنی قلبی کیفیت کا کچھ اس طرح ذکر کیا

ماذا علیٰ من شم تربۃ احمد ان لایشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انّھا صبت علی الایام صرن لیا لیاً

{١}......جس نے قبر رسول ﷺ کی خاک سونگھ لی اگر وہ زمانے بھر مہنگے ترین عطروں اور خوشبوؤں کو نہ سونگھے تو کوئی نقصان کی بات نہیں

{٢}......مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹے کہ اگر وہ دنوں پر ٹوٹ پڑتے تو وہ دن راتیں بن جاتے۔" (1)

میت پر رونا کیسا؟

حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میت پر آواز سے یا صرف آنسوؤں سے رونا جائز ہے بلکہ مردے کے بعض فضائل بیان کرنا بھی درست ہے جیسے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ پر روتے ہوئے فرمایا تھا: ابا جان! آپ ﷺ جنت میں چلے گئے، اب وحی آنا بند ہوگئی وغیرہ، ہاں، اس پر سر یا سینہ کوٹنا، منہ پر تھپڑ لگانا، بال نوچنا اس کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا جیسے ہائے میرے پہاڑ، ہائے کالی گھوڑی کے سوار، یہ سب حرام ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔" (2)

1......الوفا باحوال المصطفی ﷺ مترجم، ص٨٣١ 2......مراۃ المناجیح، ج٢، ص٤٨٧

مسکراہٹ چلی گئی

حضورِ اقدس ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غم کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ کی مسکراہٹ چلی گئی اور کسی نے کبھی ان کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔"(1)

1......مدارج النبوة، ج ۲، ص ٤٦١

میراث کا معاملہ

سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطالبہ میراث

سرورِ دو عالم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے والد بزرگوار ﷺ کے ترکہ سے میراث کا مطالبہ کیا، اس سلسلے میں کتب احادیث میں مختلف روایات منقول ہیں، سطور ذیل میں مذکورہ ان روایات کو پڑھنے کے بعد قارئین جب مسئلہ فدک پر تفصیلی کلام پڑھیں گے تو انشاءاللہ ﷻ حق بات سمجھنے میں بہت آسانی رہے گی، چنانچہ

...... حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال بطور فئی رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمایا تھا، اور جسے حضور ﷺ چھوڑ گئے ہیں، اس میں سے میرا حصہ میراث مجھے دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ کوئی ہمارا وارث نہیں بنتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ فَهَجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ"

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض ہوگئیں، اور انہوں نے حضرت ابوبکر

ؓ کو چھوڑ دیا اور یہ سلسلہ ان کے وصال تک جاری رہا۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ مہینے اس دنیا میں رہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت ابوبکر ؓ سے مطالبہ یہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ خیبر، فدک اور مدینہ منورہ میں موجود صدقہ میں سے جو کچھ چھوڑ گئے ہیں، اس میں سے میرا حصہ دیا جائے، حضرت ابوبکر ؓ نے انکار کیا اور فرمایا:

"لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ فَإِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ أَنْ أَزِيغَ" جس عمل کو رسول اللہ ﷺ انجام دیا کرتے تھے میں اُس میں سے کسی چیز کو بھی ترک نہیں کروں گا، میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے عمل سے میں نے کسی چیز کو بھی چھوڑ دیا تو مجھے خوف ہے کہ میں راہِ حق سے دور ہو جاؤں گا۔"[1]

۞...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عباس ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس تشریف لائے اور مطالبہ کیا کہ انہیں فدک کی زمین اور خیبر سے میراث کا حصہ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ

1......صحیح بخاری، ج ۳، ص ۳۳۰، رقم ۲۸۶۲

أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي" میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ "کوئی ہمارا وارث نہیں بنتا جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اس مال سے محمد ﷺ کی آل کھائے گی" اللہ ﷻ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے قرابت داروں سے حسن سلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں سے حسن سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے۔"[1]

۞...... حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آئیں اور کہا، اگر آپ ؓ فوت ہو جائیں تو آپ ؓ کا وارث کون ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ میری اولاد۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ "میں اپنے والد ماجد ﷺ کی وارث کیوں نہیں؟ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ لَا نُورَثُ وَلَكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يَعُولُهُ وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ يُنْفِقُ عَلَيْهِ" میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا کہ "ہم وراثت نہیں چھوڑتے۔" ہاں میں اس شخص کی غمخواری کروں گا جس کی غمخواری رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے، اور میں اس پر خرچ کروں گا، جس پر نبی اکرم ﷺ خرچ فرمایا کرتے تھے۔"[2]

۞...... حضرت ابو طفیل ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وراثت کے مطالبہ کے لیے حضرت ابوبکر ؓ کے پاس آئیں، حضرت ابوبکر ؓ نے

1...... بخاری، ج ۳، ص ۴۲۷، رقم ۲۳۷۳ 2...... سنن ترمذی، ج ۲، ص ۱۴۳، رقم ۱۵۳۳

کہامیں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ

"إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَطْعَمَ نَبِيًّا طُعْمَةً فَهِيَ لِلَّذِي يَقُومُ مِنْ بَعْدِهِ"

جب اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو موت کا ذائقہ چکھائے تو وہ مال اس کے لیے ہے جو ان کا قائم مقام ہو۔"(1)

✿...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے وراثت کا مطالبہ کرنے کے لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کا ارادہ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" کیا نبی اکرم ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہم وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے؟"(2)

✿...... ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

"أَلَا تَتَّقِينَ اللّٰهَ أَلَمْ تَسْمَعْنَ رَسُولَ اللّٰهِ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ وَإِنَّمَا هٰذَا الْمَالُ لِآلِ مُحَمَّدٍ لِنَائِبَتِهِمْ وَلِضَيْفِهِمْ فَإِذَا مُتُّ فَهُوَ إِلَى وَلِيِّ الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِي" کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتیں؟ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا؟ کہ ہم وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے، یہ مال آل محمد ﷺ، ان

1......ابو داؤد، ج۲، ص۲۰۵، رقم۲۵۸۱ 2......صحیح بخاری، ج۵، ص۴۵۰، رقم٦٢٣٢

کے قائم مقام اور ان کے مہمانوں کے لئے ہے جب ہم دنیا سے رحلت کر جائیں گے تو یہ مال اس کے ہاتھ میں ہوگا جو ہمارے بعد خلیفہ ہوگا۔"(1)

ان روایات کی روشنی میں آیئے اب مسئلہ فدک سے متعلق مفصل کلام پڑھتے ہیں

✿......باغِ فدک کی بحث......✿

"وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" ترجمۂ کنز الایمان: "اور جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔"(2)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجموعۂ احادیث "مشکوۃ المصابیح" کی فارسی زبان میں شرح "اشعۃ اللمعات" کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلد نمبر 5، صفحہ 356 میں مسئلۂ فدک کے تعلق سے ایک مفید مقالہ رقم فرمایا ہے، چند جگہوں پر کچھ الفاظ کی تبدیلی اور ہیڈنگز کے اضافے کے ساتھ پیش خدمت ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

بعض حضرات کے خیال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ایک سنگین اعتراض یہ

1......ابو داؤد، ج۲، ص۲۰۸، رقم٢٥٨٤ 2......پارہ۲۸، سورۃ الحشر، آیت نمبر۷

ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے باغ فدک چھین کر ان پر ظلم کیا تھا، درج ذیل سطور یں اس مسئلے کی مختصر وضاحت پیش کی جاتی ہے، تا کہ غلط فہمی کا غبار چھٹ جائے۔''

......کفار سے حاصل ہونے والے اموال کی اقسام......

کفار سے حاصل ہونے والے اموال کی دو قسمیں ہیں

{1}...وہ اموال جو لشکر کشی اور جنگ کے بعد حاصل ہوں، انہیں غنیمت کہا جاتا ہے۔

{2}...جو جنگ اور لشکر کشی کے بغیر حاصل ہوں، انہیں فئی کہا جاتا ہے۔''

......مال غنیمت کا حکم......

مال غنیمت کے پانچ حصے کیے جائیں گے ان میں سے چار حصے غازیوں میں تقسیم کردیئے جائیں گے پانچویں حصے کے بارے میں پارہ 10، سورۂ انفال، آیت 41 میں ہے

''وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ '' ترجمۂ کنزالایمان: '' اور جان لو کہ جو کچھ غنیمت لو تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول و قرابت والوں اور تیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا ہے۔''

......مال فئی کا حکم......

فئی کے بارے میں پارہ 28، سورۂ حشر کی آیت نمبر 7 میں ارشاد فرمایا:

'' مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ '' ترجمۂ کنزالایمان: ''جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے وہ اللہ اور رسول کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے۔''

ان دونوں آیتوں سے صاف ظاہر ہے کہ مال غنیمت کا پانچواں حصہ اور فئی نبی اکرم ﷺ کی ذاتی ضروریات کے لیے بھی تھا اور رشتہ داروں اور ارباب حاجت کے لیے بھی، فدک کا علاقہ اور خیبر کا کچھ حصہ صلح سے فتح ہوا تھا اور ان کی آمدن سے نبی اکرم ﷺ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو سال بھر کا خرچ عطا فرماتے، دوسرے رشتہ داروں کو بھی عطا فرماتے، باقی اصحاب حاجت کو عطا فرمادیتے۔''

......حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا موقف......

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ اس مال کو جس طرح نبی اکرم ﷺ خرچ کیا کرتے تھے میں بھی اسی طرح خرچ کروں گا اور ظاہر ہے کہ وہ مال فئی کو صرف حضور ﷺ کے رشتہ داروں کے سپرد نہیں کر سکتے تھے، آخر حکم قرآن کے مطابق باقی لوگ بھی تو مستحق ہیں، ان تمام لوگوں کو معین بھی تو نہیں کیا جا سکتا مثلاً کل جو بچہ یتیم تھا آج بالغ ہو کر خوشحال ہو گیا تو وہ مستحق نہ رہا اور دوسرے کئی بچے یتیم ہو گئے وہ اب مستحق ہو گئے، یہی حال دوسری قسموں کا ہے، ایسی صورت میں وہ مال وقف قرار پائے گا جسے حاکم وقت حاجت مندوں اور دیگر مستحقین میں تقسیم کرے گا۔''

...... احادیث مبارکہ میں غور کیجئے ......

قرآن پاک کے بعد احادیث مبارکہ میں غور کیجئے، مسئلہ بالکل واضح ہو جائے گا، ابوداؤد میں حضرت عمر بن عبدالعزیز ؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے فدک کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں عطا نہیں فرمایا[1] تو حضرت ابوبکر ؓ پر کیا اعتراض ہے؟ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث پیش کی کہ ''ہم گروہ انبیاء وراثت نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔'' اس حدیث کو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت عباس ؓ نے تسلیم کیا، نیز حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ نے بھی تسلیم کیا۔''[2]

بخاری شریف موطا امام مالک اور ابوداؤد میں ہے کہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے وراثت کے مطالبہ کا ارادہ کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں یہی حدیث سنا کر مطالبے سے منع کیا چنانچہ انہوں نے مطالبے کا ارادہ ترک کر دیا۔ حضرت فاطمہ زہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وراثت کا مطالبہ کیا تو انہیں بھی یہی حدیث سنائی گئی، حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس حدیث کو تسلیم کیا اور کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے اس حدیث کا انکار کیا ہو۔''

...... انصاف کی بات ......

1......ابو داؤد، ج۲، ص ۲۰٤، رقم ۲۵۸۰ 2......صحیح بخاری، ج۲، ص ٤۲٦، رقم ۲۷۲۹

انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے رویے کی تحسین کی جانی چاہیے کہ انہوں نے کسی صورت میں بھی حضور اکرم ﷺ کی سنت کو ترک نہیں کیا، بلکہ پوری مضبوطی کے ساتھ اس پر قائم رہے اور جس طرح حضور ﷺ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا، امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور دوسرے رشتہ داروں کو حصہ عطا فرمایا کرتے تھے، اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق ؓ بھی دیتے رہے، ہاں انہوں نے اس خطہ زمین کے مالکانہ حقوق کسی کو نہیں دیئے اور یہی قرآن پاک کا مفاد ہے اور یہی حدیث پاک کی تصریح کے مطابق ہے۔''

...... الزامی جوابات ......

حیرت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے بارے میں غیظ کا اظہار کرنے والے حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر اعتراض کیوں نہیں کرتے کہ انہوں نے اپنی دور خلافت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق وراثت حاصل کر کے اسے اپنی ملکیت کیوں نہ قرار دیا؟ اس سوال کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ اہل بیت کرام ؓ کی روایت یہ ہے کہ ایک بار ان کا حق نہ دیا جائے تو وہ دوبارہ لینا پسند نہیں کرتے۔'' ان کے خیال میں خلافت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا حق تھی جسے خلفاء ثلاثہ ؓ نے دبائے رکھا، پھر حضرت عثمان غنی ؓ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خلافت کیوں قبول کر لی؟ تمہارے خیال کے مطابق تو یہ بھی اہل بیت کرام ؓ کی روایت کے خلاف ہے، بلکہ وہ خطہ جس کا مطالبہ تھا، حضرت عمر ؓ نے ملکیت کے طور پر نہیں بلکہ تولیت کے طور پر دیا تو حضرت علی کرم

اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لے لیا، جو پہلے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ
الکریم کے پاس پھر ان کی اولاد کے پاس رہا، تمہارے خیال کے مطابق تو یہ بھی اہل
بیت رضی اللہ عنہم کی شان کے لائق نہ تھا، حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا اور ان کے بعد ان کی
اولاد کا اس خطہ زمین پر قابض ہونا صاف اعلان کر رہا ہے کہ وہ زمین ورثہ نہ تھی ورنہ
حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے پاس کیا جواز تھا کہ اس میں سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ
اور ان کے بعد ان کی اولاد کو حصہ نہ دیتے آخر وہ بھی تو وارث تھے۔''

ہبہ کا قول درست نہیں......

جب وراثت کا پہلو مضبوط نظر نہیں آتا تو کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی
حیات طیبہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فدک ہبہ کر دیا تھا۔ حالانکہ اس دعوے کو
دلیل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر ہبہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو فریقین کے نزدیک
مسلم ہے کہ جب تک وہ شخص جسے ہبہ کیا گیا ہے قبضہ نہ کرے وہ چیز اس کی ملکیت
نہیں بنتی اور روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں فدک
کبھی بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قبضہ میں نہیں رہا بلکہ سرکار دو عالم ﷺ ہی
اس میں تصرف فرماتے رہے، نیز فدک وسیع اور زرخیز خطہ تھا جس کی آمدنی تقریبا
چوبیس ہزار دینار تھی، اگر یہ علاقہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گیا ہوتا تو ان کی
سالانہ آمدنی لاکھوں روپے ہوتی، اور وہ مدینہ منورہ کی مالدار ترین خاتون ہوتیں۔
حالانکہ کسے نہیں معلوم کہ زمانہ نبوی میں ان کی زندگی فقر وقناعت سے عبارت تھی، گھر
کے تمام کام خود کرتی تھیں، پھر اگر ان کی سالانہ آمدن لاکھوں روپے ہوتی تو غزوہ

تبوک کے موقع پر وہ دل کھول کر چندہ دیتیں جب کہ نبی اکرم ﷺ کی اپیل پر حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ مع ساز و سامان اور ایک ہزار دینار پیش کیے، حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آدھا مال پیش کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تمام مال لا کر ڈھیر
کر دیا اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی استطاعت کے مطابق حصہ لیا لیکن کہیں بھی
یہ ذکر نہیں ملتا کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اس میں حصہ لیا ہو، معلوم
ہوا کہ ہبہ کا قول صحیح نہیں ہے۔''

چند اعتراضات کے جوابات......

ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ ارشاد ربانی ہے ''وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ''
سلیمان داؤد کے وارث ہوئے، وہ حدیث جس میں ہے کہ ''انبیاء کا ترکہ تقسیم نہیں کیا
جاتا'' اس آیت کے معارض ہے لہٰذا وہ حدیث مقبول نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ
آیت میں مال کی وراثت مراد نہیں ہے، ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انیس بھائی
تھے ان کو بھی وراثت ملتی، صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ ملتی، اس جگہ علم، نبوت اور
حکومت وغیرہ امور کا ورثہ مراد ہے، اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا ''فَهَبْ
لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ'' مجھے اپنے پاس سے ایسا
ولی عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔ اس میں بھی علم اور نبوت کی وراثت
مراد ہے، کیونکہ کسی عالم نے بھی یہ بیان نہیں کیا کہ حضرت زکریا علیہ السلام بڑے مالدار
تھے اس لیے انہوں نے وراث کا مطالبہ کیا تھا۔''
بعض لوگ کہتے ہیں کہ آیت میراث کے مطابق بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو

حصے بنتے ہیں، جب کہ اہلسنت جو حدیث پیش کرتے ہیں، وہ خبر واحد ہے اور نص قرآن کے معارض نہیں ہوسکتی، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''الصواعق المحرقہ'' میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابوبکر ؓ کا استدلال خبر واحد سے نہیں تھا بلکہ اس حدیث سے تھا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی تھی، اور وہ ان کے نزدیک خبر متواتر کی طرح قطعی تھی اور قرائن کی بنا پر ان کے نزدیک وہ معنی قطعی تھا جو انہوں نے سمجھا تھا۔ لہٰذا اس حدیث کی بنا پر آیت مبارکہ میں تخصیص کی جاسکتی ہے، آیت کا حکم امتیوں سے متعلق ہے انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق نہیں ہے۔

اس سے پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اس حدیث کو حضرت ابوبکر ؓ نے ہی بیان نہیں کیا بلکہ عشرہ مبشرہ میں سے جلیل القدر صحابہ ؓ نے یہاں تک کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی تسلیم کیا، صرف یہی نہیں ہے بلکہ مخالفین کی کتابوں میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

...... سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناراضگی کی وضاحت ......

مخالفین اپنے پروپیگنڈے کو موثر بنانے کے لیے بخاری شریف کی ایک روایت کا بھی سہارا لیتے ہیں اور یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر ؓ سے ناراض ہوگئیں۔ اور آخر دم تک ناراض ہی رہیں، اور اس سلسلے میں اس حدیث کا حوالہ بھی دیتے ہیں کہ ''سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، فاطمہ میری لخت جگر ہیں جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

بخاری شریف میں فدک کا پانچ مرتبہ ذکر آیا ہے، جلد اول ص 526 پر حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ ''حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ہمارا وارث نہیں بنتا، ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے، محمد مصطفےٰ ﷺ کی آل اس مال سے کھائے گی۔'' خدا کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقات میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا اور ان میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خطبہ پڑھ کر فرمایا: ''اے ابوبکر! ؓ، ہم تمہاری فضیلت جانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت اور اپنے حق کا ذکر کیا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، مجھے اپنے رشتہ داروں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے حسن سلوک زیادہ محبوب ہے۔'' اس حدیث میں حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناراضگی کا کوئی ذکر نہیں بلکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خلیفہ اول کی فضیلت کا واضح اعتراف فرمارہے ہیں، حضرت ابوبکر ؓ نے کون سی حق تلفی کی؟ جو کچھ سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے میں حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملا کرتا تھا وہ حضرت ابوبکر ؓ بھی انہیں پیش کرتے رہے۔ حضرت عمر ؓ نے تو وہ خطہ بھی بطور تولیت حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دے دیا تھا اس کے باوجود معترضین کا سینہ ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اتنا ضرور ہے کہ شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے، وہ تو انہوں نے امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی نہیں دیئے جن میں ان کی صاحبزادیاں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں، پھر مالکانہ حقوق نہ دینے کی بنیاد ذاتی رائے یا دشمنی قطعاً نہ تھی،

بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث تھی جسے رافضی مصنفین بھی بیان کرتے ہیں، اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیا جرم ہے؟ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ناراضگی کا کون سا پہلو ہے کیا یہی کہ آپ میرے والد ماجد محمد رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر کیوں عمل کرتے ہیں؟

بات صرف اتنی ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابتداءً مطالبہ کیا اور جب ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حدیث پیش کی گئی تو انہوں نے خاموشی اختیار کرلی اور اس کے بعد کبھی اس مسئلے کو نہیں اٹھایا، بخاری شریف میں صرف ایک جگہ یہ الفاظ ہیں

"فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ وَهَجَرَتْ اَبَا بَكْرٍ فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ " حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ناراض ہوئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑے رکھا، یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا۔"

اور یہ راوی کا اپنا خیال ہے کسی معتبر روایت سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہو کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوں، راوی کو غلطی بھی واقع ہوسکتی ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ چونکہ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعد میں اس مسئلے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کی، اس لیے راوی نے سمجھا کہ وہ ناراض ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان برحق ہے کہ "مَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِىْ" جس نے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔" لیکن یہ تو اسی وقت ہے، جب کوئی شخص انہیں دیدہ و دانستہ ایذا پہنچائے اور ناراض کرے، جب کہ حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ نے انہیں صاف لفظوں میں فرمایا: "اے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی! مجھے اپنی قرابت کی نسبت حضور ﷺ کی قرابت سے صلہ رحمی اور حسن سلوک زیادہ محبوب ہے۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمار داری کرتی رہیں اور حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں وصیت کی تھی کہ تم ہی مجھے وصال کے بعد غسل دینا اور کفن پہنانا، ایمانداری سے سوچئے کہ اگر خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوتیں تو ان کی اہلیہ کو اتنے قرب کی اجازت دیتیں؟

بالفرض اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بتقاضائے بشریت ناراض تھیں تو اس بنا پر جو وعید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنائی جاتی ہے وہی حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بھی سنائی پڑے گی۔ رافضیوں کی مشہور کتاب جلاء العیون ص 186 میں ہے کہ ایک بار حضرت سیدہ زہراء مولی علی سے ناراض ہوئیں تو حضرت حسنین کریمین اور حضرت ام کلثوم کو ساتھ لے کر اپنے میکے چلی گئیں۔" بلکہ بعض اوقات تو اس قدر ناراض ہوئیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو سخت سست بھی کہہ گئیں، چنانچہ ان کی معروف کتاب حق الیقین کے صفحہ 233 پر ہے کہ

"ایک دفعہ انہوں نے ناراضگی میں یہاں تک کہہ دیا کہ:

مانند جنین در رحم، پردہ نشیں، شدہ ومثل خائباں درخانہ گریختہ " رحم میں پوشیدہ بچے کی طرح پردہ نشین ہوگئے اور نامرادوں کی طرح گھر میں بھاگ گئے۔

...... ہمارے لیے کوئی الجھن نہیں ......

الحمدللہ! ہمارے لیے کوئی الجھن نہیں ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اقصداً اپنے کسی قول یا فعل سے حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ناراض کرنا نہیں تھا، خانگی زندگی میں ایسے موڑ آ ہی جاتے ہیں کہ ایک فریق کی مصالحانہ کوشش کے باوجود دوسرا فریق ناراض ہو جاتا ہے، پھر یہ وقتی ناراضگی ہوتی تھی جو بعد میں دور ہو جاتی تھی، یہی کیفیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی۔"[1]

"وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ" اور اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔"[2]

1.....اشعة اللمعات، ج۵، ص۳۵۶ تا ۳۶۱ 2.....پارہ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۲۲۷

...........وصال بتول زہراء...........

...... وفات سیدہ کی خبر ......

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا "اَنْتِ اَوَّلُ اَهْلِىْ لُحُوْقًا بِىْ" میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر مجھ سے ملو گی۔"[1]

...... آخری مسکراہٹ ......

سرکار مدینہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لبوں کی مسکراہٹ ختم ہو گئی، اپنے وصال تک صرف ایک ہی بار مسکراتی دیکھی گئیں اس کا واقعہ یوں ہے کہ ایک موقع پر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا "میں نے حبش میں دیکھا ہے کہ جنازے پر شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اُس پر پردہ ڈال دیتے ہیں، پھر انہوں نے کھجور کی شاخیں منگوا کر اُن پر کپڑا تان کر خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دکھایا، شہزادی کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خوش ہوئیں اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی، بس یہی ایک مسکراہٹ تھی جو سرکار مدینہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہونٹوں پر دیکھی گئی۔"[2]

...... خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیتیں ......

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے وصال سے قبل تین وصیتیں فرمائیں

1.....حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۴۰ 2.....ایضاً، ص۴۳

﴿1﴾ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو وصیت کی کہ میری وفات کے بعد آپ حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرلیں۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت پر عمل کیا۔'' (1)

﴿2﴾ جنازے پر شاخیں باندھ کر ایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اُس پر پردہ ڈال دیا جائے۔'' (2)

﴿3﴾ جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے۔'' (3)

......دنیائے فانی سے رحلت......

حضور اکرم ﷺ کے وصال کے چھ مہینے بعد 3 رمضان 11ھ منگل کی رات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس دارِ فانی سے رخصت ہوگئیں۔'' (4)

......خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل کس نے دیا......

تاجدارِ دو عالم ﷺ کی نورِ نظر ام الحسنین حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک جسم کو وصال کے بعد غسل دینے سے متعلق مختلف روایات منقول ہیں، چنانچہ

﴿1﴾......حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی مرض موت میں مبتلا ہوئیں تو میں ان کی تیمارداری کرتی تھی۔ بیماری کے اس پورے عرصہ کے دوران جہاں تک میں نے دیکھا ایک صبح ان کی حالت قدرے

1......مدارج النبوۃ ج۲ ص۳۲۵ 2......حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۴۳
3......تحفہ اثنا عشریہ، باب دھم، ص۲۸۱ 4......شرح العلامۃ الزرقانی، ج٤، ص٣٤٢

بہتر تھی۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کسی کام سے باہر گئے۔ سیدۂ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: اماں جان! میرے غسل کے لیے پانی لائیں۔ میں پانی لائی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہاں تک میں نے دیکھا بہترین غسل کیا۔ پھر بولیں: امی جان! مجھے نیا لباس دیں۔ میں نے ایسا ہی کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبلہ رخ ہوکر لیٹ گئیں۔ ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے کرلیا پھر فرمایا: ماں جی! اب میری وفات ہو جائے گی، میں (غسل کر کے) پاک ہوچکی ہوں، لہٰذا مجھے کوئی نہ کھولے پس اُسی جگہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی۔ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تشریف لائے تو میں نے انہیں ساری بات بتائی۔ فرمایا خدا کی قسم! انہیں کوئی نہ کھولے گا پھر اسی غسل و کفن کے ساتھ دفن فرمادیا۔'' (1)

﴿2﴾......بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اپنے غسل کے لئے پانی رکھوادیا پھر نہائیں اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی، پھر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو وصیت فرمائی کہ "ان لا تکشف اذا قبضت، وان تدرج کما ھی فی ثیابھا" میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے اور اسی کفن میں دفن فرمادی جائیں۔'' (2)

﴿3﴾......حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصال سے قبل حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا" فإذا مت أنا فاغسلینی أنت وعلی ولا یدخل علی أحد، فلما توفیت غسلها علی وأسماء" ابھی میرا انتقال ہوجائے گا، آپ اور

1......الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۲۲ 2......حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۴۳

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھے غسل دیجئے گا کوئی اور میرے قریب نہ آئے۔ جب حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا تو انہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا۔''[1]

...... ''غَسَلَ عَلِیٌّ'' کی وضاحت ......

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں ''اور وہ جو منقول ہُوا کہ سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، نے حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا (اس کا جواب یہ ہے کہ)

{1}......اس روایت کی ایسی صحت اور دلیل کے قابل ہونا محل نظر ہے

{2}......دوسری روایت یوں ہے کہ اُس جناب کو حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی نے غسل دیا۔

{3}......''غسل علی'' امرِ شائع کے معنی میں ہے، جیسے کہا جاتا ہے ''قتل الامیر فلانا وقاتل الملك القوم الفلانی، اذن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای امر بالتاذین ''امیر نے فلاں کو قتل کیا'' بادشاہ نے فلاں قوم سے جنگ کی'' حدیث میں آپ: نبی ﷺ نے اذان دی یعنی اذان کا حکم دیا۔'' (غسل علی کا معنی ہوا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے غسل کا حکم دیا)

{4}......فعل کی اضافت مسبب غیر مستنکر کی طرف ہے یعنی ام ایمن نے اپنے ہاتھوں سے نہلایا اور سیّدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حکم دیا یا اسبابِ غسل کو

1......حلیۃ الاولیاء، ج ۲، ص ۴۳

مہیا فرمایا۔ اور حدیثِ علی ان وجوہ پر محمول کرنے سے تعارض دور ہو جائے گا۔''

{5}......مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لئے خصوصیت تھی اوروں کا قیاس اُن پر روا نہیں۔''[1]

......سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ......

ابوعبداللہ محمد بن سعد بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' میں خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازے سے متعلق مندرجہ ذیل تین روایات نقل کی ہیں:

﴿1﴾......حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں" صلی العباس بن عبد المطلب علی فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه و سلم ونزل فی حفرتها هو وعلی والفضل بن عباس "حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھی جبکہ حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں قبر میں اتارا۔''

﴿2﴾......حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "ان علیا صلی علی فطمة" حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔''

﴿3﴾......امام شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ" صلی علیها أبو بکر رضی الله عنه وعنها "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔''

اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ " صلی أبو بکر

1......ملخص از فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص۹۲،۹۳

الصدیق علی فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه و سلم فكبر عليها أربعا" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہی۔"[1]

✿......صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ......✿

شیخ محقق حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "احادیث میں آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے جنازے میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی انہیں اطلاع ملی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے وصیت کی تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائیں، محدثین فرماتے ہیں کہ یہ بات غلط اور افتراء ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ وصیت کس طرح کرسکتی ہیں؟ جب کہ سلطان وقت، نماز جنازہ کا زیادہ حق رکھتا ہے، اسی لیے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقرر کردہ مدینہ منورہ کے حاکم مروان بن حکم کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھانے دی اور فرمایا "اگر شریعت کا حکم نہ ہوتا تو تمہیں ان کی نماز جنازہ پڑھانے نہ دیتا۔"

بعض علماء فرماتے ہیں کہ "حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی نماز جنازہ رات کے وقت تھی اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ ہوسکا، یہ بات بعید ہے کیونکہ حضرت اسماء بنت عمیس خثعمیہ رضی اللہ تعالی عنہا اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا

1......الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۲۳،۲۴

کے غسل اور تجہیز وتکفین کا انتظام کیا، یہ بعید بات ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حاضر ہوں اور انہیں علم ہی نہ ہو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علم کا اس روایت سے صراحۃً ثبوت ملتا ہے، کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ مجھے میری وفات کے بعد مردوں کے سامنے پردے کے بغیر لایا جائے، رواج یہ تھا کہ عورتوں کو بھی اسی طرح باہر لاتے تھے جس طرح مردوں کو باہر لاتے تھے، ان کیلئے خصوصی پردے کا اہتمام نہیں ہوتا تھا، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا اور ایک روایت کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بھی فرمایا کہ ہم نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ میت کے لیے کھجور کی شاخوں سے کجاوے کی طرح باہروہ جگہ بناتے ہیں، ہم آپ کے لیے بھی ایسا ہی انتظام کریں گے، چنانچہ اُن کے سامنے پردہ تیار کیا گیا جسے دیکھ کر آپ رضی اللہ تعالی عنہا مسکرائیں اور خوشی کا اظہار کیا، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد غم واندوہ کی شدت کی بناء پر کسی نے انہیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، انہوں نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنہ کو وصیت کی کہ غسل اور تجہیز وتکفین کا انتظام تم کرنا اور علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم تمہاری امداد کریں گے اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔"

جب حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالی عنہا کا وصال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا آئیں، وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس جانا چاہتی تھیں، لیکن حضرت اسماء رضی اللہ تعالی عنہا نے انہیں روک دیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی اور کہا کہ اس خثعمیہ کو کیا ہوا ہے جو ہمارے اور رسول اللہ ﷺ

کی صاحبزادی کے درمیان حائل ہو رہی ہے اور مجھے ان کے پاس جانے سے روک رہی ہے؟ نیز اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ کے لیے ایسا پردہ تیار کیا ہے، جیسے دلہن کا کجاوہ ہو، حضرت ابوبکر ؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر آئے اور کہنے لگے "اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا! تجھے کیا ہوا ہے؟ کہ تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو آپ ﷺ کی صاحبزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جانے سے روک رہی ہے اور تم نے ان کیلئے دلہن کے کجاوے کی طرح کیا چیز تیار کی ہے؟ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکم کیا تھا کہ ان کے وصال کے بعد کسی کو ان کے پاس نہ آنے دوں، اور جو کچھ میں نے تیار کیا ہے وہ بھی ان کے حکم سے تیار کیا ہے اور انہیں دکھایا تھا تو وہ خوش ہوئیں تھیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا: "وہی کچھ کرو جس کا انہوں نے تمہیں حکم دیا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے۔"

اس واقعے سے صراحتہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کا علم ہوا تھا، بعض محدثین فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے حضرت ابوبکر ؓ کو وصال کا علم ہوا ہو اور ان کا ارادہ بھی جنازہ میں شمولیت کا ہو، لیکن چونکہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اسے مخفی رکھا اور حضرت ابوبکر ؓ کو اطلاع نہ دی اور نہ ہی ان کے پاس کسی کو بھیجا تو حضرت ابوبکر ؓ نے محسوس کیا کہ مخفی رکھنے میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی کوئی مصلحت ہے، اس لیے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی رضا اور مصلحت کے خلاف راستہ اختیار نہ کیا، علامہ ابن حجر عسقلانی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ اس انتظار میں رہے ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم انہیں یاد کریں گے تو حاضر ہو جائیں گے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا خیال ہو کہ حضرت ابوبکر ؓ بلائے بغیر آجائیں گے اس طرح وقت گزر گیا۔ پھر رات بھی تھی، اسی طرح علامہ سمہودی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ مدینہ میں بیان کیا،

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر ؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور دھوپ میں ان کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور ان کے سامنے معذرت پیش کی اور کہا خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی قرابت میرے نزدیک، اپنی قرابت سے زیادہ محبوب اور لائق احترام ہے، لیکن میں کیا کروں؟ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے اور صحابہ کرام ؓ اس کے گواہ ہیں، چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راضی ہوگئیں، اس واقعہ کے سلسلے میں بہت جھوٹی اور بے سروپا باتیں بھی کہی جاتی ہیں، جو قابل شوق اور لائق اعتماد نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال جانتا ہے۔" [1]

...... سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار کہاں ہے......

امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علی ابیہا الکریم وعلیہا وعلی بعلہا وابنیہا وبارک وسلم کے مزار اطہر میں دو روایتیں ہیں

1......اشعۃ اللمعات، ج۵ص ۳۵۴ تا ۳۵۵

(1) بقیع شریف میں (2) اور خاص جوار روضۂ اقدس میں۔

ایک صاحب دل نے مدینہ طیبہ کے ایک عالم سے کہا میں دونوں جگہ حاضر ہو کر سلام عرض کرتا ہوں انوار پاتا ہوں۔ فرمایا: یہ کریم ذاتیں جگہ کی پابند نہیں تمہاری توجہ چاہیے پھر نور باری ان کا کام ہے۔"[1] ؎

1......فتاوی رضویہ، ج۲٦، ص ٤٣٢

؎ سب سے زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے کہ جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد۲ ص ۳٦۱)
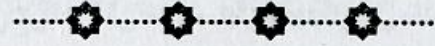
سیدہ زہرا کی طرف منسوب ناجائز رسمیں

......ڈوروں کی رسم......

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ یہ جو بعض، جہلاء غرض ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا ان کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاتحہ دلانا، اس کی کچھ سند ہے یا واہیات ہے" چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: "یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اسکی نسبت محض جھوٹ بُرا افترا ہے۔"[1]

......"جناب سیدہ کی کہانی" پڑھنا کیسا؟......

"دس بیبیوں کی کہانی" اور "جناب سیدہ کی کہانی" یہ دونوں رسالے من گھڑت وخود ساختہ ہیں ان کا کوئی ثبوت نہیں، اس طرح کی بے اصل کہانیوں کے فضائل بیان کرنا اور پڑھوانے کی ترغیب دلانا پڑھنا پڑھانا اور منت ماننا سب غلط و باطل ہے۔ لہٰذا مسلمانوں بالخصوص خواتین کو چاہیے کہ اس کے بجائے یٰسین شریف، کلمہ پاک، درود شریف، وغیرہ پڑھوا لیا کریں اور بزرگوں کے جو صحیح واقعات ہیں وہ پڑھیں، اس سے ان شاء اللہ عزوجل گھر میں خیر و برکت کا نزول ہوگا کہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمت برستی ہے۔

1......فتاوی رضویہ، ج۲۳، ۲۷۱

تعظیمِ سادات کی حکایات

سیّد کے ساتھ بھلائی کرنے کا عظیم صِلہ

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے، رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے اہلِ بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روزِ قیامت اس کا صِلہ اسے عطا فرماؤں گا۔''(1)

امیر المؤمنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عبدُ المطلب کی اولاد میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا تو اس کا صِلہ دینا میں مجھ پر لازم ہے۔'' (2)

قیامت میں آقا کی زیارت

اللہ اکبر! قیامت کا دن، وہ قیامت کا دن جو سخت ضَرورت، سخت حاجت کا دن ہے اور ہم جیسے محتاج، اور صِلہ عطا فرمانے کو محمد ﷺ سا صاحِبُ التّاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرما دیں، ایک نگاہِ لطف اُن کی جُملہ مُہمّاتِ دو جہاں کو (یعنی دونوں جہاں کی تمام مشکلات کے حل کیلئے) بس ہے، بلکہ خود یہی صِلہ (بدلہ) کروڑوں صِلے (بدلوں) سے اعلیٰ و انفس (یعنی نفیس ترین) ہے، جس کی طرف کلمۂ کریمہ ''اِذَا لَقِیَنِی'' (جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا) اشارہ فرماتا ہے، بَلَفظِ اِذا تعبیر فرمانا (یعنی ''جب'' کا لفظ کہنا) بِحَمدِ اللہ روزِ قیامت وعدۂ وِصال و دیدارِ محبوبِ ذی الجلال کا مُژدہ سُناتا ہے۔ (گویا سیّدوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو قیامت کے

1...... جامع صغیر للسیوطی، ص ۵۳۳ حدیث ۸۸۲۱ 2......تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۰۲

روز تاجدارِ رسالت ﷺ کی زیارت و ملاقات کی بشارت ہے) مسلمانو! اور کیا درکار ہے؟ دوڑو اور اِس دولت و سعادت کو لو۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق۔

ہمارے اسلاف نے تعظیمِ سادات کی ایسی داستانیں رقم کی ہیں کہ انہیں پڑھنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں رہتا کہ اِن معزز ہستیوں کے ساتھ جن کا تعلقِ خاطر اس قدر ہے تو اُن کے نانا جان ﷺ کے ساتھ اِن کے قلبی لگاؤ اور عشقِ رسول کا عالم کیا ہوگا۔ اسی تعلق سے ذیلی سطور میں رقم کئے گئے چند واقعات پڑھئے

معافی کا اعلان

ایک موقع پر عبّاسی خلیفہ مُعتَصِم بِاللہ کے حکم پر جلّاد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بَرَہنہ پیٹھ پر باری باری کوڑے برسانے لگے جس سے مُقدّس پُشت لُہولہان ہوگئی اور کھال مبارک اُدھڑ گئی، اِسی دوران آپ کا پاجامہ شریف سَرَکنے لگا تو بارگاہِ خداوندی عزوجل میں دعا کی، ''یا اللہ! عزوجل تُو جانتا ہے کہ میں حق پر ہوں، مجھے بے پردگی سے بچا لے۔'' دعا فوراً قبول ہوئی اور پاجامہ شریف مزید سَرَکنے سے رُک گیا اور پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے ہوش ہوگئے۔ جب تک ہوش قائم تھا کوڑے کی ہر ضَرب پر فرماتے ''میں نے مُعتَصِم کا قُصور مُعاف کیا۔'' بعد میں لوگوں نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اِس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا

مُعتَصِم بِاللہ، سلطانِ دو جہان ﷺ کے چچا جان حضرتِ عبّاس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ بروزِ قیامت کہیں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ احمد بن حنبل نے سلطانِ

دو جہان ﷺ کے چچا جان کی آل کو مُعاف نہیں کیا!''[1]

حضرتِ فُضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حضرتِ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسلسل اٹھائیس ماہ (سوا دو سال) قید میں رکھا گیا، اِس دَوران آپ پر ہر رات کوڑے برسائے جاتے یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی، تلوار کے چَر کے (زَخم) لگائے گئے، پاؤں تلے رَوندا گیا۔ مگر مرحبا! استقامت! اتنی اتنی مصیبتیں ٹوٹنے کے باوُجُود آپ ثابِت قدم رہے۔''[2]

حضرتِ علّامہ حافظ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نَقل کرتے ہیں، حضرتِ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو **80** کوڑے ایسے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی چیخ اٹھتا! مگر واہ رے صبرِ امام![3]

تڑپنا اِس طرح بُلبُل کہ بال وپر نہ ہلیں
ادب ہے لازِمی شاہوں کے آستانے کا

...... امدادِ مصطفےٰ ﷺ ......

ایک خُراسانی حاجی صاحِب ہر سال حج کی سعادت پاتے اور جب مدینۂ منوّرہ حاضِر ہوتے تو وہاں ایک عَلَوی بُزُرگ حضرتِ طاہر بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے۔ ایک بار مدینے شریف میں کسی حاسِد نے کہہ دیا کہ تُم بلا وجہ اپنا مال ضائع کرتے ہو! طاہر صاحِب غَلَط جگہ پر تمہارا نذرانہ خرچ کرتے

1 ...ملخصامعدنِ اَخلاق، حصہ ۳، ص ۳۷ تا ۳۹ 2 ...الطبقات الکبریٰ، ج۱، ص ۷۹
3 ...ملخصامعدنِ اَخلاق، حصہ ۳، ص ۱۰۶

ہیں۔ چُنانچہ مسلسل دو سال اُنہوں نے حضرت شیخ طاہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت نہ کی۔ تیسرے سال سفرِ حج کی تیاری کے موقع پر حُضورِ انور ﷺ نے خُراسانی حاجی کے خواب میں جلوہ گر ہو کر کچھ اس طرح تنبیہ فرمائی،

تم پر افسوس! بدخواہوں کی بات سُن کر تم نے طاہر سے حُسنِ سُلوک کا رشتہ ختم کر دیا! اِس کی تلافی کرو اور آئندہ قَطعِ تعلُّق سے بچو''

چُنانچہ وہ ایک فریق کی سُن کر بدگُمانی کر بیٹھنے پر سخت شرمِندہ ہوئے اور جب مدینۂ منوّرہ حاضِر ہوئے تو سب سے پہلے اُن عَلَوی بُزُرگ حضرتِ سیِّدُنا شیخ طاہر بن یحیٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں حاضِری دی۔ اُنہوں نے دیکھتے ہی فرمایا:

اگر تمہیں مدینے والے مصطفےٰ ﷺ نہ بھیجتے تو تم آنے کیلئے تیار ہی نہ تھے! تم نے مخالِف کی یکطرفہ بات سُن کر میرے بارے میں غَلَط رائے قائم کر کے اپنی عادتِ کریمانہ ترک کر دی یہاں تک کہ اللہ کے مَحبوب ﷺ نے خواب میں تمہیں تنبیہ فرمائی!''

یہ سُن کر خُراسانی حاجی صاحِب پر رِقّت طاری ہو گئی۔ عَرض کی، حُضور! آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا، مجھے پہلے ہی سال پتا چل گیا تھا، دوسرے سال بھی تم نے بے توجُّہی سے کام لیا تو میرا دل صدمہ سے چُور چُور ہو گیا۔ اِس پر جنابِ رسالت مآب ﷺ نے خواب میں کرم فرما کر مجھے دِلاسہ دیا اور تمہارے خواب میں تشریف لا کر جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ مجھے بتایا۔ خُراسانی حاجی نے خوب نذرانہ پیش کیا، دست بوسی کی اور پیشانی چومنے کے بعد یکطرفہ بات سُن کر رائے قائم کر کے دل آزاری کا

باعث بننے پرعلوی بُزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مُعافی مانگی۔'' [1]

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اَغِثنی — اِسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

خدانے کِیا تجھ کو آگاہ سب سے — دو عالم میں جو کچھ خَفی و جَلی ہے

شفاعت کی امید......

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن میں ایک مرتبہ حضرتِ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گئے تو آپ نے انہیں اونچی جگہ بٹھایا اوران کی طرف خصوصی توجہ کی، ان کی ضرورتیں پوری کیں، پھران کے جسم کے ایک بل کو پکڑ کر پیار سے اتنا دبایا کہ انہوں نے تکلیف محسوس کی اور فرمایا: شفاعت کرنے کے لیے اسے یاد رکھنا۔'' جب وہ تشریف لے گئے تو لوگوں نے عرض کی: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس نوعمر بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ فرمایا: مجھے ایک معتبر آدمی نے بتایا گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اقدس سے سُن رہا ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''فاطمہ میری لختِ جگر ہیں، ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا باعث ہے۔'' اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے سے کیا ہے اس سے خوش ہوتیں۔ لوگوں نے عرض کی: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے پیٹ کی چٹکی لے کر جو کچھ انہیں کہا، اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''بنو ہاشم کا ہر فرد شفاعت کرے گا، مجھے توقع ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہوگی۔'' [2]

1...ملخص از حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۱۵۷ 2...برکات ال رسول ص ۲۶۰

ہر سال فرشتہ حج کرتا رہے گا......

حج کا پُر بہار موسم تھا، خوش نصیب حُجّاج اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل کے لئے قافلوں کی صورت میں سوئے حرم رواں دواں تھے۔ جو پہلی مرتبہ جارہے تھے ان کی کیفیت جدا تھی جو بار بار زیارتِ حرمین شریفین سے مشرَّف ہو چکے تھے ان کی کیفیت کچھ اور تھی۔ بار بار حاضری دینے کے باوجود دل بھرتا ہی نہیں۔ یہ مُبارَک سفر ہر سال ہی بہت پیارا ہوتا ہے چاہے کوئی پہلی بار جائے یا بار بار جائے کسی کی بھی محبت و دیوانگی میں کمی نہیں آتی۔ حُجّاج کرام کا ایک قافلہ جب بغداد شریف پہنچا تو حضرتِ عبداللہ بن مُبارَک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل مچلنے لگا، تمنائے زیارت نے دل کو بے چین کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حُجّاج کے قافلے کے ہمراہ جانے کا عزمِ مُصَمَّم (یعنی پختہ ارادہ) کرلیا اور سفر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے پانچ سو دینار لے کر بازار کی جانب روانہ ہو گئے، راستے میں ایک خاتون ملی جس کی حالت بتا رہی تھی کہ یہ غربت و اِفلاس کا شکار ہے۔ اس خاتون نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا:

اے بندۂ خدا! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، میں سیدزادی ہوں، حوادثاتِ زمانہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر دستِ سوال دراز کر رہی ہوں۔ میری چند بیٹیاں ہیں ان بیچاریوں کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں، آج چوتھا دن ہے ہم ماں بیٹیوں میں سے کسی نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔''

سیدزادی کی دردبھری داستان سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل بھر آیا۔ آپ

نے پانچ سو دینار اس کی چادر میں ڈال دیئے اور کہا: اپنے گھر جلدی سے جاؤ اور یہ رقم اپنے استعمال میں لاؤ! اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہو۔ وہ غریب سید زادی حمدِ خداوندی بجالائی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعائیں دیتی ہوئی اپنے گھر روانہ ہوگئی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اس سال میں حج کو نہ جاسکا، حُجّاج کا قافلہ روانہ ہوگیا اور میں رہ گیا۔ لیکن مجھے اس سیدزادی کی مدد کرنے پر ایسا دلی سکون ملا کہ اس سے قبل کبھی ایسا سکون نہ ملا تھا۔ حج کی سعادت حاصل کرکے حُجّاجِ کرام کے قافلے واپس آرہے تھے۔ جب ہمارا قافلہ آیا تو میں نے دل میں کہا: ''مجھے اپنے دوستوں سے مل کر انہیں حج کی مبارک باد دینی چاہئے۔''

چنانچہ، میں اپنے دوستوں کے پاس گیا، میں اپنے جس بھی حاجی دوست سے مل کر حج کی قبولیت کی دعا اور مُبارَک باد دیتا تو وہ کہتا: ''اللہ ﷻ آپ کا حج بھی قبول فرمائے اور آپ کی سعی قبول فرمائے۔'' میں جتنے دوستوں سے ملا سب نے مجھے حج کی مبارکباد اور قبولیتِ حج کی دعا دی۔ میں بڑا حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ جب میں نے اس سال حج کیا ہی نہیں تو یہ لوگ مجھے کس بات کی مُبارَک دے رہے ہیں؟

بہر حال میں حیران ومتعجب اپنے گھر لوٹ آیا، رات کو سویا تو میری سوئی ہوئی قسمت انگڑائی لے کر جاگ اٹھی۔ غریبوں کے آقا ﷺ اپنا نورانی چہرہ چمکاتے ہوئے تشریف لائے، لبہائے مبارَکہ کو جنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے:

''لوگ جو تجھے حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر،

توُ نے ایک حاجت مند کی مدد کی، مسکین کو غنی کردیا، میں نے اللہ ﷻ سے دعا کی، اللہ ﷻ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمادیا اب وہ ہر سال تیری طرف سے حج کرتا رہے گا، اب اگر تو چاہے تو (نفلی) حج کر چاہے نہ کر۔''(1)

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا — یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

۞......اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو......۞

بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا، اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں، قضاء الٰہی سے وہ شخص فوت ہوگیا، ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتتِ اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی، وہاں سخت سردی میں پہنچی تو میں نے اپنی بیٹیوں کو ایک مسجد میں داخل کردیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی، ایک جگہ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا: یہ شہر کا رئیس ہے۔ یہ سن کر میں اس کے پاس پہنچی اور اپنا حالِ زار بیان کیا تو اس نے کہا: اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو۔ یہ کہہ کر اس نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی تو ناچار واپس مسجد کی طرف چل دی، راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ بیٹھا ہوا نظر آیا، اس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے۔ معلومات کرنے پر پتا چلا کہ یہ شہر کا محافظ ہے اور مجوسی ہے۔ میں یہ سوچ کر کہ ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوجائے اس کے پاس پہنچی اور اپنی سرگزشت بیان کی، رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا، اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں

1......عیون الحکایات ج۲، ۱۹۴

مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔

اس نے اپنے خادم کو بُلایا اور کہا: میری بیوی سے کہو کہ وہ کپڑے پہن کر اور تیار ہو کر آئے۔ چنانچہ چند کنیزوں کے ساتھ وہ آئی تو مجوسی نے اسے کہا: اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جاؤ اور اس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آؤ۔ وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی، مجوسی نے اپنے گھر میں ہمارے لیے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا اور ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے وقت رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور **لواء الحمد** نبی کریم ﷺ کے سرانور پر لہرا رہا ہے، آپ ﷺ نے اس رئیس سے اعراض فرمایا تو اس نے عرض کی: حضور ﷺ، آپ مجھ سے اعراض فرمار ہے ہیں، حالانکہ میں مسلمان ہوں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو۔ رئیس یہ سن کر حیرت زدہ رہ گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ دیکھ، یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے۔

جب رئیس بیدار ہوا تو روتے ہوئے اپنے منہ پر طمانچے مارنے لگا، اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی نکلا، اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں ہے۔ یہ رئیس اسی مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر میں ہے۔ رئیس نے کہا اسے میرے ہاں بھیج دو، شیخ نے کہا یہ نہیں

ہوسکتا۔ رئیس نے کہا مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اسے میرے ہاں بھیج دو، شیخ نے کہا بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو، جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا:

جو خواب تم نے دیکھا ہے، میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے، تم اس لیے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو، بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے، اس لیے یہ محل تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور تم جنتی ہو۔''[1]

۞......معافی کی التجا......۞

قاہرہ کے گورنر قاضی جمال الدین محمود عجمی بادشاہ ملک ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھے تھے کہ ایک سیدزادے حضرت عبدالرحمٰن طباطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں تشریف لائے اور ان سے بلند جگہ پر تشریف فرما ہوگئے۔ قاضی صاحب کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ بادشاہ کی محفل میں مجھ سے اونچے مقام پر کیوں جلوہ فرما ہوگئے۔ رات جب سوئے تو عالم خواب میں سید السادات ﷺ تشریف لائے اور ان سے کچھ یوں ارشاد فرمایا:

1......برکات ال رسول ص ۲٦٦

"محمود! تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے
نیچے بیٹھے؟"

خواب سے بیدار ہوئے اور بڑی بے چینی میں رات کاٹی صبح ہوتے ہی اپنے نائبوں اور خدام کو لے کر حضرت عبدالرحمٰن طباطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے در دولت پر حاضر ہو گئے، اجازت ملنے کے بعد دست بستہ عرض گزار ہوئے: حضور! مجھے معاف کر دیجئے! حضور میری خطا معاف فرما دیجئے۔ معافی طلب کرنے کی وجہ پوچھنے پر عرض کی: حضور کل آپ بادشاہ کی محفل میں مجھ سے بلند جگہ پر تشریف فرما ہوئے تو مجھے اچھا نہ لگا رات خواب میں آپ کے نانا جان ﷺ نے مجھے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن طباطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رو پڑے اور فرمایا: جناب عالی: میں کون ہوں کہ نبی اکرم ﷺ مجھے یاد فرمائیں، ان کے عاجزانہ الفاظ سن کر تمام حاضرین کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔"[1]

......سادات کی خصوصیت......

سیدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا۔ کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے، خواب میں نبی اکرم ﷺ نے میرا نام لے کر فرمایا:

اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے
بغض رکھتے ہو، میں نے عرض کیا خدا کی پناہ! یارسول اللہ

1......برکات ال رسول ص ۲۶۸

ﷺ میں تو ان کے خلافِ سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں، فرمایا: "
کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے، کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟
میں نے عرض کیا ہاں، یارسول اللہ! فرمایا یہ نافرمان اولاد ہے۔
جب میں بیدار ہوا تو ان میں سے جس سے بھی ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔"[1]

......سادات سے محبت پر دُگنا انعام......

حضرت ابو عبداللہ واقدی قاضی علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ عید کے موقع پر ہمارے پاس خرچ وغیرہ کے لئے کچھ بھی رقم نہ تھی، بڑی تنگدستی کے دن تھے، ان دنوں یحییٰ بن خالد برمکی حاکم تھا، عید روز بروز قریب آ رہی تھی، ہمارے پاس کچھ بھی نہ تھا، چنانچہ میری ایک خادمہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: "عید بالکل قریب ہے اور گھر میں کچھ بھی خرچہ وغیرہ نہیں، آپ کوئی ترکیب کیجئے تاکہ گھر والے عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

خادمہ کی یہ بات سن کر میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اور اس کے، سامنے اپنی حالتِ زار بیان کی۔ انہوں نے فوراً مجھے ایک مہر بند تھیلی دی، جس میں بارہ سو درہم تھے، میں انہیں لے کر گھر آیا اور وہ تھیلی گھر والوں کے حوالے کر دی، گھر والوں کو کچھ ڈھارس ہوئی کہ اب عید اچھی گزر جائے گی، ابھی ہم نے اس تھیلی کو کھولا بھی نہ تھا کہ میرا ایک دوست میرے پاس آیا جس کا تعلق سادات کے گھرانے سے تھا، اس نے آکر بتایا: "ان دنوں ہمارے حالات بہت خراب ہیں اور عید بھی

1......برکات ال رسول ص ۲۶۹

قریب آگئی ہے، گھر میں خرچہ وغیرہ بالکل نہیں، اگر ہو سکے تو مجھے کچھ رقم قرض دے دو۔'' اپنے اس دوست کی بات سن کر میں اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا، وہ کہنے لگی: ''اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟'' میں نے کہا: ''ہم اس طرح کرتے ہیں کہ آدھی رقم اس سیدزادے کو قرض دے دیتے ہیں اور آدھی ہم خرچ میں لے آئیں گے، اس طرح دونوں کا گزارہ ہو جائے گا۔ یہ سن کر میری زوجہ نے عشقِ رسول ﷺ میں ڈوبا ہوا جملہ کہا جس نے میرے دل میں بہت اثر کیا، وہ کہنے لگی:

''جب تیرے جیسا ایک عام شخص اپنے دوست کے پاس اپنی حاجت مندی کا سوال لے کر گیا تو اس نے تجھے بارہ سو درہم کی تھیلی عطا کی، اور اب جبکہ تیرے پاس دو عالم کے مختار، سید الابرار ﷺ کی اولاد میں سے ایک شہزادہ اپنی حاجت لے کر آیا ہے تو تُو اسے آدھی رقم دینا چاہتا ہے کیا تیرا عشق اس بات کو گوارا کرتا ہے؟ یہ ساری رقم اس سیدزادے کے قدموں پر نچھاور کر دے۔

اپنی زوجہ سے یہ محبت بھرا کلام سن کر میں نے وہ ساری رقم اٹھائی اور بخوشی اپنے دوست کو دے دی، وہ دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ میرا وہ سیدزادہ دوست جیسے ہی اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس میرا وہی تاجر دوست آیا اور اس سے کہا: ''میں ان دنوں بہت تنگ دستی کا شکار ہوں، مجھے کچھ رقم اُدھار دے دو۔ یہ سن کر اُس سیدزادے نے وہ رقم کی تھیلی میرے اس تاجر دوست کو دے دی جو میں اسی (تاجر) سے لے کر آیا تھا، جب میرے اس تاجر دوست نے وہ رقم کی تھیلی دیکھی تو فوراً پہچان گیا اور میرے پاس آ کر پوچھنے

لگا: ''جو رقم تم مجھ سے لے کر آئے ہو، وہ کہاں ہے؟ میں نے اسے تمام واقعہ بتایا تو وہ کہنے لگا: ''اِتفاق سے وہی سیدزادہ میرا بھی دوست ہے، میرے پاس صرف یہی بارہ سو درہم تھے جو میں نے آپ کو دے دیئے، آپ نے اس سیدزادے کو دے دیئے اور اس نے وہ مجھے دے دیئے اس طرح ہم میں سے ہر ایک نے اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے کی خوشی کی خاطر اپنی خوشی قربان کر دی۔''

ہمارے اس واقعے کی خبر کسی طرح حاکمِ وقت یحیٰی بن خالد برمکی کو پہنچ گئی، اس نے فوراً اپنا قاصد بھیجا جس نے میرے پاس آ کر یحیٰی بن خالد برمکی کا پیغام دیا: ''میں اپنی کچھ مصروفیات کی بناء پر آپ کی طرف سے غافل رہا اور مجھے آپ کے حالات کے بارے میں پتہ نہ چل سکا، اب میں غلام کے ہاتھ دس ہزار دینار بھیج رہا ہوں، ان میں سے دو ہزار آپ کے لئے، دو ہزار آپ کے تاجر دوست کے لئے اور دو ہزار اس سیدزادے کے لئے باقی چار ہزار دینار تمہاری عظیم وسعادت مند بیوی کے لئے کیونکہ وہ تم سب سے زیادہ غنی، افضل اور عشق رسول ﷺ کی پیکر ہے۔''[1]

۞......غلامیٔ سادات کی برکات......۞

حضرت احمد بن خُصیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وزیر بننے سے قبل کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میں خلیفہ مُتَوَکِّل کی والدہ کا کاتب تھا، ایک دن میں کچہری میں بیٹھا ہوا تھا کہ خادم ایک تھیلا لئے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا: ''اے احمد! خلیفہ کی والدہ آپ کو سلام کہتی ہے، اس نے یہ ہزار دینار بھجوائے ہیں اور کہا ہے

---

[1] عیون الحکایات ج۱ ص ۱۹۷

کہ ’’یہ دینار میرے حلال وطیب مال میں سے ہیں، انہیں مستحق افراد میں تقسیم کر کے ان کے نام ونسب اور مکمل پتہ لکھ کر ہمیں بھجوادو تا کہ جب کبھی ان علاقوں سے کوئی ہمارے پاس آئے تو ہم ان کی طرف ہدیہ بھجوادیں۔‘‘

میں نے وہ دینار لئے اور اپنے گھر چلا آیا۔ اب میں اس فکر میں تھا کہ ایسا کون ہے جو مجھے ان لوگوں کے نام بتائے جو تنگدستی وغربت کے باوجود سفید پوش ہیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، کیونکہ ایسے لوگ ہی مالی امداد کے زیادہ مستحق ہیں۔ بالآخر شام تک میرے پاس غریب وتنگدست اور سفید پوش وخوددار لوگوں کی ایک فہرست تیار ہوگئی۔ میں نے تین سو (300) دینار ان میں تقسیم کر دیئے، اب کوئی اور ایسا نہ تھا جسے رقم دی جاتی، رات نے آہستہ آہستہ اپنے پر پھیلا دیئے۔ میرے پاس سات سو (700) دینار موجود تھے لیکن اب کوئی بھی ایسا شخص معلوم نہ تھا جس کی مدد کی جاتی۔ رات کا ایک حصہ گزر چکا تھا۔ میرے سامنے کچھ سرکاری غلام موجود تھے، باہر پہرے دار پھر رہے تھے، برآمدے کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ میں بقیہ دیناروں کے بارے میں فکر مند تھا کہ دروازے پر کسی نے دستک دی، پھر چوکیدار کی آواز سنائی دی وہ آنے والے سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ میں نے خادم بھیجا تو اس نے بتایا کہ دروازے پر ایک سیدزادہ ہے جو آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے کہا: ’’اسے اندر بلا لاؤ پھر اپنے پاس موجود تمام لوگوں سے کہا: ’’اس وقت یہ ضرور کسی حاجت کے پیشِ نظر آرہا ہوگا، ہو سکتا ہے تمہارے سامنے حاجت بیان کرنے میں اسے جھجک محسوس ہو تم ایک طرف

ہو جاؤ۔‘‘ جب وہ سب چلے گئے تو سیدزادہ میرے پاس آیا اور سلام کرے بیٹھ گیا، پھر کہنے لگا:

اس وقت آپ کے سامنے ایسا شخص موجود ہے جسے حضور نبی پاک ﷺ سے خاص قربت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! ہمارے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے ہمارا گزارہ ہو سکے اور نہ ہی ہمارے پاس دیگر لوگوں کی طرح درہم ودینار ہیں کہ ہم اپنے لئے کھانے کی کوئی چیز خرید سکیں۔ ہمارے پڑوس میں آپ کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں جو اس کڑے وقت میں ہماری مدد کر سکے۔‘‘

میں نے اس کی گفتگو سن کر ایک دینار اسے دے دیا اس نے میرا شکریہ ادا کیا اور دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوگیا۔ پھر میری زوجہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی: ’’اے بندۂ خدا عزوجل! تجھے کیا ہوگیا؟ خلیفہ کی والدہ نے تجھے یہ دینار مستحقین میں تقسیم کرنے کو دیئے تھے، ایک سیدزادے نے تجھ سے عیال داری اور تنگدستی کی شکایت کی تو تُو نے صرف اسے ایک دینار دیا، افسوس ہے تجھ پر! آلِ رسول ﷺ کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ ہرگز مناسب نہیں۔ اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت سے سرشار نیک سیرت بیوی کی گفتگو نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ میں نے بے قرار ہو کر پوچھا: ’’اب کیا ہو سکتا ہے اس غلطی کا ازالہ کس طرح کیا جائے۔ اس نے کہا: ’’یہ سارے دینار اس سیدزادے کی خدمت میں پیش کر دے۔ میں نے غلام سے کہا: ’’جاؤ اور فوراً اس سیدزادے کو بلا لاؤ، وہ گیا اور اسے لے آیا۔ میں نے اس سے

معذرت کی اور سات سو دیناروں سے بھرا تھیلا اس کے حضور پیش کر دیا۔ وہ دعائیں دیتا اور شکریہ ادا کرتا ہوا رخصت ہو گیا۔'' پھر مجھے شیطانی وسوسہ آیا کہ خلیفہ مُتَوَکِّل ساداتِ کرام سے زیادہ خوش نہیں، اس کی والدہ '' شجاع '' نے غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو رقم دی تھی اس کا بڑا حصہ تو ایک سیدزادے کی خدمت میں پیش کر دیا گیا کہیں ایسا نہ ہو کہ خلیفہ مجھ پر غضب ناک ہو اور مجھے سزا کا سامنا کرنا پڑے۔ میں نے اس پریشانی کا اظہار اپنی بیوی پر کیا تو اس مُتَوَکِّلَہ وصابرہ خاتون نے کہا: '' آپ ان ساداتِ کرام کے نانا جان پر بھروسہ رکھیں اور سارا معاملہ ان پر چھوڑ دیں۔

میں نے کہا: '' اللہ عزوجل کی بندی! تو اچھی طرح جانتی ہے کہ خلیفہ متوکل ساداتِ کرام سے کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ جب وہ مجھ سے اس رقم کے متعلق پوچھے گا تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس نے کہا: '' میرے سرتاج! آپ سارا معاملہ حضور نبی اکرم ﷺ کے سپرد کر دیں۔ جس سیدزادے کی آپ نے مدد کی اس کے نانا جان ہی آپ کا بدلہ چکائیں گے، آپ ان پر بھروسہ رکھیں۔ وہ اس طرح میری ڈھارس بندھاتی رہی پھر میں اپنے بستر پر جا لیٹا۔ ابھی میں سونے کی کوشش کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، میں نے خادم سے کہا: '' جاؤ! دیکھو! اس وقت کون آیا ہے؟ وہ گیا اور واپس آ کر کہا: '' خلیفہ کی والدہ شجاع نے پیغام بھجوایا ہے کہ فوراً میرے پاس پہنچو۔ میں صحن میں آیا تو دیکھا کہ آسمان پر ستارے جگمگا رہے تھے۔ رات کافی بیت (یعنی گزر) چکی تھی ابھی میں صحن میں ہی تھا کہ دوسرا قاصد آیا پھر

تیسرا۔ میں نے تینوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا: '' کیا اتنی رات گئے جانا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا: '' ہاں! آپ فوراً! خلیفہ کی والدہ کے پاس چلیں۔

چنانچہ، میں سواری پر سوار ہو کر محل کی طرف چل دیا ابھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ بہت سارے قاصد ملے جو مجھے بلانے آ رہے تھے۔ میں محل میں پہنچا تو خادم مجھے ایک سمت لے کر گیا۔ ایک جگہ جا کر وہ ٹھہر گیا، پھر خادمِ خاص آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر بولا: '' اے احمد! خلیفہ کی والدہ آپ سے گفتگو کرنا چاہتی ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا جائے وہیں ٹھہرنا اور جب تک سوال نہ کیا جائے اس وقت تک کچھ نہ بولنا۔'' پھر وہ مجھے ایک خوبصورت کمرے میں لے گیا جس میں بہترین پردے لٹک رہے تھے اور کمرے کے وسط میں شمع دان رکھا ہوا تھا، مجھے ایک دروازے کے پاس کھڑا کر دیا گیا۔ میں چپ چاپ وہاں کھڑا رہا، پھر کسی نے بلند آواز سے پکارا: اے احمد! میں نے آواز پہچان کر کہا: '' اے خلیفہ کی والدہ! میں حاضر ہوں۔ پھر آواز آئی: '' ہزار دیناروں کا حساب، بلکہ سات سو دیناروں کا حساب دو، اتنا کہہ کر خلیفہ کی والدہ کے رونے کی آواز آنے لگی، میں نے اپنے دل میں کہا: '' اس سیدزادے نے کسی دکان سے کھانے کا سامان اور غلہ وغیرہ خریدا ہوگا اور کسی مخبر نے خلیفہ کو خبر دی ہوگی کہ میں نے اس سیدزادے کی مدد کی ہے، تو خلیفہ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دیا ہوگا، جس کی وجہ سے اس کی والدہ مجھ پر ترس کھاتے ہوئے رو رہی ہے، میں انہیں سوچوں میں گم تھا کہ دوبارہ آواز آئی: اے احمد! ہزار دیناروں کا حساب دو، بلکہ سات سو دیناروں کے متعلق مجھے بتاؤ۔ اتنا کہہ کر وہ پھر زاروقطار رونے لگی۔ اس طرح اس نے کئی مرتبہ کیا اور

دیناروں کے متعلق بار بار پوچھا۔ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ جب سید زادے
کا ذکر آیا تو وہ رونے لگی اور کہا: ''اے احمد! اللہ تعالیٰ تجھے اور جو تیرے گھر میں نیک
خاتون ہے اسے بہترین جزاء عطا فرمائے، کیا تو جانتا ہے کہ آج رات میرے، ساتھ
کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہا: ''آج رات جب میں سوئی تو
میری سوئی ہوئی قسمت جاگ اٹھی میں نے خواب میں حضور نبئ پاک ﷺ کی زیارت
کی، لب ہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی، رحمت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں
ترتیب پائے:

''اللہ تعالیٰ احمد بن خُصیب اور اس کے گھر میں موجود نیک خاتون
کو بہترین جزاء عطا فرمائے، آج رات تم لوگوں نے میری
اولاد میں سے تین ایسے شخصوں کی تنگدستی دور کی جن کے پاس
کچھ بھی نہ تھا، اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔''

خواب سنانے کے بعد کہا: ''اے احمد بن خُصیب! یہ زیورات، کپڑے اور
دیناروں کی تھیلیاں اس سید زادے کو دے دینا جس کی برکت سے مجھے رسولِ اکرم
ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ اس سے کہہ دینا کہ جب کبھی ہمارے پاس مال آئے گا ہم
تمہارے لئے بھجوا دیا کریں گے۔ پھر خلیفہ کی والدہ شجاع نے کچھ اور سامان دیتے
ہوئے کہا: ''یہ زیورات، کپڑے اور دینار اپنی زوجہ کو دینا اور کہنا: ''اے، نیک
و مبارک خاتون! اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی جزاء عطا فرمائے۔ تمہارے ہی مشورے پر اس
سید زادے کو رقم دی گئی اور اس طرح مجھے دیدارِ نبی ﷺ نصیب ہوا، یہ نذرانہ قبول کر

لیجئے۔ اور اے احمد! یہ کپڑے اور رقم تم اپنے پاس رکھو یہ تمہارے لئے ہیں۔ میں تمام
سامان لے کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا راستے میں ہی اس سید زادے کا گھر تھا میں نے
دل میں کہا: ''جس کی برکت سے مجھے اتنا انعام ملا اسی سے خیر کی ابتداء کرنی چاہئے۔
چنانچہ، میں اس کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے پوچھا گیا: ''کون؟
میں نے اپنا نام بتایا تو وہی سید زادہ باہر آیا اور کہا: ''اے احمد! ہمارے لئے جو مال
لے کر آئے ہو وہ ہمیں دے دو۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا
کہ میں تمہارے لئے ہدیہ لایا ہوں؟ کہا: ''بات دراصل یہ ہے کہ جب میں تمہارے
پاس سے رقم لایا اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا میں نے تمہاری دی ہوئی رقم اپنی
زوجہ کو دی تو وہ بہت خوش ہوئی اور کہا: ''آؤ! ہم اس شخص کے لئے دعا کریں جس نے
ہماری مدد کی، تم نماز پڑھو اور دعا کرو میں آمین کہوں گی۔ پس میں نے نماز پڑھ کر دعا
کی اور اس نے ''آمین'' کہی۔ پھر مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی میری آنکھیں تو کیا بند
ہوئیں دل کی آنکھیں کھل گئیں میں خواب میں اپنے نانا جان، رحمتِ عالمیان ﷺ کی
زیارت سے مشرف ہوا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جنہوں نے تمہارے ساتھ
بھلائی کی ہم نے ان کا شکریہ ادا کر دیا ہے اب وہ دوبارہ تمہیں کچھ چیزیں بطورِ خیر
خواہی دیں گے تم قبول کر لینا۔

حضرت احمد بن خُصیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس وقت میرے پاس جو
کچھ بھی مال و اسباب تھا سب اس سید زادے کے حضور پیش کر کے خوشی خوشی گھر چلا
آیا۔ میں نے اپنی زوجہ کو مشغولِ دعا و مناجات پایا وہ کافی بے چین و مضطرب نظر آ

رہی تھی۔ جب اسے میرے گھر آنے کا علم ہوا تو میرے پاس آئی اور خیریت معلوم کی
میں نے جانے سے لے کر واپسی تک کا تمام واقعہ کہہ سنایا۔'' اس نے اللہ تعالیٰ کا
شکریہ ادا کیا اور کہا: ''میں نہ کہتی تھی کہ آپ ان کے نانا جان ﷺ پر بھروسہ رکھیں اور
معاملہ ان کے سپرد کر دیں، دیکھیں! انہوں نے کیسا لطف وکرم فرمایا اور کیسے ہماری
دستگیری فرمائی، پھر میں نے اپنی زوجہ سے کہا: اچھا! حضور ﷺ کے صدقے مجھے جو
انعام ملا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ حالانکہ میں نے اس کا حصہ اس
کے حوالے کر دیا جو اس نے بخوشی قبول کر لیا۔''[1]

۞......دل کی آشنائی......۞

پرانے شہر بریلی کے ایک محلّہ میں آج صبح ہی سے ہر طرف چہل پہل تھی۔
دلوں کی سرزمین پر عشقِ رسالت کا کیف وسرور کالی گھٹاؤں کی طرح برس رہا تھا۔
بام ودر کی آرائش، گلی کوچوں کا نکھار، راہ گزاروں کی صفائی، اور دور دور تک
رنگین جھنڈیوں کی بہار ہر گزرنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔
بالآخر چلتے چلتے ایک راہ گیر نے دریافت کیا: ''آج یہاں کیا ہونے والا ہے؟''
کسی نے جواب دیا دنیائے اسلام کی عظیم ترین شخصیت، دین کے مجدد، اہل سنت
کے امام، عشقِ رسالت کے گنج گراں مایہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی
آج یہاں تشریف لانے والے ہیں، انہیں کے خیر مقدم میں سارا اہتمام ہو رہا ہے۔
پھر اس نے فوراً ہی دوسرا سوال کیا'' کہاں سے تشریف لائیں گے وہ؟''

1..... عیون الحکایات ج۲ ص ۱۵۱

کسی نے جلدی سے گزرتے ہوئے جواب دیا'' اسی شہر کے محلّہ سوداگران سے''
جواب سن کر وہ حیرت سے منہ تکتا رہ گیا، دیر تک کھڑا سوچتا رہا آنے والا اسی شہر سے
آ رہا ہے وہ آنا چاہے تو ہر صبح وشام آ سکتا ہے، مسافت بھی کچھ اتنی طویل نہیں ہے کہ
وہاں سے آنے والے کو کوئی خاص اہمیت دی جائے، اور ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اس
کے خیر مقدم کا شاندار اہتمام کیا جائے۔
آخر لوگوں کے سامنے اپنے دل کی اس خلش کا اظہار کیے بغیر اس سے نہ رہا گیا،
ایک بوڑھے آدمی نے ناصحانہ انداز میں جواب دیا بھائی! پہلے تو یہ سمجھ لو کہ وہ آنے والا
کس حیثیت کا ہے کس شان کی اس کی ہستی ہے، اعزاز واکرام کی بنیاد مسافت کے
قرب وبعد پر نہیں ہے، شخصیت کی جلالت شان اور فضل وکمال کی برتری پر ہے۔
آنے والے مہمان کی زندگی یہ ہے کہ وہ اپنے دولت کدے سے نکل کر یا تو
فرائض بندگی کے لیے خدا کے گھر جاتا ہے، یا پھر جذبہ عشق کی تپش بڑھ جاتی ہے، تو
دیارِ حبیب کا سفر کرتا ہے۔
اس کے علاوہ اس کی شام وسحر اور شب وروز کا ایک ایک لمحہ دینی مہمات میں اس
درجہ مصروف ہے کہ نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی اسے مہلت نہیں ملتی، اس کے حریمِ دل پر
ہر وقت عشق کی بے نیازی کا پہرہ کھڑا رہتا ہے، ہزار انداز دلربائی پر آج تک خیال
غیر کو باریابی کی اجازت نہیں مل سکی ہے، اس کی نوکِ قلم کا ایک ایک قطرہ واعتقاد کی
جنتوں میں کوثر تسنیم کی طرح بہہ رہا ہے، اس کے خونِ جگر کی سرخی سے ویرانوں میں
دین کے گلشن لہلہا اُٹھے ہیں۔

اس کے عرفان وآگہی کی داستان چمن چمن میں پہنچ گئی ہے اور لوح قرطاس سے گزر کر اب اس کے علم ودانش کا چراغ کشوردل کے شبستانوں میں جل رہا ہے۔

عشق وایمان کی روح اس کے وجود کی رگ رگ میں اس طرح رچ بس گئی ہے کہ اپنے محبوب کی شوکت جمال کے لیے وہ ہر وقت بے چین رہتا ہے اس کے جگر کی آگ کبھی نہیں بجھتی، اس کے دل کا دھواں کبھی نہیں بند ہوتا اور نقش ونگار جاناں کے لیے اس کے قلمدان کی روشنائی کبھی نہیں سوکھتی، پلکوں کا قطرہ ڈھلکنے نہیں پاتا کہ اس کی جگہ آنسوؤں کا نیا طوفان امنڈنے لگتا ہے۔

وہ اپنے محبوب کے وفاداروں پر اس درجہ مہربان ہے کہ قدموں کے نیچے دل بچھا کر بھی وہ اہتمام شوق کی تشنگی محسوس کرتا ہے۔

اور جہاں اہلِ ایمان کے لیے وہ لالہ کے جگر کی ٹھنڈک ہے وہیں اہل کفر کی بغاوت کے حق میں وہ غیظ وجلال کا ایک دہکتا ہوا انگارہ ہے اپنے محبوب کے گستاخوں پر جب وہ قلم کی تلوار اٹھاتا ہے تو انگلیوں کی ایک جنبش پر تڑپتی ہوئی لاشوں کا انبار لگ جاتا ہے، باطل کے جگر میں اس کے نشتر کا ڈالا ہوا شگاف زندگی کی آخری ہچکیوں تک مندمل نہیں ہوسکتا۔

اور سن لو وہ اپنے خون کے پیاسوں کو بھی معاف کرسکتا ہے لیکن محبوب کی حرمت سے کھیلنے والوں کے لیے اس کے ہاں صلح ودرگزر کی کوئی گنجائش نہیں ہے، دوستی کا پیمان تو بڑی چیز ہے وہ تو ان دشنام طرازوں سے ہنس کر بات کرنا بھی ناموس عشق کی توہین سمجھتا ہے۔

بارگاہِ رب العزت اور شان رسالت میں اس کا ذوق احترام وادب اس درجہ لطیف ہے کہ متکلم کے قصد ونیت سے قطع نظر وہ نوک پلک پر بھی شرعی تحریرات کا پہرہ بٹھاتا ہے، ہوائے نفس کی دبیز گرد کے نیچے چھپ جانے والی شاہراہ حق کو اتنی خوش اسلوبی کے ساتھ اس نے واضح کردیا ہے کہ اب اہل عرفان کی دنیا بیک زبان اسے مجدد کہتی ہے، فرش گیتی پر رحمت وفیضان کے چشموں کی طرف بڑھنے والوں کے سیلاب کے درمیان میں کوئی دیوار حائل نہیں ہے۔ طلسم فریب کی وہ ساری فصیلیں ٹوٹ کر گرگئی ہیں جو شیاطین کی سربراہی میں جادہ عشق کے مسافروں کو واپس لوٹانے کے لیے کھڑی کی گئی تھیں۔

اس کے فکر ونظر کے اصابت علم وفن کا تبحر فضل وکمال کی انفرادیت، شریعت و تقویٰ کا التزام مجدد، شرف کی برتری تجدد وارشاد کا منصب امامت اور دین وسنت کے فروغ کے لیے اس کے دل کا عشق واخلاص سارے عرب وعجم نے تسلیم کرلیا ہے وہ اپنے زمانے کا بہت بڑا سخنور بھی ہے، لیکن آج تک کبھی اس کی زبان اہلِ دنیا کی منقبت سے آلودہ نہیں ہوئی، وہ بھری کائنات میں صرف اپنے مجتبیٰ ﷺ کی مدح سرائی سے شادکام رہتا ہے۔

وہ اپنے کریم آقا کی گدائی پر دونوں جہاں کا اعزاز نثار کرچکا ہے، دنیا کے ارباب ریاست صرف اس آرزو میں بارہا اس کی چوکھٹ تک آئے کہ اپنے حضور میں صرف باریاب پانے کی اجازت دے دے، لیکن زمانہ شاہد ہے کہ ہر بار انہیں شکستہ خاطر ہوکر واپس لوٹنا پڑا۔

بوڑھے آدمی نے جذباتی انداز میں اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔
اب تم ہی بتاؤ کہ اپنے وقت کی اتنی عظیم و برتر شخصیت جس کی دینی و علمی شوکتوں کا پرچم عرب و عجم میں لہرا رہا ہے اور جسے عشق مصطفیٰ ﷺ کی وارفتگی نے دونوں جہاں سے چھین لیا ہے آج اگر وہ یہاں قدم رنجہ فرمانے کے لیے مائل بہ کرم ہے تو کیا یہ ہماری قسمتوں کی معراج نہیں ہے؟ پھر اگر ہم اس کے خیر مقدم کے لیے اپنے دلوں کا فرش بچھا رہے ہیں تو اپنے جذبہ شوق کے اظہار کے لیے اس سے زیادہ خوشگوار جنون انگیز موسم اور کیا ہو سکتا ہے۔

بوڑھے آدمی کی طویل گفتگو ختم ہونے کے بعد اجنبی راہ گیر کے چہرے کا اتار چڑھاؤ حیرت و مسرت کے گہرے تاثرات کی نشاندہی کر رہا تھا۔

ادھر امام اہل سنت کی سواری کے لیے پالکی دروازے پر لگا دی گئی تھی، سینکڑوں مشتاقانِ دیدار انتظار میں کھڑے تھے وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے عمامہ باندھے اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے، چہرہ انور سے فضل و تقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا، طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا، گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فروزاں مسکرا رہی تھی، اور عندلیبانِ شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا بڑی مشکل سے سواری تک پہنچنے کا موقع ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اُٹھائی آگے پیچھے دائیں بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ چل رہی تھی، پالکی لے کر تھوڑی دور ہی چلے تھے کہ امام

اہلسنت نے آواز دی ''پالکی روک دو'' حکم کے مطابق پالکی روک دی گئی ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رک گیا۔ اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے کہاروں کو اپنے قریب بُلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔

''آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں ہے؟''

اپنے جدِ اعلیٰ کا واسطہ سچ بتائیے میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ اس سوال پر اچانک ان میں ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا، پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں اُبھر آئیں۔ بے نوائی آشفتہ حالی اور گردشِ ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے، کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظر جھکائے ہوئے دبی زبان سے کہا۔

مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھی جاتی، آہ! آپ نے میرے جدِ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔ سمجھ لیجئے کہ میں اس چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں، جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جاں معطر ہے، رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لیے آلِ رسول ہونے سے انکار نہیں ہے، لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں، پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے، ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں

آ کر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے
بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔

ابھی اس کی بات تمام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ عالم اسلام کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ برستے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔

''معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کردو لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہوگئی ہے، ہائے غضب ہوگیا جن کے نقش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کاندھوں پر میں نے سواری کی، قیامت کے دن اگر سرکار ﷺ نے پوچھ لیا کہ احمد رضا میرے فرزندوں کا دوشِ ناز اسی لیے تھا کہ تیرا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا، اس وقت بھرے میدانِ حشر میں میرے ناموسِ عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔ آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔''

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے، بالکل اسی انداز میں وقت کا ایک عظیم المرتبت امام اس کی منت سماجت کرتا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشہ دیکھتے رہے، یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہل سنت نے پھر اپنی آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہِ عشق میں خونِ جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی
عزیز ہے اس لیے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا
کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں۔

اس التجا پر خدمت کے تلاطم سے لوگوں کے دل دہل گئے وفورِ اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہوگئیں ہزار انکار کے باوجود آخر سیدزادہ کو عشق جنون خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔ آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا جب اہل سنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار میں لگ کر اپنے علم وفضل، جبہ ودستار اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب کے لیے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔

شوکتِ عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے، کدورتوں کا غبار چھٹ گیا، غفلتوں کی آنکھ کھل گئی، اور دشمنوں کو بھی مان لینا پڑا کہ آلِ رسول کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، اہلِ انصاف کو اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی تامل نہیں ہوا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا، وفا پیشہ دل کا یہ غیظ ایمان کا بخشا ہوا ہے، نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔''[1]

ہے ان کو عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم

1......زلف و زنجیر، ص ۷۴

خبردار! صاجزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے......

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کاشانۂ اقدس میں ایک کم عمر صاجزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے ملازم ہوئے، بعد میں معلوم ہوا کہ سید زادے ہیں لہذا گھر والوں کو تاکید فرمادی کہ صاجزادے صاحب سے خبردار! کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں۔ کھانا وغیرہ جس شے کی ضرورت ہو حاضر کی جائے، جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے، چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی، کچھ عرصہ بعد وہ صاجزادے خود ہی تشریف لے گئے۔''(1)

سیِّد کو ملازم رکھنا کیسا؟......

اعلیٰ حضرت شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سیّد زادوں کو ملازم رکھنے کے بارے میں فرماتے ہیں، ''سیّد زادے سے ذلیل خدمت لینا جائز نہیں اور ایسی خدمت پر اُس کو ملازِم رکھنا بھی ناجائز۔'' جس خدمت میں ذلّت نہیں اُس پر مُلازِم رکھ سکتا ہے۔''(2)

سونا وزیورات کس کے لئے؟......

سجادہ نشیں سرکار کلاں مارہرہ شریف حضرت مہدی حسن میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں جب بریلی شریف آتا تو سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ ایک مرتبہ میں نے سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہنے ہوئے تھے حسبِ دستور جب ہاتھ دھلوانے لگے تو فرمایا: ''شہزادہ حضور یہ انگوٹھی اور

1......حیات اعلی حضرت، ج۱، ص۱۷۹ 2......فتاوی رضویہ ج۲۲ ص ۵۶۸

چھلّے مجھے دے دیجئے! میں نے اتار کر دے دیئے اور بمبئی چلا گیا۔ بمبئی سے مارہرہ شریف واپس آیا تو میری لڑکی فاطمہ نے کہا: ''ابا حضور! بریلی شریف کے مولانا صاحب (یعنی اعلیٰ حضرت قدس سرہ) کے یہاں سے پارسل آیا تھا، جس میں چھلے انگوٹھی اور ایک خط تھا جس میں یہ لکھا تھا: ''شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں (کیونکہ مَردوں کو ان کا پہننا جائز نہیں)۔''(1)

طالب علم کی تفہیم......

حضرت علامہ مولانا نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت علامہ مولانا سید قناعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زمانہ طالب علمی تھا دونوں کی آپس میں گہری دوستی تھی۔ ان کی خوش قسمتی کہ مجدِّدِ دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن جیسے سچے عاشق رسول کی صحبت بابرکت میں رہ کر علم دین کی دولت بے بہا حاصل کررہے تھے۔ ایک مرتبہ مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سید صاحب کا نام لے کر اس طرح پکارا: ''قناعت علی، قناعت علی!''

جب سید السادات کے ﷺ کے سچے عاشقِ صادق کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو عشق نے گوارا نہ کیا کہ خاندان رسول کے شہزادے کو اس طرح نام لے کر پکارا جائے۔ فوراً مولوی صاحب کو بلوایا اور انفرادی کوشش کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا سیّد زادوں کو اس طرح پکارتے ہیں؟ کبھی مجھے بھی اس طرح پکارتے ہوئے سنا؟ (حالانکہ میں تو استاد ہوں پھر بھی کبھی ایسا انداز اختیار نہیں کیا) یہ سن کر مولانا نور محمد صاحب

1......حیات اعلی حضرت، ج ۱، ص۱۰۵

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت شرمندہ ہوئے اور ندامت سے نگاہیں جھکا لیں۔ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''جائیے! آئندہ خیال رکھے گا!''[1]

نامِ اعلیٰ ہے ترا حضرت اعلیٰ تیرا　　کام اَولیٰ ہے ترا اے شہِ والا تیرا

تو نے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا　　عشقِ سرکارِ دو عالم ہے وظیفہ تیرا

مفلسی کے شاکی سیدزادے بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں......

اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''ساداتِ کرام میں سے ایک صاحبزادے گردشِ ایام کی زد میں آکر تنگدستی و مفلسی میں مبتلا تھے۔ وہ میرے پاس تشریف لاتے اور اپنے حالات سے دل برداشتہ ہوکر مفلسی وغربت کی شکایت کرتے رہتے۔ ایک دن تو بہت ہی پرشان و مغموم تھے میں نے ان سے کہا: ''صاحبزادے یہ ارشاد فرمائیے! کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کے لئے حلال ہو سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔''

میں نے کہا: ''ایک مرتبہ آپکے جدِّ اعلیٰ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضی شیرِ خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے تنہائی میں اپنے چہرۂ مبارکہ پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا: ''اے دنیا! کسی اور کو دھوکا دے، میں نے تجھے ایسی طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں۔ شہزادے حضور! کیا اس قول کے بعد بھی ساداتِ کرام کا اغربت وافلاس میں مبتلاء ہونا تعجب کی بات ہے؟ وہ کہنے لگے: ''واللہ آپکی ان باتوں نے مجھے دلی سکون بخش دیا۔'' الحمد للہ عزوجل اس کے بعد شہزادے نے کبھی بھی اپنی غربت کا شکوہ نہ کیا۔''[2]

1.....حیاتِ اعلی حضرت، ج۱، ص ۱۸۳　2......ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۹۳ ملخصا

مکتبہ اہل سنت کی قابل مطالعہ کتب

کتاب	مصنف	قیمت
رسائل قادریہ	مفتی محمد قاسم قادری	220/-
فیضان دعا	مفتی محمد قاسم قادری	200/-
علم اور علماء کی اہمیت	مفتی محمد قاسم قادری	130/-
رحمتوں کی برسات	مفتی محمد قاسم قادری	230/-
وقف کے شرعی مسائل	مفتی محمد قاسم قادری	160/-
دکھ درد اور پریشانیوں کا علاج	مفتی محمد قاسم قادری	100/-
آداب فتویٰ	مفتی محمد قاسم قادری	160/-
زکوٰۃ کے احکام	محمد جنید رضا عطاری المدنی	160/-
ماں باپ کا مقام	محمد جنید رضا عطاری المدنی	120/-
سیرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	محمد جنید رضا عطاری المدنی	200/-
بہار طریقت	محمد انس رضا عطاری	260/-
سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ	مفتی محمد فیض احمد اویسی	150/-
پیشگی حقوق معاف کرنے کی شرعی حیثیت	مفتی اصغر علی عطاری	30/-
نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ	مفتی شوکت علی سیالوی	
سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	مولانا ذوالقرنین عطاری	180/-

بحمد اللہ تعالیٰ

آدابِ فتویٰ

فیضانِ دعا

بہارِ طریقت

رسائلِ قادریہ

ماں باپ کا مقام

زکوٰۃ کے احکام

041
0321-6639552